

مجموعہ تصانیف

علامہ محمد اسماعیل نقشبندی

فاتح نجدیت، دیوبندیت، شیعیت و عیسائیت



مترجم: محمد نعیم اللہ خاں قادری

علی گڑھ میں
المعالم پبلی کیشنز

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز

جامع مسجد عمر روڈ کامون کے ضلع گوجرانوالہ فون : 0435-814266

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ————— مجموعہ تصانیف مولانا محمد اسماعیل صاحب
مؤلف ————— علامہ مولانا محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ
صفحات ————— ۶۸۲
بار ————— اول
تعداد ————— ۱۰۰۰
مہینہ —————
باہتمام ————— محمد نعیم اللہ خان بی ایس سی ایم ایڈ
ناشر ————— فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کامونکہ

ملنے کے پتے:

مکتبہ جمال کرم

کان پور ۱، ٹیکو، ڈاکو، ڈاکو، ڈاکو، ڈاکو

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور • شبیر برادرز لاہور • فریدیک سٹائل لاہور
- پروگرام سبکس لاہور • مکتبہ نورینہ رضویہ لاہور • مکتبہ نبویہ لاہور
- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور • مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک وراں اسلام گوجرانوالہ • مکتبہ قادریہ سرگودھا گوجرانوالہ

فہرست کتب

صفحہ نمبر

- عظمت حبیب کبریا و رد عبارات کفریہ ————— ۱
- پاکستان کا حقیقی پس منظر ————— ۲۵۸
- عظمت امام حسین رضی اللہ عنہ ————— ۱۴۰۹
- غضب جبار بر منکر وسیلہ ابرار ————— ۳۸۶
- قبر رحمان بر منکر قرآن ————— ۲۰۴
- عظمت توحید بازی تعالیٰ ————— ۲۶۳
- ولیم مسیح کے چیلنج کا جواب اور دعوت اسلام ۵۰۸
- عظمت خلفاء راشدین (حصہ اول) ————— ۵۲۴
- عظمت خلفاء راشدین (حصہ دوم) ————— ۵۸۸
- ماتم کے ناجائز ہونے کا ثبوت ————— ۶۵۰
- قبر کبریائی بر منکرین حکم الہی ————— ۶۶۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَىٰ آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سرفراز صاحب گھڑوی کی رسوائے زمانہ کتاب
”عبارات اکابر“ کا مدلل مُسکت جواب

عظمتِ حبیبِ کبریا

— و —

ردِّ عباراتِ کُفْرِیا

قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں

اوقلم: مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین عظیمت حبیب کیرا		صفحہ	نام مضامین	صفحہ
پیش لفظ - از حضرت مولانا محمد علی صاحبزادہ	۶	۵۸	پہلی فصل دینوری کے بیان میں برادر شریفیت	۵۸
۳۰ دیانت کا ضبط	۱۰	۶۰	دیوبندی علماء کا اپنے کار بار کو غور کرنا	۶۰
۳۱ دیانت کے طوفان کا ترقی اہل ہم نوا ہوں	۱۲	۶۲	تقریر اللایمان کا کب کسی ہے؟	۶۲
مولوی انجیل صاحب تقریر اللایمان کی نظیریں	۱۳	۶۳	کتاب تقریر اللایمان سے شروع ہونے والی	۶۳
مراودہ نیست کا شرط	۱۶	۶۴	(منتہی کا بیان)	۶۴
تقریر اللایمان کی بے ادبی و گستاخ کا اقرار	۱۷	۶۵	تقریر اللایمان کی کفریہ عبارتیں اور جواب	۶۵
تجزیہ ان اس کے رد میں بھی کچھ لکھے گئے	۲۱	۶۶	مصنف عبارت کا کفر کا عقیدہ	۶۶
دیوبندی تحریف و کفر ہونیت	۲۳	۶۷	نئی معنی اور طریقہ و کفر کا معنی کہنے والوں پر	۶۷
توبہ رجوع سے گریز نہ کرنا	۲۵	۶۸	تمام دیوبندی علماء کا فتویٰ کفر	۶۸
صحابی کو کفر کہنے کا اقترا	۲۷	۶۹	کفریہ عبارت میں لا ضرر علی اللہ علیہ السلام کو	۶۹
علماء و شایخ اہل سنت کے نام پر ہجو کرنا	۲۸	۷۰	مردہ لکھا۔ دیوبندی علماء کو کفر نہ لکھا	۷۰
قصہ دارالاسلام کا	۳۶	۷۱	مردوں کو زندہ کیا۔ زندوں کو مرنے نہ دیا	۷۱
سید احمد شہید یا مفرد	۳۹	۷۲	گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے	۷۲
ازوم القوم کفر کے معنی سے بے خبری	۴۲	۷۳	سید صاحب کو حضرت درجائے نظام کر تھیں	۷۳
استعداد و قابلیت (سرفراز صاحب)	۴۵	۷۴	کفریہ عبارت نمبر ۱۰ - ہر مخلوق اللہ کی شان	۷۴
مقدمہ	۵۲	۷۵	کے آگے چارے سے منسلک	۷۵
شان حبیب کیرا	۵۶	۷۶	دیوبندیوں کے علی الاطلاق کا بیان	۷۶
بے نشہ دینوری بشریت	۵۷	۷۷	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حکایت	۷۷

فہرست مضامین		صفحہ	نام مضامین	صفحہ
کفریہ عبارت نمبر ۱۰ - جبکہ نام محمد علی ہے۔ وہ	۹۸	۱۰۱	مولوی رفیع الحسن دیوبندی کا حوالہ	۱۰۱
کسی چیز کے متنازعین	۱۰۲	۱۰۲	نفیس ہونٹ میں افسانہ گوئی تفصیل نہیں	۱۰۲
بچی کے چپے سے سے قہر مل گیا	۱۰۳	۱۰۳	کفریہ عبارت نمبر ۱۰ - مولوی اشرف علی صاحب	۱۰۳
دیوبندی علماء کے اختیارات	۱۰۴	۱۰۴	شیخ الحدیث صدر صاحب کی حیثیت	۱۰۴
مولوی انجیل کے پرستار احمد کاشان	۱۰۵	۱۰۵	اشرف علی کی کتابوں پر عمل	۱۰۵
کفریہ عبارت نمبر ۱۰	۱۰۸	۱۰۸	رسول اللہ - دیوبندی ملاؤں کے پادری ہیں	۱۰۸
گنگوہی صاحب کے کتب میں حلی صاحب کا	۱۱۲	۱۱۲	حضرت ابراہیم کی نماز حسین احمد علی کی ابتدا	۱۱۲
حکیم الامت نے یوں کے خیال میں لڑائی توڑ دی	۱۱۳	۱۱۳	کفریہ عبارت نمبر ۱۱	۱۱۳
کفریہ عبارت نمبر ۱۰	۱۱۴	۱۱۴	کفریہ عبارت نمبر ۱۲	۱۱۴
حضرت کی خدمت میں امت کے اعمال پیش کیے گئے	۱۱۶	۱۱۶	قرآن شریف کی آیات مبارکہ	۱۱۶
کفریہ عبارت نمبر ۱۰ - شیطاں کا زندہ علم کا	۱۱۹	۱۱۹	آپ کے دست مبارک میں دو کتابیں	۱۱۹
دیوبندی علماء کا فتویٰ	۱۲۲	۱۲۲	دیوبندی علماء پر دیوبندی مولوی کا فتویٰ کفر	۱۲۲
مولوی حسین احمد کا حوالہ	۱۲۷	۱۲۷	اعلیٰ حضرت فاضل پر عظیم افتخار	۱۲۷
کفریہ عبارت نمبر ۱۰	۱۳۳	۱۳۳	سید احمد کا انگریزوں سے لگے اعلق	۱۳۳
انتساب آفتاب میں مولوی حسین احمد کا حوالہ	۱۳۷	۱۳۷	اشرف علی صاحب انگریز کے طریقہ خوار	۱۳۷
کفریہ عبارت نمبر ۱۰	۱۳۹	۱۳۹	مولوی ابوالباس باقی تینینی جماعت و طہارت	۱۳۹
انگریز مذہب نبوی بھی کوئی نیا ہیام تو نہیں	۱۴۲	۱۴۲	مولوی حسین احمد مولوی کنایت اللہ سندھ	۱۴۲
عاقبت تھری میں کچھ فرق نہ آئے گا	۱۴۳	۱۴۳	سے دوسرے لکھائے تھے	۱۴۳
نا تو توئی صاحب کا اعتراف	۱۴۵	۱۴۵	سید صاحب کا پہلا جہاں مسلمانوں پر	۱۴۵
مفتی محمد شفیع دیوبندی کا حوالہ	۱۴۷	۱۴۷	انگریز سید صاحب و علماء کی لکھا نالایا	۱۴۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى عَٰلِيهِ وَسَلِّمْ
 وَعَلَى ذُرِّيَّتِهِ وَصَحْبِهِ أَبَدَ الدُّهُورِ وَلَوْ مَا

پیش لفظ

واقع جدیدیت کا شفا المراء و یونیندیت مولانا محمد حسن علی صاحب فتویٰ (مدظلہ)

فاضل محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب صابری مسجد گورنمنٹ
 "عبادات اکابر" کا رد تحریر فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ کچھ
 عرصہ سے اس کتاب کی اشاعت کے باعث ملک میں فترت و اراذل کشیدہ گئی ہیں
 انا نہ پورا تھا۔ اور ملک کے سوا و عظم اہلسنت و جماعت اس دلائل کتاب
 کے جابرانہ اسلوب تحریر سے مضطرب تھے۔ خود اس فقیر راقم الحروف کو بھی ملک
 کے اطراف و اکناف سے بکثرت علماء و اصحاب اہلسنت کے مسترد خطوط و مولوں
 ہوئے تھے۔ جس میں اس شرعین و پرہیزگار کتاب کے مقل و مسکت جواب کے
 لئے اصرار کیا گیا تھا۔ احباب کرام کے لئے بار توہم و دانے کے باوجود میں نے اس
 کے جواب کی فوری ضرورت اس لئے نہ سمجھی کہ اس کتاب میں لغاتہی اور
 شاعری کے علاوہ خود مولوی سر فرزا کا اپنا کچھ بھی نہ تھا۔ اور جو کچھ بھی تھا وہ
 مولوی منظور سنبھلی صاحب مدیر القرآن۔ درمصلیٰ صاحب چاند پوری دہلی
 وٹا و نڈوی صاحبان کے رسائل کا چرچہ تھا اور انہی سنبھلی و درمصلیٰ قسم کے

صفحہ	نام مضامین	صفحہ
۲۳۱	المند کتاب کا حال	۱۸۸
۲۳۶	محمد بن عبدالوہاب بخاری	۱۹۰
۲۳۸	مولوی اشرف علی صاحب اقراری	۱۹۲
	وہابی ہونا	۱۹۴
۲۳۳	مولود شریف کا اقرار	۱۹۶
۲۳۴	حاجی امداد اللہ صاحب مولود شریف کرنا	۱۹۷
۲۳۶	المند پر تصدیقات کا حال	۱۹۸
۲۳۷	علمائے دینی کی تحریر کا خلاصہ	۲۰۰
۲۴۰	مکہ منظر کے علماء کی تصدیقات کا حال	۲۰۲
	موسس ملک و اقوال و عقیدت کا سانچہ	۲۰۶
۲۴۱	مولوی رشید احمد کا	۲۰۷
۲۴۲	مصحف انوار آفتاب صداقت کا تبصرہ	۲۰۸
	کیا عمل میں استغنیٰ انبیاء علیہم السلام سے	۲۱۱
۲۴۳	رہہ سکتے ہیں	۲۱۱
۲۴۸	گنگوہی صاحب کا دوسرا قول	۲۱۶
۲۵۰	ہزار سال عبادت کے زمریہ علیہ کا حال	۲۱۷
۲۵۱	انبیاء قبول میں زندہ اور قاتل پختہ ہیں	۲۱۸

پشاور میں سید صاحب کی حکومت گزارنے پر ہونا
 آتش نشان فوری اور خطرناک انجام
 پشاور شہر کے قاضی کا حکم اور خوفناک انجام
 یونین مورخ کا بیان
 سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے
 مولوی اکیمل سید صاحب کو لے کر جہاد
 سے بھاگ نکلے۔
 ہندوستان والہ حرب ہے یا والا اسلام؟
 گنگوہی کے اتباع پر ہدایت اور نجات
 تقویۃ الایمان کتاب کی تشریف گنگوہی
 صاحب کی نیابتی
 صدر یونین حسین احمد کا فتویٰ
 اسی زمانہ کے علماء سے ان کفریہ عبارتوں
 کا رد کیا۔
 نقل مشہور خط مولوی مشتاق احمد پوری
 حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کتاب
 فرائض

لوگوں کی لادینی دے سنی تادیلات کو اپنے الفاظ میں اپنی شاعری و خوش بیا
کے درق نگار پیش کیا تھا۔ الغرض عبارات اکابر میں جو کچھ تھا۔ وہ ہم
ان کے اکابر ناظرین کی کتابوں میں دیکھ چکے تھے۔ فیج المحدث کے لقب
سے لے کر انوار ہدی بھاری بھر کم کینت تک والے اس سرفراز خان
مصنف صاحب کی تحریرات کو جب ہم ان کے وسیع القاب، فصیح کینت و
مصنف شخص کی روشنی میں پڑھتے ہیں۔ تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جو بے
چارہ بات پر ماہنامہ "الرشید" صاحبی والی جیسے غیر ذمہ دار راستے
کے حوالوں کا محتاج ہے وہ اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی خاک ڈالتا
کر سکتا ہے۔ ہر حال چونکہ عبارات اکابر میں کوئی بات نئی معلوم نہیں ہوتی
اور جو کچھ اس میں ہے اس کے رد و ابالال میں علمائے اہلسنت بہت کچھ
لکھ چکے ہیں۔ اس لئے بار بار اداہ کرنے کے باوجود فقیر اقم الحروف عبارات
اکابر کا فوری جواب نہ لکھ سکا۔ اسی دوران یہ جان کر سرت ہوئی کہ اگر مولانا
اسی کے ایک ناظر بزرگ مولانا محمد اسماعیل صاحب اس کتاب کا رد مکمل فرما
چکے ہیں۔ مولانا غائبی انہیں جرنل کے خبر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

کاش کہ۔ مولوی سرفراز صاحب زوال و انحطاط کے اس دور میں
جیکر ہر طرف مغربی و فرنگی تہذیب کا دور دورہ ہے۔ اور بے لاد روی و
ماد پر آئادی کو و باعام ہے کوئی معیار و مشیت کام کرتے۔ اگر ان میں
کوئی صلاحیت تھی تو فرضی و بیکاری و بے پروگی، سینما بینی، سود و رشوت
قتل و زنا۔ آداب و اخلاق وغیرہ موضوعات پر لکھتے اور کوئی اہم و مثبت کام

کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے لئے وہ موضوع پسند فرمایا جس پر علماء
عرب و عجم فیصلہ دے چکے ہیں۔ برصغیر ہند و پاک کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہا
و شایخ کو امام اس کی تائید فرمائی ہے۔ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ کہ
مولوی صاحب علمت و شان رسالت کا پاس و لحاظ اور فاج کرنے کی بجائے
شخصیت پرستی میں الجھ کر اپنے مولویوں کا دفاع کر رہے ہیں اور بے جانا دیلات
سے حقیقت کا منہ پڑا رہے ہیں۔ حالانکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی فعل و
علمت و بزرگی و برتری کے سامنے ان مولویوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ذمہ خلیفہ شاری مولوی سرفراز صاحب کا ذمہ خلیفہ شاری تو ہمیں سے واضح
ہے کہ وہ اپنے اکابر کی توہین و گستاخانہ کفریہ عبارات
پر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ و دیگر علمائے
اہلسنت کے شرعی فتویٰ پر برہمی کے عالم میں کبھی تو وہ بحوالہ کتب بیان کئے
کئے عقائد کو الزام قرار دیتا ہے۔ کبھی عبارت پوری نہ لکھتے کا بہانہ بناتا ہے
کبھی نیت کی شرط لگاتا ہے کبھی عبارات میں تحریف و حیانت کا الزام ملتا ہے
اور پھر تادیلات کے لئے صفائی بھی پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جب یہ الزام ہے تو
پھر تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ صاف صاف کہ میں یہ عبارات ہماری کتابوں
میں نہیں ہیں۔ اور تاویل کرنا ہے تو صاف صاف ان قرار کردہ عبارات موجود ہیں۔

فیصلہ انصاف پسند قارئین پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و
ملت مولانا امام احمد رضا خان صاحب
فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے مولوی اسماعیل صاحب سے لے کر مولوی قاسم

ناو تو ی۔ رشید ذلیل گنگوہی راہبیمجدی اور شیاب اشرف علی صاحب تنافوی
 نمک کی جن عبارت پر احکام شریعت بیان کئے۔ وہ لغویت الایمان صراط
 مستقیم۔ تنجید الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب میں ہیں یا نہیں۔
 اس کا فیصلہ ہم منعت مزاج حقیقت پسند فائزین پر چھوڑتے ہیں۔ وہ کسی تہ
 کی شائع شدہ کتاب لے کر بیٹھ جائیں اور انحضرت مجدد ملت علیہ الرحمۃ کی
 نقل فرمودہ عبارات سے مطابقت کر لیں۔

بیمجدی جب دیوبندی علماء کی گستاخانہ عبارت پیش کی جائیں۔ تو
 علماء مختلف النوع حیلوں بہانوں سے جان چھڑائی جاتی ہے
 یہی سرفراز صاحب نے کیا ہوا یہ ہے کہ جب کسی گستاخانہ عبارت کو سوا کتب
 بیان کیا جائے تو جواب دیا ہے "ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہہ سکتا ہے"
 جب کتاب سامنے رکھ دی اور کہا جائے چھپا ہوا موجود ہے پڑھ لیجئے تو
 کہا جاتا ہے۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پھر دین الوقتی کے لئے مختلف النوع
 من مانے مطالب بیان کئے جاتے ہیں۔ دھوکہ دہری سے پھر پیر پیٹنا جاتی
 ہیں جب اس پکڑ بڑی پر کہا جائے کہ یہی عبارت اسی مطلب کے ساتھ اپنی اسی
 عالم کی شان میں لکھ کر شائع کر دو۔ تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے تیسری راہ نکالتے
 ہیں۔ عبارت تحریف کی گئی ہے۔ کبھی کہیں گے کہ آگے اور پیچھے ہے پوری عبارت
 نقل نہیں کی گئی۔ ہم اس پر بھی ذرا وضاحت عرض کریں گے۔ اپنے ابراہم کی
 عبارت میں عتی خریف خود دیوبندی علماء نے کہا ہیں کسی نے نہیں کی۔ باقی
 رہی آگے اور پیچھے کی بات تو ہر شخص قرآن مجید احادیث شریعہ عبارت ائمہ فقہا

محمدین سے حسب دعا اتنی ہی عبارت نقل کرنا ہے جو اس کے دعا کو کافی
 ہو کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ کسی مشرک نے توحید کا ثبوت مانگا ہو تو اس کے
 جواب میں پورا قرآن مجید یا صحاح ستہ کا پورا ذخیرہ سنایا ہو یا نقل کیا گیا ہو
 کبھی نہیں دیکھا گیا کہ پاکی و ذہاب کی یا دیگر فقہی مسائل کے ثبوت میں پوری
 شامی شریعت یا عالمگیری سنائی یا نقل کی گئی ہو خود دیوبندی علماء بھی جب
 مرزا یوں یا شیعوں وغیرہ کی عبارت نقل کرتے ہیں وہ حسب دعا ہی نقل
 کرتے ہیں۔ کسی بھی ایک کتاب کے جملہ مندرجات قابل اعتراض نہیں جوتے
 بلکہ پھر عبارت اسی قابل اعتراض ہوتی ہیں۔ اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے
 دسی الفاظ و عبارات بیان کی جاتی ہیں جس کی ضرورت ہو۔ باقی رہی تاویلات
 تو تاویل کس بات کی نہیں کی جاسکتی۔ نہ کوئی کسی کی زبان پر کہہ سکتا ہے نہ قلم
 روک سکتا ہے۔ ذانکار پر جبر ہے۔ مگر انصاف و دیانت کا تقاضا ہے کہ وہی
 عبارات و کلمات جو ان کے ابراہم خود سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 و دیگر اہل بیت و رسل علیہم السلام و محبوبان خدا و اہل اللہ قدس سرہم کی شان
 میں لکھے چھپائے ہیں۔

تاویلات کا غیظ علماء دیوبند اپنے ابراہم کی توہین آمیز گستاخانہ عبارت
 کی مختلف النوع تاویلات کئے جارہے ہیں۔ وہ اس قدر
 احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ ابراہم کی تاویلات کے باوجود خود ان کا ذہن اور
 ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔ ابتداً مولوی علیل احمد صاحب ایشوری نے اپنے
 ابراہم کی گستاخانہ عبارت کی تاویل میں المذہبہ تعنیہ فی فرائی۔ مگر اور اور

خود علماء و مبدعین نہ ہوئے پھر مولوی منظور علی صاحب دیر افغان نے
 "ہفت یانی" فیصلہ کن مناظرہ اور فتح ربی نام نہاد۔ وگش نظارہ، بحرکتہ القلم۔
 گردیں۔ نگاہ و بند کو سکون نہ آیا۔ پھر مولوی رفیع حسن دہلوی صاحب چاند پوری
 اٹھے۔ انہوں نے اپنے بڑوں کی توہین آمیز عبارت کی بھری ہوئی دھجیاں جوڑ
 اور پوند کاری کرنے کے لئے الگو کہا لیا۔ تو تفریح البیان فی حفظ الامان۔ الختم
 علی لسان الختم۔ انتصار الیری۔ اساتذہ الہندی۔ ترکۃ الخاطر۔ قاضیۃ الظہر وغیرہ
 دھر گھسیٹیں۔ مگر نہ قرار آتا تھا نہ آیا۔ حدیث کو مولوی حسین احمد کاکڑ جی سے بھی نہ رہا
 گیا۔ اور الشہاب ثاقب کے نام سے ایک فحش گالی نام رسبہا کر دیا۔ مگر سکون قلب
 اطمینان نام نصیب نہ ہوا۔ اسی دوران اوسنے پورے لوگوں نے نہ جانے کیا اور
 کتنے کچھ اٹے سیدھے رسائل لکھے اور بے جاتا دیلات کے بل باندھے۔ غریبیت
 سیر نہ ہوئی۔ بغیر طاقت ہی کوتاہا۔ الغرض منافع العید والبرہان رد البہتان کے
 بعد عہد حاضر مرفوع الختم۔ جناب سرفراز گھنڈی صاحب کی باری آئی ہے انہوں
 نے قدرے ہوشیاری سے کام لیا ادھر ادھر کی نقل اڑا کر لفظی اور شعری شاعری
 کی رنگینی جا کر انہی فرمودہ تاویلات کو اپنے الفاظ کو جامہ پہنا کر نیارنگ و بیکر عبارت
 اکابر کی صورت میں پیش کر دی مگر مع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اپنے اکابر کی عبارت کی شاید روز اس منت خیز تاویلات کے باوجود ان کا
 اپنا ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

بے قراری تجھے دل کہیں ایسی تو نہ تھی

کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج اہل دیوبند نے حضرات اہلبیاد و رسول علیہم السلام
 یا حضور بیانیہ صاحب علی اللہ علیہ وسلم کی ذات و کمالات پر وار و شدہ طنز و طعنے
 و خرافات کے رد و جواب میں ننانو کتاب لکھی اور عظمت شان رسالت کا دفاع
 کیا ان کی جو کتاب بھی شائع ہوگی اپنے مولویوں کے خود ساختہ تقدس کے تحفظ
 میں شائع ہوگی۔ پھر عنوان ان کی بڑی ہی بنانے اور ڈوبتی ترانے کی سعی ۱۶۸
 کریں گے۔

تاویلات کے طوفان کا متوقع انجام

آج مسلمان عالم کے سامنے ہے آپ
 ان کے اکابر کے فرمودہ تاویلات اور
 کفریہ عبارت کی من گھڑت مختلف النوع نشریات پر مشتمل مذکورہ بالا کتب لے
 کر ایچے جائیں جسام الحرمین کا پیر آب زتاب سے لہذا نظر کرے گا ایک کی
 تاویل سے دوسرے کے بیان کردہ معانی لغو و دوسرے کی بیان کردہ نشریات سے
 "میسرے کی تاویل ارتداد خالص ہے جا اور سہم" تاویلات کے نتیجہ میں اب ان کا گویا
 اپنے اکابر کے ارتداد پر اجماع ہو گیا ہے۔ اس کی مختصری ایک جھلک سہولت کتبہ کہنا
 ہو تو ہمارا رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر" ملاحظہ ہو۔ مناظرہ کرام علماء اہل سنت
 ان کی منت خیز تاویلات پر مشتمل کتب کی بھر پور گھبراہٹیں نہیں۔ بلکہ ان کو لے کر
 بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی پیش کردہ تاویلات کی مطابقت کریں تو صاف مل جائیں
 ل سو فیصد تاہید و تصدیق پائیں گے اس کو کہتے ہیں۔

حق وہ جو سرچرچہ کر ہوئے

یوں تو مولوی سرفراز صاحب نے اپنی جان میں بہت بل کھائے ہیں پھلتیاں

کسی ہیں۔ مخلصہ سحر کا مظاہرہ کیا ہے۔ جہاں شعر نگار گستاخانہ عبارات کا ذائقہ تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر اس ساری کتاب میں ان کا اپنا ہے کیا؟

بلکہ عکس ذحول کی آواز۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ الشباب کا قیام۔ الفلاح المہدیہ فیصلہ کن مناظرہ۔ المسند مواصلہ کا بھی۔ الرشید۔ نکرۃ الرشید وغیرہ کے خاندان ساز حوالے ہیں۔ دیکھئے صفحات ۲۵-۳۹-۲۶-۳۸-۴۰-۴۱-۴۶-۴۹-۱۳۵-۱۹۹ وغیرہ۔ متعدد مقامات پر ان اور اس قسم کے دوسری کتب کی نقل و نقل اصل ہے۔ بزرگ خورشید محمد رفیع نقالی کے اس زور پر مصنف ڈٹنا بن بیٹھے۔ مثال کے طور پر بلا حوالہ نقل بمطابق اصل کا ایک نمونہ ماحض ہے۔

دیوبندیوں کے سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب نے خود ساختہ فتح بری کی نگارہ کے صفحہ پر امیر مینا کی امیر اللغات جلد دوم ص ۱۷۷ کے ایسا کامی بیان کیا تھا۔ اور برق کا شعر لکھا تھا وہ جوں کا توں سرفراز صاحب نے بلا شک و بلا حوالہ عبارات اکابر کے ص ۱۵ پر پیش کر دیا۔ اختصار مان ہے ورنہ اس قسم کے متعدد حوالے لائے جاسکتے ہیں۔

تاویل مولوی اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان کی نظر میں جناب سرفراز صاحب نے تاویل مولوی اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان حوالہ مستقیم تحریر اناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں سرور کی بازی لگادی ہے۔ مختلف النوع جیلوں پہاڑوں سے ان توہین و تمقیت کی گستاخوں پر پردہ ڈالنے کے لئے انہی سید صحن تاویلات

میں، لیکن بابائے وابہیت جناب مولوی اسماعیل صاحب و ملوی تاویلات نے والوں کی جڑیں کاٹ گئے ہیں۔ وہ تقویۃ الایمان میں بڑی فراخ دلی سے افسانے لکھتے ہیں۔ یہ بات محض بے جا ہے کہ نگاہ میں لفظ ہے ابوبی کا لفظ ہے اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے۔ مثلاً اور پہلی بولنے کی جگہ اور ہیں۔ انرا تقویۃ الایمان سے لے کر تحریر اناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان تک کی عبارات عاجز نہیں رہے ابوبی میں اور پلٹا بھی رہے ابوبی ہیں۔ شرقی سے عرب تک مسلمان عالم ان کو گستاخی دے ابوبی قرار دے رہے ہیں، لیکن مولوی اسماعیل صاحب و ملوی کی اس جاہلیت و تعصبت کے باوجود سرفراز قسم کے لوگ اپنا سر کیا رہے ہیں اور بے جا تاویلات کے بھڑک میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنے ولی نعمت بابائے وابہیت کے فرمان سے انحراف کئے جا رہے ہیں۔

مذہب کشید کرنے کا الزام مولوی سرفراز صاحب نے جگہ جگہ اکابر کی عبارات غلط مفہوم کشید کرنے کا الزام بھی لگا دیا ہے مگر وہ اپنے کو تو کشید کا پرتکلف لفظ کھگ گئے لیکن اس کی حقیقت جاہلیت پر غور نہیں کیا۔ پہلی سے غلاب کا عرف کشید نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی شخص خود کہتا ہوں مگر قیامت پروردہ ایسا کہ شرم نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی شخص کہتا ہوں زور لگانے وہ عشق و محبت سے بغض و کدورت کا عرف کشید نہیں کر سکتا۔ ایمان حام سے کفر و ازواج کشید نہیں کر سکتا۔ اعلا حضرت نے اکابر دیوبند کی عبارات میں اپنی معنی مراد لئے ہوئے۔ کیونکہ توہین و تمقیت سے ایمان و اسلام کا عرف بد نہیں ہوتا۔ ذرا احتیاط نہ۔ اکابر دیوبند کی زبان کن قدر عظیم ہے۔ ایک طرف

عقبت و شان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کیجئے اور دوسری طرف یہ بیان
و سو قیاد زبان ملاحظہ کیجئے۔

کبھی تو وہ ہر جہو فی ٹری مخلوق دا بنبارہ و رسول علیہم السلام حضرات اولیاء اللہ
قدس سرہ ہم کو اللہ کی شان کے آگے جو شرے ہمارے زیادہ ذلیل قرار
دیتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں بعض علوم غیبیہ ہمارے لئے بھی حاصل ہے۔
(مفظہ الامیان حکم اس غلیظ و نہایت عبارت کو یہاں تک پڑھ لیجئے یا اقتسام
تک لے جائیں اس کے مردود و مفہوم معانی پر کچھ اثر نہیں پڑتا کبھی وہ نمازیں
حضور اللہ سید عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اللہ میں دل میں آنے
کو معاذ اللہ گدھے اور بیل سے بدتر قرار دیتے ہیں و صراط مستقیم (مذہب) دیکھئے
کس بے دردی و ستم ظریفی کے ساتھ اکابر و یونہی جموں ان خدا باغیوں خصوصاً حضور
سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ معاذ اللہ جو شرے چار حیوانات و بہائم
گدھے بیل و کتے کے تشبیہ دے رہے ہیں کوئی بھی ذی فہم و شعور جس کے دل
و دماغ میں ایمان کی رقی ہے۔ وہ ان نہایت جملات و الفاظ کو کس طرح حضرات
جموں ان مذکورہ مرت سرائی قرار دے سکتا ہے جموں ان خدا کے حق میں الی و یونہی کی
بولی جو شرے چار گدھے بیل جانور یا بھگوں کی بولی ہے۔ اس کو کفر و فتنہ و
نکاحا جائے تو کیا حور و نعمت و مناقب گردانا جائے۔ مگر

نکل جاتی ہے جی باندہ منہ سے حق میں

کے زیر مصداق اس نوع کی تشبیہات پر یونہی حکیم الامت تھانوی صاحب
کو کبھی کسی اور عنوان کے تحت کہنا پڑا "اسی حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا

درست ہے اور خالق الکلاب و الخنازیر و گنوں اور مردوں کا خالق کہنا بے ادبی
ہے۔ مگر لاکھ بھاری سے گواہی تیری

بہر حال اس بحث میں دعا ہمارا مقصد تحقیر اور تادمہ الاہرگت نامانہ
عیارات کے کوئی خود ساختہ معانی کشید نہیں کئے۔ ان عبارات کے معانی و مفہام
یہی ہیں جو اہل زبان و کلام نے تسلیم کئے۔ شرق و غرب میں تسلیم کئے جاتے
ہیں۔ مثلاً ہر عرب و عجم و ہندو نے ان پر احکام شرعی بیان کئے۔ وہ عبارات
فی الواقعہ بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔

مراد و نیت کی شرط جناب مولوی سرفراز صاحب نے بہت پیشانی کھائی

ہیں اور اپنے اکابر کو حسام الحرمین کی مار سے بچانے
کے لئے ہر جہو فی ٹری بات کا سہارا لیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں ڈوبتے
کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے "عبارات اکابر کے معنی پر رقم طراز ہیں
"ان اکابر و یونہی کی مراد و نیت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب ان خود قرار
ان کی نیت اور مراد کی یہ مراد شرط غلطی ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا
ہے۔ مگر یہیں احساس ہے کہ یہ معنوں و محض ایک پیش لفظ اور تباہیہ ہے۔
مفصل کتاب کار و نہیں اس نے ہم صرف جناب حسین احمد صاحب کا کچھ لکھنے کے
حوالہ نقل و نعت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے مخاطب کو ان پر جس قدر اعتماد ہو گا اتنا
قرآن و حدیث تفسیر کے دلائل و دواہجہات پر کہاں سیجئے آپ کی اس مراد
و نیت کی شرط کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب صدر و بعد اپنے حوالہ و
دلائل مرئی و خالق جناب رشید احمد گنگوہی صاحب سے نیت کے روکا ثبوت

فرام کرتے ہیں۔ ہم خود مخالفت رشیدیہ مسئلہ سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ مومن حقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت مقارنت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے (الشہاب ثاقب صفحہ شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی) ہمارے اس حوالہ سے مولوی سرفراز صاحب کی نیت والی شرط کا تار پود بھر گیا اور ان کا یہ سہرا بھی ختم ہو گا کیونکہ طے کیا بنے بات جہاں بات نہ لگے نہ پڑے

تقویت الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اقرار [جنہیں رہتا اور بسا اوقات حق بات خود مخالفت کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ تقویت الایمان کی عبارت ہے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں جس کا منشی بصرہ بولہندی دہلی قوم کے علاوہ دنیا پر کسے اہل علم اعتراف کر دہے ہیں مگر وہ خالق ارض و سما جل جلالہ جو حضرت مولانا علیہ السلام کو سب سے بڑے تامل و دشمن فرعون کے گھر و دشمن کر سکتا ہے۔ تقویت الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اعتراف تقاضا کی قلم و زبان پر بھی جاری کر سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت صاحب تقویت الایمان کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"تقویت الایمان میں بعض الفاظ جو محضت واقع ہو گئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید میں علی علیہ السلام کا آرمائش والوں کے مقابلہ میں قل من یصلح من اللہ نبیان اذ ان یصلح المیسج بن مریم

فرمایا ہے لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت بن گئی ہے کہ ان (تقویت الایمان) کے الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی و گستاخی ہے۔ پہلے تو تقاضا ہی صاحب کی سادگی اور بھلا پن ملاحظہ ہو بعض الفاظ محضت واقع ہو گئے ہیں (کیا وہ الفاظ خود بخود لگنے ہیں؟) محض علی رضوی خفیلہ اور قلع نظر اس سے آئینہ کریم کے مفہوم و الفاظ اور تقویت الایمان کی عبارت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے حضرت علی علیہ السلام کو تو اہل مائنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکرم کو کس نے الزام مسود مانا تھا؟ دوم خالق کا اپنے انبیاء علیہم السلام کو کچھ ارشاد فرمایا حکمت و دانائی کی باتیں تعلیم فرمایا اور ثابت ہے اور انہی میں کہ امتی ہونے کے دعوے کے ساتھ جن کو کلمہ پڑھتا ہو اس کی شان میں کچھ کہنا اور بات ہے۔ مگر کچھ بھی مزہ بہر حال تقاضا صاحب نے اس کا توڑی فراموشی سے اعتراف کر لیا۔ تقویت الایمان میں الفاظ محضت واقع ہو گئے ہیں۔ یہ خود بخود ہوں یا امیل صاحب کی چہرہ وقتی سے اور یہ کہ اب یہ الفاظ استعمال کرنا بیشک بے ادبی اور گستاخی ہیں۔ ۱۔

تعلیم میری اور رقیب کی راہیں جدا تھا

آخر کو ہم دونوں درجائے پر جاسے

تقاضا ہی صاحب کے ان ارشادات کے برعکس اب یہ سرفراز صاحب کی

شفقت قلبی ہے کہ وہ نہ صرف ان محضت واقع ہوئے والے الفاظ کو

استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ادبی اور گستاخی پر مبنی ان الفاظ کی مرہم پٹی
 وچونکہ کاری میں بھی مصروف ہیں۔ حالانکہ اسی جواب میں تھا تو ہی صاحب
 کے امتناعی الفاظ یہ ہیں کہ "ان الفاظ کو استعمال بھی نہ کیا جاوے" دیکھو
 (امداد الفتاویٰ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۲) جب تھا تو ہی صاحب ان تقوینہ الایمانی الفاظ
 کے استعمال سے منع فرما رہے ہیں تو لازماً ان کے نزدیک یہ بے ادبی و
 گستاخی پر مبنی ہیں۔ جب یہ ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں تو عبارات اکابر
 میں ان عبارات کا بار بار اظہار و بیان و تادیل و ضاحت اپنے حکیم الامت
 کے ارشاد و انت سے صریح انحراف ہے۔ ہماری اس وضاحت سے ثبات
 ہو گیا ہے کہ تقوینہ الایمانی کی عبارات محنت ہیں اور بے ادبی و گستاخی پر
 مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ تحذیر الناس و حفظ الایمان وغیرہ عبارات کو
 اسی آئینہ میں دیکھ لیا جائے۔

تحریف جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند نے خود
 اپنی کتابوں اور عبارتوں میں زبردست تحریف اور رد و بدل
 کی ہے مگر سرفراز صاحب نے تحریف کا الزام اہلسنت و امام اہلسنت
 اعظم حضرت فاضل قدس سرہ کے ذمہ لگایا ہے۔ اور اپنی عبارات اکابر میں
 مختلف صفحات پر یہ رد و بدل ہے۔ ناظرین کو حیرت ہوگی۔ علامہ دیوبند
 نے اپنے اکابر کی عبارات میں جس قدر خوفناک تحریف اور شدید رد و بدل
 کیا ہے۔ اتنا آج تک کسی مخالف نے بھی اپنے حریف کی کتب میں
 نہیں کیا تھا۔

تحذیر الناس بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب
 نانوتوی کی کتاب ہے جس میں انہوں نے آئینہ تعاقب
 کے تحت غلط کے برعکس بالکل جدید بیان کر کے ایک جدید
 لکھیا و رکھی اور سرفراز قادیانی مردود کے لئے راہ ہموار کی۔ آج قادیانی
 سے زیادہ اچھی مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الناس کو اپنے خود ساختہ
 سائنس کی جھوٹی بیونت کی دلیل بناتے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب نے
 ان عبارات اکابر کے صفحہ ۱۱۲ سے آگے مختلف صفحات پر اعظم حضرت
 محنت رضی اللہ عنہ تحذیر الناس سے نقل فرمودہ عبارات پر عیاں ساز
 کر رہے اور لکھا ہے خان صاحب نے عبارت کے پیش کرنے میں
 ان کے بیس کا ثبوت دیا۔ مثلاً اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص
 سدی "مثلاً" وغیرہ... اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔
 وقت اس ابتداء میں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعظم حضرت مجدد
 امت قدس سرہ تحذیر الناس کی اس عبارت سے اختلاف فرماتے اور
 ہی ظاہر فرماتے والے کوئی پہلے اذہن شخص نہیں۔ دیکھیے دیوبندی
 امت مولوی اشرف علی صاحب تھا تو ہی کہتے ہیں "جس وقت سے
 قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں
 قاسم نانوتوی کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولوی عبدالحی صاحب کے"
 صاحب الیوم جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۲ زیر ملاحظہ) ملام غزوف نے جسے جب بانی
 دیوبند نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس سے ہندوستان بھر میں کسی بھی

(عالم یا غیر عالم) نے موافقت نہیں کی۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ کو بھی مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا اندرونی بغض و عناد اس پر مجبور کرتا ہے؟ ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کی بنا پر چاہیے تو یہ تھا کہ وہ تو یہ نامر حجاب دیتے اور علی الاعلان رجوع کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ اس پر اڑے ہے اس پر اسی زمانہ کے مشاہیر علماء کرام نے تحذیر الئاس کے رد و جواب شائع کئے چنانچہ اس کا فائدہ اند اعتراف کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں کیا گیا۔ جو مشہور دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند کے تائیدی تدارک کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس میں مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الئاس کے رد میں شائع ہونے والی کتب کا مختصر ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو لکھا ہے۔

"انراہن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الئاس کے جواب میں کئی رسالے لکھ گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آئے ہیں۔

- ۱۔ تحقیقات محمدیہ عن ادیان مجیدہ ۱۸۶۲ء
- ۲۔ الکلام الاحسن -
- ۳۔ تنبیہ الجہان بالہام البیاض المتعال ۱۲۹۱ھ
- ۴۔ قول القبیح ۱۲۵۰ھ
- ۵۔ افادات حمید ۱۳۲۲ھ
- ۶۔ رد رسالتی نو شرعیات
- ۷۔ ابطال اعطاف قاصم ۱۲۹۶ھ ہمیشی اس رسالہ پر بہت سے علماء کا برہند کے دستخط موجود ہیں۔

- ۸۔ فتاویٰ بے نقیر۔ اس رسالہ میں ان تمام اکابر علماء ہند کے فتویٰ یکجا شامل ہیں۔ جو صحت انراہن عباس کے قائل نہ تھے
 - ۹۔ کشف الالتباس فی انراہن عباس
 - ۱۰۔ قسطاس فی موازنۃ انراہن عباس ۱۲۷۸ھ
- کتب سب مولانا محمد احسن نانوتوی مدظلہ ۱۳۵۱ھ
- بتائیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا کیا قصور ہے۔ برصغیر ہند کے علماء شیعہ طور پر تحذیر الئاس کا رد و ابطال فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ۱۲۷۵ھ میں حسام الرحمن علیہ السلام عرب کے ساتھ حکم شرعی واضح فرمایا۔ اور اکابر علماء ہند اس سے بہت پہلے تحذیر الئاس کا رد ابطال کر چکے تھے جس کا نانوتوی صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

باقی رہی تحریف و خیانت کی بات تو دیکھیے اس کتاب تحذیر الئاس میں نو دہ دیوبندی علماء نے فوفاک تحریف کی ہے۔ تحذیر الئاس ص ۱ کی پرانی اصلی عبارت قدیم ایڈیشنوں میں یوں ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاقیت عمری میں کچھ فرق نہ آئے گا" تحذیر الئاس ص ۱۱ انارکلی لاہور۔ گرامی دیوبند کے قدیم تین چھاپوں میں صفحات کے آگے پیچھے ہونے کے باوجود عبارت اس طرح موجود ہے۔ "مگر اب علمائے اہلسنت کی گرفت سے بیدار ہو کر توبہ اور رجوع کرنے کی بجائے یوں تحریف کر دی جس کو دانشمندی دیوبندیوں نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ تحریف شدہ نئی تحذیر الئاس میں یوں کر دیا گیا "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی

فرس کیا جادے تو یہی خافیت محمدی میں فرق نہ آئے گا (تخیر الناس)
 شائع کردہ مکتبہ (اشدیر دیوبند یو پی) محلہ
 خود نہیں بدلتے تخیر بدل دیتے ہیں
 بتائیے تحریف کرنا خواہنا خسار ہوا یا نہیں۔ حوالے اور بھی آرہے ہیں۔
 حفظ الایمان کا حال ملاحظہ ہو۔

اس لیے چاری میں پیسے درپے کتنی تحریفیں ہوئی ہیں۔ دوسرا کب کوئی
 اتنی کر سکتا ہے۔ بہر حال پہلے حفظ الایمان کی قابل اعتراض گستاخانہ عبارت
 ملاحظہ ہو۔ پھر اس میں تحریف اور کٹر بیعت ملاحظہ ہو۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات
 مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت غیب یہ امر ہے کہ
 اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔
 تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر کسی و
 جنوں بلکہ جمیع جبرائات و دیانم کیلئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۴۸)

دیوبندی تحریف و کٹر بیعت
 تازہ ایڈیشنوں میں علماء دیوبند نے یہ
 اٹھ کی صفائی و کٹائی ہے کہ اس عبارت
 کا علیہ ہی لگا کر رکھ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "مکتبہ نعمانیہ دیوبند یو پی سے شائع شدہ
 نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند کی کچھ ہوئی حفظ الایمان ص ۴۸ میں یوں ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید
 صحیح ہو تو میان علم غیب کا عالم الغیب کو دیا حکم کی جگہ الحاق بنا دیا ہے۔ حالانکہ
 اہل علم جانتے ہیں کہ بعض علم غیب اور عالم الغیب میں اور اطلاق و حکم میں زمین و

آمان کا فرق ہے مگر دیوبندیوں نے اپنی کتاب میں اپنی جان بچانے کے
 لئے خود تحریف کی اور لازم اہل سنت پر لگاتے ہیں۔ مولوی منظور سنبھلی نے
 ہی سیدھا راستہ اختیار کر کے اور اپنے تقاضی پر میرٹھال کو صحیح مشورہ دینے کے
 بجائے اس تحریف شدہ عبارت کو ہاشم الفرائح مطابق ماہ رجب ۱۴۵۲ھ
 میں اسی ہیبرائیجیری سے چھاپ دیا۔

میرٹھال تحریف
 قلمبر مکتبہ ہوا۔ لہذا پھر تحریف کی ضرورت پیش آئی۔ اور تقاضی
 سلیم الامت نے اپنی محنت و دانی کا یوں مظاہرہ فرمایا۔ کہتے ہیں۔

"لہذا بقول (عبارت) اس (حفاظت) کے بعد سے عالم الغیب کہا جائے
 کہ اس طرح یہاں ہیں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو اس طرح لکھا
 جادے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے
 "خلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں" (الم و اشرف علی
 تقاضی ۱۴۵۲ھ وقت الفقی فقط)

بتایا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام المسند محمود دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ
 عنہ دایمہ عرب و علم کا کیا قصور ہے جنہوں نے حفظ الایمان کی اس نصیحت عبارت
 پر کلمہ شرعی ظاہر فرمایا۔

تقاضی صاحب اور ان کے خادموں پر لازم تھا کہ حسب یہ عبارت خود ان کے
 ذہن میں بھی گھٹسک رہی تھی۔ ان کے ضمیر پر جو پھیر رہی ہوئی تھی عبارت بدلنے
 کی بجائے رجوع کا اعلان چھاپ دیتے۔ تو بہر حال شائع کر دیتے اسکو غرض

کا مسئلہ نہ بنا تے تو معاملہ صاف ہو گیا ہوتا۔ مگر تقاضوی جی تو یہ درجہ اولیٰ
المنیٰ کی سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے ایٹھ گئے۔

تو یہ درجہ سے گریز و انکار | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایک دم ہی بلا فکر و
نظر حکم شرعی شائع نہ فرمایا تھا۔ بلکہ تقاضوی جی کو ہم ممکن شرعی روایت دی مخطوطہ بریلوی
کے ذریعہ اخبار و اشتہار کے ذریعہ ان کے اقوال پر بار بار مطلع کیا۔ مدبر کہ جب
تقاضوی جی ۱۱۔ جمادی الآخر ۱۳۲۲ھ میں سرائے خام بریلی آئے تو امام المسند
اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مغزین شہر و ملار کا ایک نمائندہ وفد ان کی خدمت میں بھیجا
تو یہ درجہ اولیٰ کی تلقین فرمائی۔ تقاضوی جی نے تو یہ درجہ اولیٰ اور مناظر سے صاف ماٹ
انکار کر دیا۔ کہنے لگے: "معاذ کیجئے میں اس فن میں باہل ہوں میرے استاد
بسی جاہل ہیں جو بخش تم سے دریافت کرے۔ اسے ہدایت کر دو۔ طیب کا لام سنو
کہہ دینا ہے یہ نہیں کر ملحق کی گردن پر پھری رکھ دے کر تو پی لے..... ہیں
(حفظ الایمان) میں جو کہہ کر چکا ہوں۔ وہی کہوں گا۔ مجھے مقتول بھی کر دے تو وہی
کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجئے۔ آپ جیتے اور میں ہار! دو مقامات السنہ مثلاً
لبط البنان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ سبب تالیف کے زیر عنوان
لکھا ہے: "ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جوابات لکھنے پر ان
و تقاضوی صاحب سے اصول کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر بھیجا چھڑا۔ کہ آپ
جیتے اور ہم ہارے" حفظ الایمان مطبع علی دلی سنہ ۱۳۲۲ھ و جدید حفظ الایمان لاہوری
معرب بط البنان ۹۹

مقام غور و فکر ہے جب جناب سرفراز صاحب کے اس وقت کے کاربین کے
حالات یہ تھے وہ اپنی گستاخیوں پر خود اڑے ہوئے تھے۔ تامل اعتراض ناؤں
پر کیے ہوئے تھے تو پھر راج یہ لوگ حکم شرعی کے اظہار و بیان پر کیوں رنجیدہ خاطر
ہوتے ہیں۔ ہر حال مارا دھا شہد ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی عبارات میں جو
تحریف و کتبہ نیست خود کی ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

الزام تکفیر کی حقیقت | علماء دیوبند تکفیر کے شرعی حکم پر ہیبت و ادب کیا کرتے
ہیں اس کو سبب ہیبت بڑھا پڑھا کہ شہید صالحہ کا غزل
پڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ محمد زین و ہیبت اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس الزام کی
حقیقت واضح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ناچار عوام المسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ
حال دیتے ہیں کہ علماء اہل سنت کے فقویٰ انجیر کا کیا اقتدار۔ یہ لوگ تو فرار سے بات
پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اعلیٰ
وہی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسلمی صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔
ہر بمن کی حیا اور شرمی ہوئی ہے وہ آواز دلاتے ہیں کہ سناؤ اللہ حضرت شاہ
عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی ابراہیم صاحب
کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ چھر چور سے ہی عدویار سے اپنے
گزار گئے۔ وہ بیان تک بڑھے ہیں عجائب اللہ عجائب اللہ حضرت شیخ محمد الفاضل
حسین علیہ کو کہہ دیا۔ عرض ہے جس کا زیادہ معتقد پایا۔ اس کے سامنے اسی کا نام
لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ انہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگواروں نے

مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم مفتی سے جا کر ٹروی۔ کہ
 معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی قدس سرہ
 کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آئید کریمؐ
 جبرائیلؑ فاسق بنیائے قبتین پر عمل فرمایا خط ہنگامہ دریافت فرمایا جس پر یہاں سے
 رسالہ "انصار البری ص ۱۷۸ مفتی" لکھ کر ارسال ہوا۔ اور مولانا نے مفتی کو اس
 پر لاجل شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض جیش ہی ایسے افترا لکھا کہ تھے ہیں تمہیں ایلا بیان
 حدیث کہ علامہ دیوبند نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
 صحابی کو کافر کہنے کا افترا | پر معاذ اللہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ

کافر کہنے کا شریک الزام لگایا۔ جناب سرفراز جس ماہنامہ الرشید کے حوالوں کو ناقابل
 تفسیر سمجھ کر اذیت خیز جان کو نقل کرتے ہیں۔ اس ماہنامہ "الرشید" میں مولوی خالد
 محمود انچھڑوی لکھتے ہیں۔ "اب صحابی رسول حضرت عبدالرحمن القاری رضی اللہ
 عنہ پر مولانا احمد رضا خان کی جرح سینے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں صحابہ جرح
 یافتہ نہ تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ایک بار عبدالرحمن قاری کو کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں
 کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اذخوں پر گویا چڑھنے والے کو قتل کیا
 اور اذخ لے گیا۔" (ماہنامہ الرشید ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

بظاہر انچھڑوی صاحب نے جو اعلیٰ حضرت حصد و دم سے نقل کیا۔ مگر
 اس میں ایسی ہولناک غیبات و بیجا لائی کی کہ دانت و اذخ اپنا سر پہ لپیٹی
 ہے۔ اس لئے کہ یہ عبدالرحمن قاری فی الواقع کافر و مشرک تھا۔ مسلمان و صحابی
 نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے وضاحت بھی فرمائی ہے کہ "یہ عبدالرحمن قاری

کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اذخوں
 پر اڑا چڑھنے والے کو قتل کیا اور اذخ لے گیا۔" بتایا جائے کہ کیا کوئی صحابی
 معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اذخ چڑھتا ہے۔ چڑھنے والے کو قتل
 کر سکتا ہے؟ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وضاحت بھی فرمائی ہے۔ "اسے
 قرأت قاری نہ سمجھیں۔ بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا" (مسلکات ص ۲۸)

یہ ہے دیوبندی کا دانت کی کافر کو صحابی بنا دیا۔ اور معاذ اللہ صحابی کو کافر قرار
 دینے کا افترا کر دیا۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف میں جن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ذکر ہے اور ان سے روایات ہیں وہ حضرت عبدالرحمن بن عبد القاری ہیں ویکہ
 صحیح بخاری ص ۱۲۱ لکھا ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر عن عبد الرحمن بن عبد
 اللہ بن جابر عن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت نے کافر قرار دیا۔
 دیوبندیوں نے خود ان کو کافر قرار دیا۔

علامہ شیخ اہل سنت کے نام پر دھوکہ دہی | جناب مولوی سرفراز صاحب
 نے بڑی فراخ دل سے دھوکہ
 دہی کی وار دہی کی ہیں۔ انہوں نے اپنے اکابر کو ایمان و اسلام کی ڈگری دلوئے
 کے لئے مختلف علماء و مشائخ اہل سنت کا نام استعمال کیا۔ اس فریب کاری کی
 مختلف روایتوں میں سمجھئے۔ اور سرفراز صاحب کی دیانت و امانت کی داد دیجئے
 جہاں اکابر کے مفہوم پر صنعت مزاج بریلوی علامہ حضرت علامہ دیوبند کی پیچھے
 نہیں کرتے۔ کی موٹی تازی سرخی جا کر سرفراز صاحب یہ باور رکھنے کی کوشش کرتے
 ہیں۔ کہ فلاں فلاں حضرات ہمارے علماء کی پیچھے نہیں کرتے۔ وغیرہ۔ لیجئے ہم اس

کی قلمی بھی کھرتے ہیں۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی کے نام کے ساتھ جوالغا کو نقل کئے ہیں کیا ان میں یہ موجود ہے کہ خدیوہ الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی عبارت متفق ہیں اور علامہ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ والا کا رعب و جیم کا فتویٰ غلط ہے۔ نیز یہ حوالہ کوٹھ ہے۔ مولانا گھوٹوی کی اپنی کسی کتاب سے نقل نہیں ہے۔ اگر یہ سرفراز صاحب نے یہاں حوالہ نقل نہیں کیا لیکن یہ حوالہ درحقیقت خاندان سرفراز صاحب نے ہی نامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند میں سے نقل کیا ہے اور اپنا نام الرشید نے اپنے دیوبندی مولوی فردوس علی صاحب نقوی کی "چراغِ منت" میں سے نقل کیا ہے اور چراغِ منت والے کو غالباً ٹیپی ٹیپا گئے ہوں گے۔ تو ثابت ہوا یہ حوالہ ساز ہے گھری گھری گردش کرتا ہوا۔ عبارت اکابر کے ساتھ پر غور ہو گیا ہے اس سے زیادہ اسکی کچھ تحقیقت نہیں ہے۔ مثلاً سرفراز صاحب نے لکھا ہے۔ ہم نے یہ دونوں حوالے البروان فی رد البہتان سے نقل کئے ہیں۔ بتایا جائے یہ "البروان" کونسا مشہور پارہ ہے؟ یہ بھی تو علمائے دیوبند کی اپنی تعینیت ہے۔

مولوی مشتاق احمد صاحب انیسٹھوی دوسرا نام جناب مولوی مشتاق احمد صاحب انیسٹھوی کا پیش کردہ ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے لپٹے مولانا ہیں۔ اور "المشتاق" پر ان ہی کا نام لکھا ہوا ہے۔ یہ اولاد المشتاقی والے مولانا ہیں۔ اور پھر ان کا حوالہ

ی۔ البروان فی رد البہتان مرتبہ علی محمد روح پوری دیوبند ۱۳۶۵ھ سے لیا گیا ہے۔ یہ حوالہ بھی خاندان ساز ہے۔ نیز مولوی مشتاق صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے "مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرامین البندائے مستغفر ہوں۔ ان صاحب علی میں کچھ عرصہ ساتھ بھی رہا۔" عبارت مصلحہ جو شخص ابتداء سے معتد ہو۔ اس کو مشہور بریلوی پیر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسنات قادری مدیہ الرحۃ) اور آپ کے صاحبزادہ علامہ امام حسین سرمد غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت محدث الوری قدس سرہ کی حسام الحرمین شریف پرتائید و تصدیق المصواریہ الہندیہ۔ "پرفیوں موجود ہے حسام الحرمین جو فتویٰ علامہ نے حرمین الشریفین سے۔ وہ سنا پاخن دیجا ہے اور جن اقوال پر فتویٰ دیا گیا ہے فریقین میں مسندت کو ان کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور ساز کو تمام قرآن میں پڑھ لے۔ نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو توفیق و انصاف دے۔ ان بے جنوں سے اپنے امن میں رکھے۔ فقط ابو محمد دیدار علی حفظہ اللہ عنہ۔

علامہ فہر ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری سابق مفتی مسجد جامعہ الہی اکبر آباد الہمال خطیب و مدرس مسجد ذبیحہ خاں واقع دار الخلافۃ لاہور کے مدرسہ ۹۰ پر علامہ ابوالحسنات قادری مدیہ الرحۃ کا فتویٰ ہے۔ اصحاب اباباب ابوالحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔ حضرت محدث الوری سے جو علامہ صاحب کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ اور مولانا و اشتاقا ربکس الحمدین مولانا

محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے فتوے
 اچوتہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی۔ اس قدر کے پاس موجود
 ہے "ان الفاظ سے بھی متغیر برائے اس۔ برائے میں قاطعہ حفظ الایمان کے کفریات
 کی تائید نہیں ہوتی۔ بھلا ان الفاظ مذکورہ بالا سے مذکورہ کتب کی گستاخانہ
 و رسوائے زمانہ عبارات پر کیا اثر پڑا۔ نیز یہ عبارت ہی بے ربط ہے اور بے
 تکی ہے۔ علاوہ بریں "رسالہ تحقیق المسائل" خود حضرت محدث الوری کی اپنی
 تصنیف نہیں نہ اس کا ان کے سوانح نگاروں نے ذکر کیا۔ دوسرا حوالہ
 "الرشید" کا ہے۔ جو فرضی حوالے گھر میں حسین احمد خان دیوی کی طرح ڈھکا
 ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت مولانا دیدار علی شاہ صاحب نے کبھی
 ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی نہ مدرسہ دیوبند میں پڑھا۔ نہ قاسم ناٹووی صاحب
 پڑھا۔ اسی طرح جناب ناٹووی صاحب نے نہ کبھی پڑھا نہ مدرسہ دیوبند
 میں پڑھایا۔ چنانچہ سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند میں مولانا
 محمد قاسم نے نہ درس دیا۔ نہ اس کے انتہائی و متقاضی شعبوں سے بظاہر مشیت
 عہد کے کسی قسم کا تعلق آپ کا کبھی قائم ہوا"۔ دوسرا قاسمی حصہ دوم ص ۲۴

حضرت پیر میر علی شاہ صاحب گولڑوی بھی اپنے بیان میں

کسی جگہ بھی متغیر برائے اس۔ برائے میں قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ
 عبارات کی تائید نہیں فرمائی۔ اور پھر یہ حوالہ بھی مشہور دیوبندی مولوی بہاؤ الحق
 قاسمی کی اسوۃ الابرار ص ۲۴ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۸۷ سے نقل کیا

گیا ہے۔ یہ خود حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کے تحریر فرمودہ
 نہیں ہیں۔ خانہ ساز ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی سے متعلق یہ الفاظ بھی ہیں۔
 "جو شخص (ان عمار دیوبند)
 کے حق میں کچھ برا کہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ بھلا پیر سید
 غلام محی الدین صاحب ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ دیوبند یو غور کر جو شخص انبیاء
 و رسل علیہم السلام محبوبانِ خدا کے حق میں برا کہتا ہو۔ کتنا ہو اس کا ایمان تو
 خطرے میں نہ ہو ان عمار دیوبند کو برا کہنے والوں کا ایمان خطرے میں ہو چکا
 نیز یہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ وصول کی آواز سے ہے۔ ماہنامہ الرشید
 سے ہے۔ یہ سب گھر پر جمعیت کاری ہے

حضرت میاں شیر محمد شتر پوری کا ۱۲م بھی استعمال کیا گیا ہے۔ آپ سے
 جواں قلم منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ یہ
 ہیں۔ "مولانا مولوی الوری شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمارا مولوی احمد
 علی صاحب مہاجر لاہوری شتر پور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب
 علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ (میاں صاحب) ان کے کچھ باتیں
 کرتے تھے (الور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا الور شاہ
 صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا اور کہا۔ دیوبند میں چار نوڑی
 موجود ہیں۔۔۔ وغیرہ۔ ان جملوں پر بھی چند طرح غور لازم ہے اول یہ کہ
 مولوی الور شاہ صاحب اور احمد علی صاحب لاہوری شتر پور شریف حاضر ہوئے

ان کا حاضر ہونا میاں صاحب قبلہ کی عظمت کی دلیل ہے نہ کہ ان اصحاب کی۔ پھر لکھا ہے یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ ان الفاظ سے بھی میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی بزرگی اور بزرگوں کی نیاز مندی و حسن عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں (یقیناً) بدھتے تھے تو بہ درجہ جرات کی کرتے تھے اور شاہ صاحب خاموش رہتے۔ مولوی اور شاہ اور احمد علی صاحب حکوانی دیوبند بڑا فاضل شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر وغیرہ قرار دیتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب کی باتیں سن کر خاموش رہنا اپنی عقلی کا اعتراف اور اقرار ایک سکوتی ہے اور آپ کی علمی فضیلت و بزرگی کی دلیل بھی ہے۔ آخر میں یہ بھی ہے کہ اور شاہ صاحب نے برکت کے لئے حضرت میاں صاحب سے اپنی کمر پر ہاتھ پھر دیا۔ بتا با جائے بزرگ پھول کے سر پر کمر پر ہاتھ پھرتے ہیں یا بیچے بزرگوں کی کمر اور سر پر پھرتے ہیں اس حوالہ سے مکمل طور پر یقینی ہو جاتی ہے کہ حضرت میاں صاحب کی فضیلت و عظمت ثابت ہوئی۔ باقی رہا دیوبند میں چار فوری وجود ہونا۔ تو فوری وجود تو دیوبندی خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں آتے۔ تو خود کیسے ہو سکتے ہیں اور لوگ جو تشریف لائے پر خود مولوی سرفراز صاحب نے کی ہے۔ فوری وجود اس سے بھی سزا ہے بہر حال یہ حوالہ بھی اہل دیوبند کے لئے کارآمد نہیں ہے۔ دیان جان بن جلسہ لگا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سبیلو
وہ ہیں جنہوں نے سلاوٹی میں مشہور
دیوبندی مولوی منظور سبیلو مدبر

”مفتیان“ کو شہرہ یافتہ ہونے سے پہلے مولانا محمد حشمت علی صاحب کھنوی علیہ الرحمۃ سے جتنے نامک شکستہ فاضل دلاوی حضرت خواجہ صاحب اس مناظرہ کے بانی و صدر تھے مکتبہ مجیدیہ ملتان کی شائع کردہ دیوبندی رسویدہ ملاحظہ کی جا سکتی ہے یہ حوالہ بھی دیوبندی مکتبہ پھر دھول کی آواز اور دیوبندی ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند پھر سے نقل ہے۔

نوٹ۔ جب یہ حوالہ الرشید نے نقل کیا۔ ہم نے حضرت خواجہ سبیلو صاحب کو برائی خط لکھا تھا۔ کو تنہا برائیاں کی عبارت اور جناب قاسم انواری صاحب کے مسکن آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کا جواب خواجہ صاحب نے مفصل ارسال کیا تھا جس میں اپنا میلان طبع فتویٰ کیجئے کی طرف ظاہر کیا گیا۔ فتویٰ پر حضرت خواجہ صاحب کی مہر شریف اور دستخط موجود ہیں۔ کوئی بھی صاحب جوانی لانا پچاس پیسے کا ڈاک ملٹ بھیج کر ہم سے تنہا برائیاں اور انواری صاحب پر خواجہ صاحب ہال شریف کا تازہ فتویٰ منکرا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔

”دلا نا فاضلی عید النبی کو کسب مہر“
الکراہی ہست میں سے نہ تھے انہوں نے ”مقالات یوم رضا“ میں جو کیا رضا۔ اس کی وضاحت انہوں نے اپنا نام ”رضا کے مصطفیٰ“ کے حوالہ اوردادی الاول ۱۹۹۶ء میں کر دی تھی۔ اس کے بعد ان کا ہاگرمی استعمال کرنا شرمناک ہے۔ ان سارے حوالوں میں ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جو اہل دیوبند کے دیکھا کارآمد ہو۔ اور ان کے ایمان و اسلام کا سر شیعہ بن گئے۔ اس کے ساتھ ہم جناب سرفراز صاحب کو یہ بھی بتا دیں کہ ایک زمانہ میں جب دیوبندی حضرت

اپنی دہائیت کو چھپاتے تھے خود مولوی قاسم صاحب میلاد اور قیام و سلام کو
برکت والا کلمہ بناتے تھے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نسیم الدین صاحب
مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا حسین الدین زہدیت قاسم نانوتوی
صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ جب حقیقت حال واضح ہوئی تو قوتہ فرمائی اور
ایک پند نظم کیا۔ فرماتے ہیں۔

پھر یوں میں اس گلی سے زہدیت ہو کر جس شیخ ثانی
رشتے کا حامی میں ہوں کہ احمد شاہوں مجھ سے معنی

جناب قاسم نانوتوی کی معیت چھوڑ کر اعلیٰ حضرت نامہ المستند کے مرید ہوئے
تو جس طرح حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد مولانا حسین الدین زہدیت کی پرانی بات
اور سابقہ قول دلیل نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ایسے حضرات کے اقوال کیسے دلیل بن
سکتے ہیں جو دم واقفیت کے باعث پہلے دور کے ہوں۔ یہ وضاحت اس لئے
ضروری تھی گئی کہ آج کل بعض دیوبندی حضرات اس خط میں مبتلا ہیں کہ کسی نہ کسی
طرح اپنے اکابر کی بگڑی بنائی جائے۔

المہند کا سہارا
جناب سرفراز صاحب نے جابجا المہند کا نام لے کر اپنے
اکابر کا بھروسہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ المہند میں کیا
ہے۔ یہ محض فریب اور فراڈ کا مجموعہ ہے۔ صاحب المہند نے اپنی اور اپنے
اکابر کی گستاخانہ عبارات کی قطعاً کوئی قابل قبول تاویل نہ کی۔ نہ حسام الحرمین
کی کسی بات کا جواب دیا۔ بلکہ المہند میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ و مسلک چھپایا
گیا ہے۔ بلکہ ان پر فتویٰ بھی صادر کئے ہیں۔ "المہند" سے حسام الحرمین کی عظمت

الایمانی ہے اس کی صداقت و حقیقت کا پتہ چلتا ہے، حسام الحرمین میں
میں عیسٰی کے طیلین القدر علما و فقہار کی تائید و تصدیق موجود ہیں۔ جبکہ المہند میں
بیشتر تصدیقات انہی مولویوں کی ہیں۔ جو براہ راست حسام الحرمین کی زد میں
اختصاراً راجع ہے درجہ المہند کے فتاویٰ اور قوتیہ الایمان۔ تنخیر الناس
میں قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے۔ تاریخی
مذکورہ کتب اور المہند کو لے کر پیچھا جائیگا اور پھر خود حسام الحرمین کی حقیقت
ظاہر کریں۔ "المہند" کے منظر عام پر آنے ہی خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل
مولانا محمد نسیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے اس کی قلعی کھولی تھی اور اس کا جواب
حقیقتاً لفظ التلبیسات کی صورت میں شائع کر دیا تھا جو طیلین انیشیوی صاحب
کی سیات میں ہی چھپ گیا تھا۔ اور پھر اس کے جواب کی انیشیوی صاحب یا ان
سے حواریوں کو جرأت نہ ہوئی۔

آئینہ دارالاسلام کا
اسی طرح مولوی سرفراز صاحب نے بھی لیکر کا فقیرین کو
دارالاسلام اور دارالحرب کی بحث کو چھیڑ دیا ہے۔ یہ موضوع ایک مستقل بحث چاہتا
ہے۔ سرفرازی کو کیا مظلوم کو دارالاسلام کس کر کہتے ہیں۔ دارالحرب کب ہوتا
ہے۔ گھمڑی صاحب ان باتوں کی گرداہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ گھمڑی صاحب
جہازات ص ۴۵۹، ۴۵۸، ۴۵۷ وغیرہ متعدد صفحات پر مسکدار دارالاسلام
تعلیم دہ میں حضور سید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ
مولانا اللہ انگریز کا ایجنٹ حکومت برطانیہ وغیرہ کا طرہ فائدہ کہہ کر اپنا نام اعمال

سبب سے سیاہ کر گیا ہے۔ اگر ہندو کو دارالسلام کہنا انگریز کی بھٹی اور حکومت
برطانیہ کی طرف داری ہے۔ تو پھر اس جرم میں خود حکیم الامت دیوبندی تھانوی جی
کا نام نامی سرفہرست ہوگا۔ اور جناب مرہی خاں دیوبند پر لنگوہی جی کی بھی نیر
نہیں۔ مولوی گلشن دی صاحب کو "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام"
تو یاد رہی۔ مگر اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی "تہذیب الاخوان" نظر نہ رکھی
انہیں سیدنا سرکار اعظم حضرت رضی اللہ عنہ کے یہ مبارک الفاظ تو نظر نہ گئے۔ کہ
"ہندوستان بفقہ دارالسلام ہے" مگر تھانوی صاحب کی "تہذیب الاخوان"
کے مطالعہ کے وقت مفید متبیا اثر آیا اور وہ الفاظ نہ بڑھ سکے "ترجیع
(ہندوستان کے) دارالسلام ہونے ہی کو دی جائے گی۔۔۔ اس صورت
میں بھی ہندوستان دارالسلام ہوگا۔" تہذیب الاخوان ص ۱۰ پھر لکھتے ہیں۔
"تعمیم ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کی ہنگامہ
حالی سمجھتے ہیں۔" پھر لکھتے ہیں "امام اعظم ابوحنیفہ صاحب نے جو دارالحرب کی
تعریف کی ہے اس کا ہندوستان برصاوت آنا محمل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب
دو وجہ سے (دارالحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے
اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔"

تھانوی صاحب کے بعد جناب لنگوہی صاحب کی سیلے۔
"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علما حال میں ہے۔ اکثر دارالسلام کہتے
ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ ہندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔" تھانوی رشیدیہ جلد
اول ص ۱۰۰ تا ۱۰۱ کو ہم نے نوہم واضح کر دیں کہ مختلف جلدوں پر مشتمل مطبع سیدی

قرآن محل کراچی کے چھپے ہوئے اس فتاویٰ رشیدیہ میں جناب لنگوہی صاحب نے
تسلیم کیا ہے "اکثر دارالسلام کہتے ہیں؟ لیکن اب بعد کے شائع شدہ فتاویٰ
رشیدیہ میں کسی لنگوہی کے تم کے رئیس الحرفین نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ پورا نے
فتاویٰ رشیدیہ میں یہ عبارت موجود ہے لیکن نئے چھاپے میں ایسا نہیں ہے۔ باقی
رہا یہ کہ ہندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔ تو ہندہ کیونکر فیصلہ کر سکتا ہے جبکہ یہ ہندہ مکرر
برطانیہ کا بندہ ہے وام ہے۔ وہ برطانوی رعیت برطانوی فخر پر اعتراف کرتے ہوئے
فرماتے ہیں۔ "میں جب حقیقت میں سرکار دیوبند برطانیہ کا فرمانبردار رہا
ہوں۔ تو حیوئے الزام سے میرا بال بھی بچا نہ ہوگا۔" (ذکرۃ الرشیدیہ)

ہم جناب سرفراز صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ صفر ہونے کا ثبوت
دیں۔ تہذیب الاخوان ہم سے منگوائیں۔ اور اس میں تھانوی صاحب کے مذکورہ الفاظ
محاط فرما کر ان کو بھی اعلیٰ حضرت کا شریک جرم قرار دیں۔ اگر یہ کالینٹ اور گورنمنٹ
برطانیہ کا ہندو قرار دیں۔۔۔ یہ جیسا نہیں ہوگا کیونکہ سرفراز صفر صاحب کو بخوبی طلبہ
کو جناب تھانوی صاحب کو "میر صحرور ہے ہمارا حکومت برطانیہ کی جانب سے
دیئے جاتے تھے۔" دلائل العیدین علامہ اور خود تھانوی ہی کا اعتراف موجود ہے
کہ "انہوں (انگریزوں) نے ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے۔" (الافتات البیہ ص ۱۰۰)
صفر ۱۲۹۹ھ

صفر صاحب کو اگر فی الواقع صفر ہے، تو گھر نہیں جانا چاہیے۔ تھانوی صاحب
اور لنگوہی صاحب کی طرح علی الاعلان اعتراف کر لیا چاہیے۔" کیا کہ آپ صفر
تھانوی صاحب باقی در دیوبند لنگوہی صاحب وغیرہ اپنی ہر ان مکرر گورنمنٹ

برطانیہ کے دلی شیر خواہ تھے تازہ سیت دلی شیر خواہ ثابت رہے۔ (تذکرۃ الرشیدیہ)
 اول ملک۔ اس سے زیادہ وضاحت و تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔ مگر اختصار
 مانع ہے۔ اس موضوع پر تقاریریں کرام اور مفید جیسے ڈیوٹ ندی انسان ہیں
 منصف مزاج دیوبندی ہمارے کتاب "برہان صلاقت" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
 جس سے پتہ چلے گا انگریز دوستی اور انگریز پرستی کسی کا شیوہ رہا ہے۔

اس عنوان پر اس مختصر گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ مسند صاحب کو پتہ ہی نہیں
 کہ ان کے اکابر کیا کہتے آئے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت سے بعض وعادہ کیے قطعہ ہیں
 و صحت ہو کر اس جرم میں ان پر انگریز باغیوں کا الزام لگا رہا ہے۔ و لا حول و لا قوۃ
 الا باللہ۔

سید احمد شہید یا میفرورہ جناب سرفراز صاحب نے اپنے اکابر کے مقابلہ
 انکار سے لاطمی برہتے ہوئے بہت بولناک

غلطیوں کی ہیں۔ ان کی لاطمی پر حیرت ہوتی ہے۔ کبھی وہ دارالاسلام کے مسئلے
 میں اپنے اکابر کے مسلک سے عدم واقفیت کی بنا پر اس جرم میں سیدنا اعلیٰ
 حضرت علیہ الرحمۃ کو سناؤ انگریز کا کیمٹ قرار دیتا ہے۔ کبھی سید احمد صاحب
 ساکن رائے بریلی کو شہید کہتا ہے۔ حالانکہ اکابر دیوبند کے نزدیک سید احمد صاحب
 شہید نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ فرار ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب
 نقوی نقاری مولوی صاحب بتم مقبولہ دہسہ دیوبند۔ امیر شاہ خان صاحب
 کے نام سے شائع ہونے والی معتبر ترین کتاب دارالاحیاء میں لکھا ہے۔

"پھر کچھ بعد کو کہ سنگھ پیر ریجٹ سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس

میں بہت مجاہدین مارے گئے۔ اور حضرت مولوی اسماعیل صاحب دیوبند مولوی محمد حسن
 صاحب بھی وہیں شہید ہوئے۔ البتہ..... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا
 کچھ پتہ نہ لگا۔ (دارالاحیاء ص ۱۱۱)

اس جگہ سید صاحب کے متعلق بڑی فراخ دلی اور عذرہ پشینی سے تسلیم کیا
 ہے کہ اسماعیل دہری صاحب کے قتل کے بعد سید صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا اس
 لیے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ تلاش کرنے والوں تین رادیوں کے
 بیان ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے۔ "لوگ تلاش میں آئے اور دھواں دھبہ بن کر گئے
 پندرہ آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈ کر آئے تھے۔ اور (سید احمد)
 کسی کو نہ ملتے تھے۔ گاؤں میں برائے پتہ ملتا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک
 شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخیر تھا۔ اس حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو
 مانے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غلے پچایا کہ حضرت آپ ہم
 کو کہاں پھر لگے اور کہاں ہم سے ملے ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں
 ۔ بے غلے چلے جانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ کچھ جواب
 دیا۔ اور پلٹے گئے۔" (دارالاحیاء ص ۱۱۱)

دوسرے شخص کا بیان ہے۔ "ہم اپنی دونوں سید صاحب کو پہاڑ میں تلاش کر
 رہے تھے۔ دفعتاً کچھ ناصلا پر گڑھا ٹپا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھا کیا کوسید صاحب
 اور ان کے دو عمرانی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت
 براں غائب ہو گئے۔ سب لوگ لیں آپ کے پریشان ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے
 تلاش کو اپنا غلیفہ بنالیا ہے۔ ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے حسین لڑائی

اور فرمایا: ہم کو اب غائب ہونے کا حکم ہوا ہے۔ اور حضرت سیدنا صاحب مد
احمد علیہ السلام غائب ہو گئے۔ (دارالافتاء علامہ رحمہ اللہ)
اب تبصرے شخص کا بیان ملاحظہ ہو: لکھا ہے۔ "سید صاحب کو خود
ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے۔ وہاں دریافت کرنے سے معلوم
ہوا۔ کہ یہ قبر جو دھنسی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر
گھٹے ہیں۔ مگر وہ کوئی قبر تھی، ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا" (دارالافتاء علامہ رحمہ اللہ)
ہر کوئی پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ سید صاحب غائب ہو گئے۔ سید صاحب کا
کہیں پتہ نہ چلا۔ سید صاحب نے کہا۔ اب (جہاد کے وقت) ہم کو غائب رہنے
کا حکم ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ مسکوں سے جہاد کرتے کرتے عین میدان جہاد
سے بھاگ کر قبروں سے جہاد کرنے لگے۔

مگر یہ سرفراز سید صاحب کا جگر گردہ ہے کہ وہ سید صاحب کے تلمذ و حرکت اور
نشان و حیرت دیکھنے کے لئے مدینہ میں نظر آ رہے تھے۔ ان کی مختصر سے قبرستان
میں قبر بھی ثابت کر رہے ہیں۔ کبھی ان کے سر کو گڑھی حبیب اللہ خان میں ڈیرا
کئے کہنا سے دفن کر رہے ہیں۔ حالانکہ ولیدی شیخ التقیہ مولوی احمد علی لاہوری
صاحب کا کشف یہ ہے کہ "علامہ (رحمہ اللہ) انسانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ
ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور شہید ہیں کی قبر پر اتوار مولانا (احمد علی) شہید کی قبر
کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت احمد علی نے فرمایا۔ ہاں یہ واقعہ ہے کہ
میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا۔ میں سید احمد نہیں ہوں۔
میرا نام سیدنا احمد ہے۔ میں مولانا (احمد علی) شہید کا مرثیہ نہیں ہوں۔ لوگوں نے

مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب
سمجھ لیا ہے۔ (علامہ الدین لاہوری ۱۲ فروری ۱۳۹۵ء)
اب کوئی مولوی احمد علی صاحب کے کشف کا اعتبار کرے یا سرفراز
صاحب کی چشم دید گواہی کا۔ جو بڑے ذوق و اعتماد سے تصورات کے دوش
پر فرضی عمارت تعمیر کر ڈالتے ہیں۔

لزام التزام کفر کے معنی سے بے خبری | جناب مولوی سرفراز صاحب
اپنی شیخ الحدیث کے بنیاد انگ
دلوں کے باوجود لزوم و التزام کفر کے معنی سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔
عبارت اکابر و محدثین پر بزم خود و علم حضرت امام المسند قدس سرہ کے
فتاویٰ کا بغاوت ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ان کے نقل کردہ اعطفت کے
اول الذکر فتویٰ میں محض اسماعیل دہلوی صاحب کا ذکر نہیں۔ ذال پر فرمائی ہے
بلکہ ان کا نقل کردہ تمہید اسوال "ردا فتن وغیرہم بقید عین" سے متعلق ہے اور
امام المسند اعطفت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ مبارک کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ جو
"وہ انہوں نے بھی نقل کئے۔ یہ سب فرقتے بالقطع والیقین کا فرسطن ہیں"
اس فتویٰ میں متعدد فرقوں کا ذکر ہے۔ اسماعیل بذات خود کوئی فرقہ نہیں بتاتے
اور ملاحضہ کرنے کے باوجود حیران کے بیان کردہ عقائد و عبارات کفر پر پڑے
ہوئے ہیں۔ وہ بلاشبہ اس فتویٰ کے مطابق کافر ہیں۔ باقی رہا خود مولوی
اسماعیل صاحب کا معاملہ اور "انکر کتہ الشہابیہ" کا حوالہ تو اس میں اعطفت
امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے نہ دہلوی صاحب کے کفریات و عبارات کو حق نہیں

کہا ہے۔ نہ ان کو مسلمان قرار دیا ہے۔ بلکہ ازراہ اعتقاد کفر سے کف لسان فرمایا۔ ایک تو دہلوی صاحب کی توہم مشہور ہے جبکہ خود جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ "ایک بات تو مشہور ہے۔ کہ مولوی امینیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل فقہیہ الامان سے توہم کیا ہے؟" فتاویٰ رشیدیہ میں یہاں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ مسائل نے سوال میں توہم کی شہرت کا اعتراف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ایک بات یہ مشہور ہے۔ لانا یقیناً مسائل نے اس کی عام شہرت ہی ہوگی۔ اس کے ساتھ مسائل بھی غابر کرنا ہے کہ "بہت سے آدمیوں کے روبرو توہم کی۔ تو اس توہم کی شہرت کے سبب ازراہ اعتقاد اعلیٰ حضرت نے تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اور ایک مفتی مفسر کو ایسا ہی چاہیے۔ دوم یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نزدیک مولوی امینیل صاحب سے لزوم کفر ثابت ہے التزام کفر نہیں۔ لزوم کفر کے معنی ہیں کہ کفر لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی اپنے اوپر لازم کرنا۔ بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ لزوم کفر ہے مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام سے تجھ پر کفر لازم ہے (جیسا کہ امام الحسن علیہ السلام نے اپنے معاصرین علماء دیوبند کو بتایا سمجھایا اور وہ اس کے باوجود اڑے رہے۔ جیسا کہ بعض اکابر دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات پر اڑے رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے بے خبر ہو کر بھی رجوع نہ کیا۔ تو یہ التزام کفر ہوگا۔ فقہیہ الامان کی بعض عبارات

ایسی ہی ہیں جو صریح کفر ہیں لیکن ازراہ اعتبار یہ سمجھ لیں کہ مولوی امینیل صاحب اپنے ان کفریات سے بے خبر تھے۔ ان کو کسی نے مطلع نہیں کیا۔ اگر اس کو اس کے کفر سے مطلع کر دیا جاتا۔ کہ تیرا کلام کفر کو مستلزم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اڑتا رہتا۔ ان اقوال کفریہ سے رجوع نہ کرتا۔ تو التزام کفر ہوتا۔ اور اعتقاد کہ کف لسانی کی گنجائش نہ رہ جاتی۔ اب جبکہ یہ ثابت نہیں کہ امینیل صاحب کو ان کے کفریات پر کسی نے سمجھایا اور ان کی توہم مشہور ہے تو یہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے تکفیر کفیل سے سکوت فرمایا۔ اس کو مطلب نہیں کہ امینیل صاحب کی کفریہ عبارات عین اسلام ہو گئیں یا اب جو لوگ مطلع ہونے کے باوجود ان کفریات پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنے کفریہ اقوال کو حق سمجھتے ہیں۔ ایسا ویلات کرتے ہیں۔ مناظرے کرتے مقابلہ میں آتے ہیں۔ وہ التزام کفر کے فرسب نہیں ہیں۔

مولوی گنگوہی۔ اب امینیل دہلوی کے توہم کی شہرت کے متعلق مسائل نے سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جو کچھ کہا وہ ملاحظہ ہو۔ "بندہ کے نزدیک سب مساکین اس (فقہیہ الامان) کے صحیح ہیں۔ اگر یہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توہم کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء الیٰ بہت کا ہے؟" ذرا غور کیجئے۔ اول تو یہ کہ مولوی گنگوہی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک توہم ثابت نہیں مگر ان کی عدم شہادت سے عام شہرت پر کیا اثر پڑا جب کہ مسائل توہم کی شہرت میں کہ جو بہت آدمیوں کے روبرو ہوئی اور بوقت آخر ہوئی۔ گنگوہی صاحب سے سوال کیا ہے۔ عام شہرت پر گنگوہی کی عدم

شہادت کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ سائل جو مولوی رشید گنگوہی صاحب کو ایسا ہم عقیدہ و ہم مسلک ہو کر دریافت کر رہا ہے۔ وہ تو یہی عام شہرت کا اعتراف کر رہا ہے اگر شہرت نہ ہوتی اور سائل نے نہ سنی ہوتی۔ تو وہ کیوں تحقیق کرتا سائل نے خود یہ نہیں کہا۔ ان کے نزدیک اہل بدعت نے ایسا کہا ہے۔ بلکہ یہ ملفوظات گنگوہی صاحب کے ہیں کہ یہ افتر اہل بدعت کا ہے۔ یہودیہ عقیدوں ہی نے ایسا کہا تو کیا جناب سرفراز صاحب یہ بتانے کی جرأت کریں گے کہ حیدر علی کسی کے کفر یا بت سے توبہ کی شہادت دیں۔ تو وہ خود اسے مسلمان سمجھیں گے یا کافر قرار دیں گے۔ اس مختصر تحقیق سے ثابت ہوا کہ علم حضرت کے فتاویٰ میں کوئی تضاد نہیں۔ سرفراز صاحب خود مذہم کفر والہام کفر اور علم حضرت کے فتاویٰ کی لو کہ چمک بھگنے سے قاصر و عاجز ہے۔

استعداد و قابلیت
مولوی سرفراز صاحب کی استعداد و قابلیت کا عالم ہے کہ وہ شیخ الحدیث کھلوانے کھولنے کے ساتھ ساتھ کمال حدت عظم پاکستان کے لفظ کا بھی مستحق کہہ رہے ہیں۔ محدث اعظم پاکستان کے لقب پر نظریں لیجائی جا رہی ہیں۔ جیسے ان کے مرثیہ تعلق مولوی گنگوہی صاحب چیلوں چیلوں سے خود کو عنون اعظم شیخ عبد اللہ قادری جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں محدث اعظم کھلوانا شروع کر دیا تھا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۸۰ از عاشق الہی میرٹھی۔ اسی طرح سرفراز صاحب کو بھی محدث اعظم پاکستان کہلانے کی موصی ہے۔ محدث اعظم پاکستان (مولانا محمد سرور احمد) ممتاز مدظلہ وہ تھے جنہوں نے پورے تیس سال حدیث شریف کا درس دیا جن کے حلقہ درس سے ایک

ایک سال ہیں سو سو علماء کرام فارغ التحصیل ہوئے۔ جن کو ان کے مدرسے کا پروردگار ہزار شاخ سے محدث اعظم پاکستان تسلیم کیا۔ گناہ چھاپا۔ جن کے تلامذہ آج دنیا کے آثار و مدارس میں دارالحدیث کی زینت ہیں۔ مرکزی دینی مدارس میں مسند الحدیث پر فائز ہیں۔ جن کے نام خط پر صرف محدث اعظم پاکستان کہنے سے طاب بخ جانتا تھا۔ ان کی نقالی ہیں آج سرفراز صاحب کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کہلانے کا شوق ہوا ہے۔ گویا یہ اب اپنے فرقہ کے حافظ الحدیث علیہ السلام و فاضل سنی وغیرہ سے بھی بڑھ گئے۔ یہ ان سے بھی بڑھ کر محدث اعظم اور شیخ الحدیث ہیں۔ اور پھر یہ شیخ الحدیث وغیرہ قسم کے بالقاب و خطاب دیوبندی تعلیم الامت نقوی صاحب کو از حد و اقرار و تسلیم کرتے۔ وہ کہتے ہیں۔

آج کل اکثروں کی یہ حالت ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل۔ نہ کوئی تحقیق نہ کوئی رقیق ہے۔ مگر ویسے ہی سرفراز کی طرح۔ جو حسن ظنی جاے سے باہر ہوئے ہوتے ہیں۔ دیکھتے ہمارے بزرگ جو ہر طرح صاحب کمال تھے ان کو جو کچھ عجائبات دیتے جاتے تھے اور جن الفاب سے اب کیا بات تھی اور تھا۔ لوگوں حقائق انسانی کو نہ دیکھتے تھے اور نہ ان کے مولوی صاحب کہاتے تھے اور آج کل جن سرفراز قسم کے لوگوں کو ان سے کچھ نہیں سمجھتے وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر امیر اسلام الہند کہلانے لگے ہیں۔ یہ تمنا کیا ہے۔ کیا خرافات ہے جو اہل کفر نے جاہ کا اس نے اڑھا دیا رکھا ہے اور یہ ساری غرائی اس کی ہیں کہ لوگوں کے قلوب میں خوف آخرت نہیں رہا۔ آخرت کی فکر ہے اس لئے ہر شخص مغرور ہے ہر شخص منہر ہے۔ ہر شخص حدیث ہے ہر شخص صفت ہے۔ آزمادی کا زمانہ ہے۔ نہ اصول ہیں نہ قواعد جو

اللہ عنہ کے روزِ قلم کا جواب چھار ڈکے تنگے سے دینا چاہتے ہیں۔ ان کا علمی کارنامہ تو قصہ کہانی اور ٹھکوسلا بازی تک محدود ہے۔ "حسام الخیر" ہیں مذکورہ دلائل اور حوالہ جات کو تو چھواٹک نہیں۔ بلکہ سخرہ پیک منظر پر دکر سنے ہوئے پھینسیں اور ٹھکوسلا بازیوں کے سامنے بیلا ہے اور لطیفہ بازی پر انحصار کیا ہے۔ ایک طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دلائل اور تحقیقات اور دوسری طرف سرفراز صاحب کی پہلی نئے لکھتا ہے۔

کسی شخص نے (جن کی طبیعت غالباً خان صاحب بریلوی) سے طعن ہوگی۔ دوسرے سے سوال کیا کہ بے اعتبار نام کیا ہے؟ اس نے کہا۔ حاجی... تو مسائل نے بون تشریح شروع کر دی کہ حاجی بر وزن حاجی اور حاجی کے معنی ہوتے ہیں۔ کمان کے اور کمان بر وزن کمان ہے اور کمان کے معنی ہوتے ہیں شک اور شک بر وزن شک ہے اور شک کے معنی ہوتے ہیں۔ لہذا بات ہوا تم کہتے ہو کہ عبارات اہل رسام ذرا غور کیجئے سرفراز صاحب کا علم تحقیق قصہ کہانی اور لطیفہ بازی کی یہ عادت سرفراز صاحب تک ہی نہیں۔ ان کے ٹولن کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے دلائل کی مانند عاجز آکر اٹھ کر کہاں سے دل بٹا کر تے تھے۔ تاریخ کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم سرفراز صاحب کے حکیم الامت برٹشی جتو تھانوی جی کی ایکسٹنڈر کہانی سناتے ہیں۔ وہ بھی مزے لے لے کر لطیفہ بازی سے اہلسنت کے دلائل کا توڑ فرما کر تے تھے تاکہ مجاہدین کا بصر قائم رہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک ملا کی حکایت سنی ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی۔ اس میں ایک ملا رہتا تھا۔ ایک بڑھیا فاجر کا گناہ ملا کے لئے لائی۔ اتفاق سے اس وقت ملا مسجد میں تھا نہیں۔ ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس عورت نے اسی ملا کو آواز دی جب وہ نہ بولا۔ یہ خیال کیا کہ مقصود تو خواہ ہے۔ لاواں مسافر کو دے دو۔ پتا پتھر وہ چیز کھانے کی مسافر کو دیکر چل دی۔ یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی کہ ملا آ گیا۔ اس عورت سے دریافت کیا۔ کہاں آئی تھی۔ کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی۔ مگر تم نے اس لئے مسافر کو دیکر چلی آئی یہ سن کر ملا کو آگ گنگی اور خیال کیا کہ یہ توبہ کی راہ نکلی۔ اب ہمارے تفصیل مساجد جاوے گی۔ مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام صحن میں دیوالوں کی طرح مارتا پھرنے لگا۔ آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔

گاؤں والے جمع ہو گئے سوال کرنے پر کہا۔ بس اب یہ لڑیاں گزر رہیں اور کہیں بارہوں گا۔ لوگوں نے دیر لمبی کپکپات یہ ہے کہ میں تو فیصل کے مزدوں کو پہچانتا ہوں۔ مسافر پہچانتا نہیں۔ جب مڑے جمع ہوئے۔ اس مسافر نے تقسیم میں غلطی کی۔ اسکو زنا و فحش سمجھ کر کچھ بولے نہیں۔ جب میں آیا میرے سر پر گئے۔ مجھ کو لپیٹ گئے۔ میں نے کہا بھائی شایا۔ لٹھ پچایا کہ جب مجھے دی ہی نہیں تھی ملک کہاں سے ڈوں۔ مگر ایک زنی۔ آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ایسا ہی ہوا۔ تو میرا دل گا۔ اس لئے جانا ہوں دوسری ملک۔ مجاؤں والے بیچاروں نے مشتاق ہو کر کہا۔ میں جی گاؤں کو دیا کریں گے۔"

مقام غور ہے۔ یہ ایں ان بے چاروں کے دلائل۔ یہ ہے ان کی علمی تحقیقات۔ اس زعم جہالت پر حکیم الامت بھی ہیں اور شیخ الحدیث بھی۔ تعجب ہے کہ نہ سرفراز صاحب نے بتایا کہ یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ کہ ان کے حاجی صاحب کا معنی کتنا کیا گیا تھا۔ نہ تھانوی صاحب نے حوالہ دیا۔ کہ انہوں نے کس شہر کی کس مسجد میں یہ واقعہ ہمیشہ خود دیکھا یا سنا؟

بہر حال عبارات اکابر ایسے ہی کہانیوں، نقلیوں اور شدید منالوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا رد ابطال پر نشان ذہنوں کو سکون بخشنے کا۔ اور اگر بے راہ روئے کے اس دور میں منالوں سے بجات دیکھا۔ جہیں عبارات اکابر کے رد ابطال کی حسرت رہی۔ ہم فاضل گرامی خباب مولانا محمد امین صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا یہ جواب مقبول خاص و عام ہو۔ اور یہ خواب بھی علامہ الحاج ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب مظلہ العالی کے مجرمہ "دیوبندی حقائق" کی طرح لا جواب و ناقابل تردید ثابت ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و علی آلم و

وصحبہ و اہلہ و حوزہ جمیعہ و الحمد للہ رب العالمین۔

(نیز نادری گارے رضوی محمد حسن علی غفر اللہ انوار رضا میلی)

مقدمہ

دنیا کی کسی عدالت میں جب کوئی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے۔ تو دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے سچی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب شہادت مکمل ہو جاتی ہے تو مخالف فریق اپنے دکیل کے ذریعے گواہوں پر جرح کرتا ہے تاکہ مقدمہ جبراً ثابت ہو جائے۔ چنانچہ لازم کا دکیل جرح کے دوران گواہ پر سوال کرتا ہے کہ فلاں مقدمہ میں تم نے جھوٹی گواہی دی تھی؟ کیا تم موقع واردات پر حاضر تھے؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے؟ جب تم کو کوئی علم ہی نہیں تو جھوٹی گواہی کیوں دیتے ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

اصل میں مخالف فریق گواہ پر اعتراضات اس لئے کرتا ہے کہ کسی طرح اصل مقدمہ خارج ہو جائے۔ کیونکہ شہادت پر ہی دعویٰ کا دار و مدار ہے۔ اگر گواہ سچا ہے تو مقدمہ کامیاب ہے خیر یہ تو سچی ایک مثال جو میں نے اصل مسئلہ کو سمجھانے کیلئے دی ہے۔

اب سنیے اصل دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے یعنی

شہادت کیا ہے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ لا الہ الا اللہ
یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ یہ تو
ہے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ۔ اس دعویٰ کی دلیل

تھوڑے (نور بادشمن خواہ مخواہ)

ناظرین حضرات غور فرمائیں۔ شان رسالت میں ایسے بے ادب اور گستاخ الفاظ کہنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہمیتی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جو اہمیتی ہے وہ اپنے نبی علیہ السلام پر نکلتے چینی نہیں کر سکتا۔ اور جو نبی علیہ السلام پر نکلتے چینی کرتا ہے۔ وہ اہمیتی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس نے توحید باری تعالیٰ کے سرکاری گواہ پر نکلتے چینی کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَمَنْ طَعِبَ الرَّسُولَ فَقَدْ طَعِبَ أَخْلَاقَ اللَّهِ** یعنی جس نے رسول پاک کا حکم مانا۔ ایسے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی تابعداری ہے۔ اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکلتے چینی کرتا ہے۔ دراصل وہ اللہ تعالیٰ پر ہی نکلتے چینی کرتا ہے۔ اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان بے ادب اور گستاخ ہے۔ اسے توحید پرستوں کا یہ تمام حوالے تباہی کی باتوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب سنو توحید باری تعالیٰ کے گواہ وہ ہو سکتا ہے جو ان تمام مذکورہ بالا عقیدت ناقص سے پاک ہو اور بے مثل اور بے نظیر ہو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حبیب ہو اور وہ جناب محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی واعدات گرامی ہے

ہے مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللَّهُ اَمَّا تَعَالٰی وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اس پر گواہ بھی صرت اور صرت ایک محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یعنی توحید باری تعالیٰ پر فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں۔ اس وقت کم و بیش نورے کروڑ مسلمان ہیں سب ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ مخالفین لوگ توحید باری تعالیٰ کے کچھ گواہ پر جرح کرتے ہیں۔ اور انکو عینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب کا علم نہیں تھا کبھی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے جیسے بشر ہیں کبھی کہتے ہیں آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے بھائی ہیں کبھی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکر مکی میں مل گئے۔ انکو واللہ کبھی کہتے ہیں کہ آپ کی بشر جیسی تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم کرو۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف بچوں۔ پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ سب انبیائے کرام گاؤں کے چوہری کی طرح ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہر مخلوق پر ہوا چھوٹا اللہ کی شان کے سامنے چارے سے بھی زیادہ ذلیل ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ تازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا بیل اور گدھے کے خیال آنے سے بھی بدتر ہے (نمود بادشمن) کبھی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کے مالک و مٹا نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کم ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام اردو زبان نہیں جانتے تھے کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹا بولنے پر

جن کا کلمہ شریف ہے شہر مسلمانوں کی زبان پر جاری ہے۔ ساری سُننے زمین کے مسلمانوں جن و انس کو توحید کا جام پلانے والے تمہارے جلیبے بشر نہیں ہو سکتے۔ وہ بے مثل نہا کے بے مثل رسول ہیں۔ وہ بے عیب خدا کے بے عیب حبیب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اب بنایا توحید پرستوں۔ تمہاری توحید کہاں ہے؟ اور تمہاری مسلمان کیسی ہے جس توحید کو تم ملتے ہو۔ وہ تو شیطان کی توحید ہے دیکھ لو اس کا کیا حال ہوا۔ وہ بھی تو بڑا توحید پرست تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کا نافرمان تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم نہ کیا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر تھا۔ اسی لئے راندہ درگاہ ہو گیا۔ ابن ثابت ہو گیا کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا منکر ہو اور شان رسالت و نبوت میں بے ادب اور گستاخ عبار میں لکھے اور چپا پے اس کی توحید شیطان کی توحید ہے روحانی توحید نہیں کیونکہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ انشاء اللہ اگے چل کر میں ان عبارتوں کے من و عن حواسے نقل کرونگا۔ اور ان کے جواب تحریر کرونگا تاکہ حق و باطل ناظر ہو جائے اور ناظرین انصاف سے خود فیصلہ فرما سکیں۔

(محمد اسماعیل نقشبندی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے حمد ہے اس خدا کی کہ بے جوہر درگاہ عالم ہے۔ جو رحمن رحیم۔ کریم و حلیم ہے جس نے ایک امر کو ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت و ولادت تاج پہنایا جس نے فضل و کرم جو دو سنا کے دریا بہا دیئے۔ انعام و اکرام کی بارش فرمائی اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور مام جہان کے لئے رحمت بنایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تَخَذَ الْاَنْصَارُ عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیْمِ

دروہو اس نبی اکرم رسول مکرّم پر جو عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو انصار و ائمہ پر جو انصار و ائمہ کے خلیفہ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول ہیں کی ذات مقدسہ صفات پر نبوت و رسالت نازل کرتی ہے۔ اور جن کی

امت و رفعت شوکت و جلال کا خطہ نور رب العالمین پڑھتا ہے۔ سلام ہو ان محترم پر جو رحمتہ اللعالمین ہے۔ کوثر کا ساقی جنت کا قاسم۔ مملکت تولاؤں کا مہم جو۔ مفسوس کا مددگار تائبوں کے گناہوں کا واپس۔ اور بے سہارا

کا سہارا ہے۔ اور وہ اللہ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے۔ اور بے مثل ہے۔ کیونکہ آپ ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت ہیں اور جو محبوب الہی

ساری مخلوق اپنی کسے لئے جنت ہو وہ ہرگز کسی کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو گستاخان بڑا گناہ نبوی نے مشہور کر رکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں کہ آپ کو خدا کا مرتبہ دے دیتے ہیں گستاخانوں کا ایسا کہنا عوام کو دھوکا دینا جتنا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آنحضرت کی بشریت کا منکر نہیں ہے۔ صحت مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ کامل انسان ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ جن و فرشتہ نہیں ہیں۔ خدا یا خدا کے شریک نہیں ہیں۔ مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔ تم ذات خدا سے نہ جدا ہوئے خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو

یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر کیسے بشر ہیں؟ گستاخ و بے باک لوگ آپ کو اپنے جیسا بشر اپنے جیسا انسان کہتے ہیں اور اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جہالت و کفایت ہے۔ اور اگر اسی وجہ دینی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین اور بے ادبی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ضرور ہیں۔

بشر ضرور ہیں لیکن وہ داخل امام نہیں

شمار داند تہیج میں امام نہیں

بے مثل نوری بشریت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

اے اللہ کے بندو! تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آگئی۔ اس نور سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ عنہ امام بخاری کے استاذ و اتقاد ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا حضور علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقْتُ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُورٌ نَبِيَّتٌ مِنْ نُسُودٍ ۝ ترجمہ اے خداوند اللہ نے تمام اشیا سے پہلے میرے ہی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ ف۔ حدیث ہذا میں جن نور کا لفظ ہے کہ کی ضمیر خاص ذات خدا کی طرف لگتی ہے جس سے ثابت ہو کہ حضور علیہ السلام کا نور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا ہے۔ جھافتی نور سے نہیں۔

اس حدیث شریف کو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب دہلوی نے فننشر الطیب کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔ دیوبندی حضرت انسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔لاحظہ فرمائیے۔

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

اہل روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ صاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں آپ پر نما ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے

کو کسی چیز نیکی کی آپ نے فرمایا۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ یاں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا) بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا میر کرنا۔ اور اس وقت نہ روح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا۔ اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ نہ جن تھا اور نہ نساں تھا جب پھر اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے کئے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے روح اور تیسرے حصے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔

ف۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا یا ولایت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متخرم ہوا اس حدیث میں مخصوص ہے۔

(نشر الطیب مصنف مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی تھانوی)

اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا۔ اس کی کیفیت اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو یا عین ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کہ حضور علیہ السلام کے نور میں آگیا ہے۔ یہ گمراہی اور عاقل کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور جزو کل سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہونے کی یہ مثال

دی جاسکتی ہے کہ ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں۔ تو ہر شمع پہلے شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہ آیا۔ دوسری مثال یہ بھی دی جاسکتی ہے کہ آفتاب جو چوتھے آسمان پر ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے تو سارے جہاں کو روشن کر دیتا ہے۔ گو ایک نظام دنیا والوں کو اپنی روشنی سے فیض پہنچاتا ہے۔ مگر نہ تو آفتاب کو کوئی ٹکڑا جدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کے نور میں کمی آئی۔ اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلکہ تبدیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کا حال ہے کہ نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے ہے۔ اب ایک تیسری مثال اور نیچے آفتاب کے سامنے ایک بڑا شیشہ رکھ دیجئے تو آفتاب جو چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ اس شیشہ میں نظر آنے لگے جو۔ لیکن کوئی عظامند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عین آفتاب ہے۔ کیونکہ وہ تو آفتاب کا عکس ہے۔ عین آفتاب نہیں بلکہ وہ آفتاب کا بلوہ ہے۔ بلا تبدیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کے خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا بلوہ ہے۔ جز نہیں۔

دیوبندی علماء اپنے اکابرین علما کو نور مانا ہے۔

علامہ فرما دیجئے۔ دیوبندی اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔
۱۔ انباء۔ دالہ مرحوم نے فرمایا کہ مولانا محمود الحسن فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے یہ علم بزرگ آفتاب مہتاب تھے۔ ایک سے ایک اعلیٰ و افضل تھا اور دواغ نکاشت

صفحہ ۲۴۳ حکایت نمبر ۲۴ - مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

حوالہ نمبر ۲ - مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ میں ۲۵ برس حضرت مولانا تھانوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا مرتبہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص ایک فرشتہ مغرب تھا۔ ہوائیوں میں غاص کر گیا۔

(ارواحِ شامہ صفحہ ۲۵۵ حکایت نمبر ۲۴)

حوالہ نمبر ۳ - مولانا اسحق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی قدر کریں۔

(ارواحِ شامہ صفحہ ۲۵۵ حکایت نمبر ۲۵)

حوالہ نمبر ۴ - جس نے آج تک نہ دیکھا ہو نور نبی

دیکھ لے تیرے جین احمد کی وہ تصویر میں (مدنی نمبر ۳)

حوالہ نمبر ۵ - مولوی محمود الحسن صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں

چھپائے جانے والوں کی طرح شمع روشن کو

فتی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عیرانی (مدنی نمبر ۳)

ماہرین حضرات یہ پانچ حوالے ہیں نے دیوبندی حضرات کی کتابوں سے

من و عن نقل کر دیے ہیں گوئی کی بیشی نہیں کی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہاں برین

عمار دیوبند سب کے سب نور ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ستم نور ہیں۔ وہ

تہمارے جیسے بشر کیسے ہوئے؟ جیسے مولوی اسماعیل نے تقویت الایمان کتاب میں لکھا

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشری سی تحریر لکھ کر دیا۔ بلکہ اس سے بھی کم کر دیتے

اگے چل کر بیان کروں گا۔

تقویت الایمان کتاب کیسی ہے؟

دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مولوی اسماعیل تھا۔ اس نے محمد بن عبد الوہاب بخاری کی کتاب التوحید کا اردو میں خلاصہ کیا جس کا نام تقویت الایمان

رکھا۔ اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی گئی۔ اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ

کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی۔ ہزار ہا ہندوؤں اس کتاب سے

گمراہ ہو گئے۔ اور اس کے پروپیگنڈے سے ہزار ہا لاکھوں آدمی بے دین اور

بزرگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو

گئے۔ اور اسی تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حقد میں ایک بے حرک

جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گمراہ مولوی اسماعیل کی بدولت مکرر جنگ بن گیا مسلمان

ہاں بیزارہ درجہ برجم ہو گیا۔ اور ہر طرف شور مچنے لگا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے۔

جس نے مسلمان ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب

سے قبل اس ملک میں ان عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی اسماعیل صاحب

نے یہ لکھ کر دیا کہ مقامی عمار سے چھپو شریعہ شریعہ کر دی۔ اور سب کو مشرک

اور برعین کہن شریعہ کر دیا۔ اس وقت دہلی میں خفی مذہب کے ٹوٹے پڑے جیل خانہ

کرام موجود تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی

ان سب علماء کرام نے مولوی اسماعیل صاحب کے اس خطرات فتنہ اور

اس کے عقائد کی خرابی اور اس کی کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل صاحب سے از حد ناراض ہوئے اور انکو ان سخت الفاظ سے ڈانٹا میری طرف سے کہو اس (شکے) اسماعیل نامزد کو کہ جو کتاب نام نہاد کتاب التوحید مبینی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ وہ کتاب بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں اسکیل بیار ہوں۔ اگر صحت ہوگی تو میں اسکی تردید کہنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم اسے اسماعیل ابھی فوجان پہنچے ہو ناحق شور و شر مریا پنا کر دو۔

(الوزار آفتاب و سداقت صفحہ ۵۱۶)

حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ سیف الجہاد کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مولوی اسماعیل دہلوی نے جب تقوینۃ الایمان لکھ کر مسکک ہلسنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا۔ تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسکک کی خاطر میدان میں اتر آئے۔ بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص الدہلوی مولانا محمد موسیٰ و صاحبزادہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاد مولانا محمد فضل حق خیر آبادی مولانا رشید الدین خان اور علامہ پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصدیق و التبع کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تفسیری طور پر رد و ابطال پر لکھا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت

شاہ صاحب نے تقوینۃ الایمان پر اظہارِ رائے فرمایا بہ نسبت مولانا شاہ محمد فاضل صاحب آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقوینۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کا فریاد شروع کیا۔ اس وقت حضرت شاہ صاحب انھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف ہی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ انھوں نے بھی معذور ہوں۔ ورنہ اس کتاب اور اس عقیدہ فاسدہ کا رد بھی تحفہ فی مشربہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔

(سیمت البیار و منیل)

مجھے اندیشہ ہے کہ کتاب تقوینۃ الایمان سے توش ضرر ہوگی
(مصنف کتاب تقوینۃ الایمان کا بیان)

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقوینۃ الایمان اولیٰ میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ دہلوی نصر اللہ خان جو رجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اور اس کے بعد مولانا اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص لوگوں کو جمع جن میں سید صاحب مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحق صاحب، مولانا یقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مروا آبادی، مومن خان، عبد اللہ مولوی، استاد امام بخش صہبائی اور مولانا ملک علی صاحب بھی تھے۔ اور انھوں نے تقوینۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اور میں مانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا فی الفاظ بھی آگئے ہیں۔ اور بعض جگہ

تشریح بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک محض تھے۔ شرک جنی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شرور شر ضرور ہوگی۔
(ارواحِ شاذہ مولوی اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

ناظرین حضرات۔ اب معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اقصائے سے فیصلہ کرنا آپ ہی حضرات کا کام ہے تقوینۃ الایمان کتاب پر کسی اہل سنت بریلوی مسک کے عالم کی یہ تنقید نہیں ہے۔ بلکہ اپنی اس کتاب پر خود معصفت کتاب کا ہی یہ بیان ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرور ضرور پھیلے گی۔ اب ہر عقلمند آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ میں کام سے فساد کا اندیشہ ہوا اس کو سرگزشتیں کرنا چاہیے تھا۔ جب معصفت تقوینۃ الایمان کو خود اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرور ضرور ہوگی۔ تو پھر اس کتاب کو چھاپنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

اور پھر وہی ہو کر رہا کہ جس کا اندیشہ مولوی اسماعیل صاحب معصفت تقوینۃ الایمان نے پہلے سے ہی ظاہر فرما دیا تھا۔ کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرور ضرور ہوگی۔ اور شرور بھی ایسی ہوئی جو آج تک بند نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ ساری کی ساری کتاب ہی بے ادبوں اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہے۔

تقوینۃ الایمان کی کفری عبارتیں اور ان کا جواب کفری عبارت نمبر ۱

مولوی اسماعیل صاحب تقوینۃ الایمان مصنف پر لکھتے ہیں کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ سوا میں کی بڑے بھائی کی سی تعلیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء اولیاء مراد ہیں۔ پتا چڑھ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب ہوئے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عا جز اور چارے بھائی۔

ہمارے نزدیک تو خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں صعب سے بڑی مخلوق حضرت انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ اور پھر سب سے اعلیٰ والی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات کا کلبہ و خاصہ نبوت و اوصاف حیدرہ کو چھوڑ کر آپ کو صرف بڑا بھائی بتانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ تو روایتی حضرت کے امام الطائفہ سے تقوینۃ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دینا تو دوسرے مولوی عبدل احصاحب لکھے۔ انہوں نے اپنی براہین فاطمہ میں جلد بنی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل حملہ بنی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا۔ کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ اب فرما: اگر ہم میں سے کوئی کہے کہ مولوی اسماعیل صاحب۔ مولوی رشید احمد صاحب

یا مولوی خلیل احمد صاحب - فرعون - نمرود - ہان - قارون کے بھائی ہیں۔ تو کیا خلاف نص ہے؟ اب فرمائیے کہ آپ یا آپ کے بھائی دیوندری حضرات اس پر خوش ہوں گے؟ کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ ہی آدم کے برابر ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے الفاظ کا استعمال جو بے ادبی گستاخی سے بھرے ہوئے ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے محابا تحریر کئے جائیں۔ اور خوش ہو کر لڑکھائی کا حوالہ بھی دے دیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے ایسے الفاظ کبھی برداشت نہ کر سکیں۔

حضور اقدس کو بڑا بھائی بتانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے؟ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہے۔ لیکن جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں قدامت کے لئے حرام ہیں۔ کیونکہ وہ سب مومنوں کی مائیں ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا کس قدر باجواہ نبوت کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ اور بے ادب ہے۔ باپ - دادا - استاد - پیر - آقا - بادشاہ سب ہی اس درجے کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر ہے۔ صحابہ کرام کا ادب تھا۔ کہ حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے وقت کہتے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اصحاب کرام بات بات میں جن پر ماں باپ کو قربان کریں۔ ان کو بڑے بھائی کے برابر بتانا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

مصنف عبارات اکابر کا عقیدہ

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی بے ادب اور گستاخ عبارات کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ شرعی اعتبار سے تو ان میں سے کوئی امر بھی توہین کا موجب نہیں۔ کیونکہ خود ہی شیعہ پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تم اپنے بھائی یا بیٹی میری بہتر کرو۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے۔ (فَمَا الْمُؤْمِنُونَ أَخْوَفُكُمْ) کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (عبارات اکابر جداول مصنف)

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں اپنے آپ کو بھائی فرمایا کہ اپنے بھائی کی عزت کرو۔ لیکن اس سے کیسے ثابت ہوا کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکارو؟ بھائی کہنے میں حضور علیہ السلام کی عزت ہے۔ تو انہیں کہنے تو افسوس کرنے والے کو تکمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی بتاتا ہے اب رہا یہ سوال کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو یہ خداوند کریم کو بھی منافقہ بھائی کہو گے؟ کیونکہ قرآن شریف میں آتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُرْسَلِینَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مومنین میں صرف لفظ مومنین کا اشتراک ہے۔ جیسے رب تعالیٰ اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقت میں۔

رب تعالیٰ اور معنی سے مومن ہے۔ اور ہم اور طرح۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی سے مومن ہیں۔ اور ہم اور طرح۔ اور یہ جواب نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ حضرت میں تو آپ اکا بھائی ہوں۔ پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب کی رشتہ نبیرے بھائی ہو یعنی یہ رشتہ میرے لئے حلال ہے۔ اس کے بعد رشتہ ہو گیا۔ جو آپ کے اس بیان سے کیسے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے؟ یا یہ ثابت کرو کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منہ سے کبھی آپ کو بھائی کہہ کر پکارا ہو؟ بلکہ آپ تو یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اگر روایت کرتے ہیں: نہ ہی آپ خال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور جو حضرات رشتہ کے اعتبار سے بھائی ہیں۔ وہ بھی آپ کو بھائی کہہ کر نہیں پکارتے۔ تو ہم کینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکاریں۔ مگر میں ان۔ بہن۔ بیوی۔ بیٹی سب ہی عزیز ہیں۔ مگر ان کے نام و کام و احکام جدا جدا ہیں۔ جو مال کو بیوی یا بیوی کو مال کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے۔ اور جو ان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی جو نبی اور امتی میں فرق نہ کرے وہ ملعون ہے مردود ہے۔ اور جو امتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہہ کر پکارے وہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ علماء مشائخ اپنے آپ کو بندہ ذلیل۔ سنگ دنیا۔ کمتر بنی خلائق کہتا کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو بھائی کی شان میں یہ الفاظ استعمال کرنے جائز ہو سکتے ہیں؟ مگر نہیں بڑی وجہ ہے کہ کسی صحابی نے کبھی بھی آپ کو بھائی نہ کہا۔ لہذا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے تو اذعاناً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا ہے کی جہالت ہے۔ ایک بادشاہ اپنے آپ کو رعایا کا خادم ٹھہرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں۔ تو رعایا کو سن نہیں سکا اپنے بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارتے۔ دو برسوں جلتے ہو۔ آپ کے حکم الامت مولوی شرف علی صاحب اپنے آپ کو بندہ ذلیل کہتے ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید جداول تو فرمائیے کسی دیوبندی نے کبھی آپ کو ذلیل کہا؟ اور سب نے! مولوی شہزاد صاحب گلگاہی۔ مولوی حمزہ قاسم کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ راسخ ہو چکا ہو کہ دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے (دارالافتاء ص ۲۵۷) فرمائیے کسی دیوبندی مولوی صاحب نے تو قوی صاحب کو ذلیل و خوار کہا؟ ہرگز نہیں۔ اور شیخ سید احمد صاحب کے ایک مرید نے کہا کہ واللہ جس طرف آنحضرت اٹھا کر دیکھتا ہوں سید صاحب ہی نظر آتے ہیں۔ وہ میری آنکھوں میں بھی ہیں۔ یہ الفاظ اس نے تین دفعہ زور زور سے کہے۔ سید صاحب نے کوڑا کھول کر اپنا چہرہ نکالا۔ اور زور سے فرمایا کہ خاموش! اور مجھ کتنے کی صورت اپنے سامنے سے منہدم کر۔ یہ الفاظ آپ نے بھی تین دفعہ فرمائے (دارالافتاء ص ۲۵۷) کیوں جہالتیہ الفاظ اپنے متعلق تو اذعان کے طور پر جو سید صاحب فرماتے تھے کسی دوسرے کو بھی ہی الفاظ لوٹ کر کہنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے آپ کو تو اذعاناً بھائی ارشاد فرماتے ہیں کسی امتی کا آپ کو بھائی کہنا کب جائز ہو سکتا ہے؟

خود پر درگاہ عالم نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایچھے
یا کہ اخاہ المؤمنین سے نہ پکارا۔ بلکہ یا ایہا نبی یا ایہا رسول یا ایہا المرسل
یا ایہا المرسل وغیرہ پر اسے القاب سے پکارا۔ حالانکہ وہ رب کریم ہے
تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ اس ذات کریم کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہتے والوں پر تمام یونہی اکابر
علماء کا فتویٰ کفر

ملاحظہ فرمائیے !

”جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے
جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے منطلق ہمارا
عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند اردو ص ۷۲)
اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔

گنگوہی صاحب اب فیصلہ آپ خود کر لیں کہ اس فتوے کی زد میں کون کون
حضرات آسکتے ہیں۔ کیا مولوی آئینل صاحب بھی اس حکم کی زد میں ہیں
یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے ہی تو ایسا لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا
بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ جیسے کہ اوپر تفصیل سے
لکھا جا چکا ہے۔ اور گنگوہی صاحب نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے
چونکہ حدیث میں آپؐ نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجھ کو بھائی کہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۲
یہ سراسر ہٹھان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں

فرمایا۔ کہ مجھ کو بھائی کہہ کر پکارو۔ یہ تو صاف صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ لگا دیا گیا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جو میرے پر جھوٹ لگائے وہ
اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ حکم بھی آپؐ ہی کے منہ سے
آتا ہے۔ کسی بریلوی عقیدے کے عالم کا نہیں۔ بریلوی علماء حضرت کے خلاف خواہ مخواہ
زہر رگس لپٹے ہیں۔ ان کا کیا قصور ہے؟ اپنے گھر کی جھبیر لپیچے۔ اور ہم کو اس فریب
سواہی سے بھی آگاہ کیجئے۔ کہ مولوی آئینل تو کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بڑے
بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ بلکہ اس سے بھی کم کیجئے۔ اور یہ حضرات بڑے بھائی کی سی
تعظیم کرنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور
فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی آئینل کی تعریف بھی کی ہے
اور تقدیر الایمان کتاب کی تعریف بھی کی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کی اصل عبارت ملاحظہ
فرمائیے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ مولوی آئینل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم
مستفی۔ یہ مسئلہ کے اٹھارنے والے اور مسئلہ کے جانی کہنے والے۔ اور قرآن و حدیث
پر سہرا مائل کرنے والے جنق اللہ کو ہار دینے والے تھے۔ اور تمام عمر اس حالت
میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ کھد کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر
حال ایسا ہو۔ وہ علی الاطلاق رشیدیہ ہے۔ اور کتاب تقدیر الایمان نہایت عمدہ کتاب
ہے۔ اور وہ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ اعتدال اس کے باطل کتاب لکھنے والے
اور اعاذ باللہ سے ہیں۔ اس کا کہنا اذہر من الشمس کہ یہیں اسلام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ
اب یہ فیصلہ آپؐ کے انصاف پر ہے کہ مولوی آئینل صاحب حق پر ہیں۔
یا تمام علماء دیوبند؟ مولوی آئینل صاحب تو کس صورت حق پر نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان کی ہے اور نہ اور گناغنا عبارت فقہیت الایمان کتاب میں ماث
موجود ہیں۔ چونکہ یہ عبارت سبب الفاظ اردو میں بھی ہوئی ہے۔ کوئی جہانی
زبان میں نہیں کہ جو بھی نہ جاسکتی ہو۔ اور یہی نہیں ہو سکتا کہ ایسی گستاخ
عبارت کے معنی کچھ اور لٹے جاسکتے ہوں۔ بلکہ وہی معنی مراد لٹے جاسکتے ہیں
لہذا عبارت کے الفاظ کے نقل کئے بغیر ایسی تقویت الایمان کے معنی پر ضرور دوی
اسمیں صاحب مکہ کی ہے۔ کہ یہ بات محض بے جا ہے۔ کہ ظاہر میں لفظ بے دینی
کا پورے۔ اور اس کے کچھ اور معنی مراد لے۔ اب ثابت ہو گیا کہ گستاخ عبارت
کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ اب مولوی اسماعیل صاحب کا باطل پرہیزارہ روز
روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کیونکہ شان رسالت میں ہے اب کلمے کیلئے والا ہے
اب ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو مولوی اسماعیل صاحب
اور اسی کتاب فقہ فیہ الایمان کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند
حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمانی سے خارج کرنے کا فتویٰ
دیے چکے ہیں۔ تو اس کو جواب یہ ہے کہ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ یہ وہی جہاں
ہم کو اس سکڑی کا کوئی علم نہیں۔ ہم تو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ الی سبب حضرت
کا عقیدہ وہی ہے کہ جیسا مولوی اسماعیل صاحب نے فقہ میں الایمان میں لکھا
ہے کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی جیسی تعلیم کی جاتے۔ اس سے کم کی جاتے
اگر آپ نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہے۔ تو آپ سے میرے نصرت العلوم چلے جائیے اور
شیخ الحدیث صدر صاحب سے غافلت کر کے الی کی غرض میں یہ سوال پیش

کریں۔ کہ جتنا بگنگوہی صاحب تو مولوی اسماعیل صاحب کی بہت تعریف کرتے
ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں
کو دائرہ ایمانی سے خارج ہونے کا فتویٰ دیے چکے ہیں۔ اصل میں مولوی
اسماعیل صاحب نے یہی لکھا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہوا اس کی بڑے بھائی کی سی
تعلیم کیجئے اور عبارت بھی صاف ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ تو
ارشاد فرمائیے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے متعلق گنگوہی صاحب کا ارشاد درست
ہے۔ یا خاتم اکابرین علماء کا فتویٰ درست ہے؟ جو الحمد کتاب میں چھپ چکا
ہو ہے۔ اور اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اب یہاں
محض عبارت اکابر شیخ الحدیث صدر صاحب کی ایک عبارت نقل کرنا ہوں
کہتے ہیں۔ "یہ اہل بدعت کے نبض باطن اور سیاہ دلی کا عبرت انگ کارنامہ
ہے۔ کہ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں اور عوام اناس کو یہ باور کرانے کے درپے ہیں۔
کہ مسافر اللہ تعالیٰ حضرت شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحفہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اتنا ہی حق تسلیم کرتے ہیں۔ جتنا کہ بڑے بھائی
کا ہوتا ہے۔ اور غایبات ہے کہ اہل اسلام میں سے کسی گناہ یا ظلم عظیمہ نہیں
ہے۔ اور اس کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا وہ درجہ وہ
شان اور وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی اور بشر کا ہے۔ اور نہ فرشتہ کا کہ کعبہ کا اور نہ
لوح و قلم کا حتیٰ کہ عرض علیہ السلام۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات غامضی کے بعد ساری
مخلوقات اور تمام مخلوق میں صرف آپ ہی کا درجہ اور مقام ہے۔"

بند خداوند بزرگ تو فی حقہ محقق (عبارات اکابر محدثین)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں بے ادبی اور گستاخی کی بدعت اور ضلالت کو جاری کرنے والے پہلے شخص مولوی اسماعیل می ہیں جنہوں نے شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ لکھے۔ اور صاف الفاظ میں لکھا کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کیجئے۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو۔ سو وہ بھی کرو۔ سوس میں بھی اختصار ہی کرو۔ ناظرین حضرات! غور فرمائیے کیا یہ لاطینی زبان ہے؟ یا عبرانی زبان ہے؟ اور کیا یہ سریانی زبان ہے؟ جس کے کچھنے والے نایاب ہوں۔ یہ تو صاف اور صلیبیں اردو زبان ہے۔ جو مولوی طالب علم پرائمری میں پڑھنے والے بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں اور ان کے کچھنے والا سخت بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت کی حمایت کرنے والا۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا صاحب سے زیادہ بدعتی اور اول درجے کا بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور یہ اس کے فیث باطن اور سیادہ دلی کا عبرت انگیز نامہ ہے۔ ان کے حمایتی بنا کر تو سب یہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں کہاں کیا ہے۔ کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہ ہے دین میں احداث بدعت و ضلالت۔ وہابی حضرات بھی جنے پاک کا مرتبہ باب سے بھی کم رکھا۔ اعتقاد عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کمالات عطا فرماتا ہے۔ کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں غمٹ نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر کرے صرف آدمی اور بشر کہے۔ تو بے ادب گستاخ ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ خود ہ ادبی حضرات اپنے مولویوں کے لئے بڑے بڑے الفاظ و ادب استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان کے نام کے ساتھ کوئی تعظیم نہ ہو۔ تو ناراض ہو جائیں گے۔ آدمی کہہ کر بچا بیٹے کیسے لال چلیے ہوتے ہیں۔ جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں۔ راضی ہی نہ ہوں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ ہی عظمت کے سمات سے فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم کا توحید کا حکم دیتا ہے۔ تعزیر ذی ذل و توفیر ذی کمال کا کہ رسول پاک کی تعظیم اور تکریم کرو۔

اب آپ جو یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ و شان اور مرتبہ ہے کہ کسی اور بشر کا ہے اور فرشتہ کا۔ تو آپ کے کلم سے صحت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام بے مثل ہیں۔ تو پھر یہ فرمائیے کہ آپ کے صلی کیسے ہوئے؟ آپ کے بھائی کی شان تو مثلوں بلکہ لاکھوں ہو سکتے ہیں۔ آگے آپ لکھتے ہیں حضور علیہ السلام کا وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کہہ کا نہ لوح و لہر۔ جنی کہ عرض عظیم کا۔ تو پھر فرمائیے حضور علیہ السلام آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آگے ارشاد ہو رہا ہے۔ طریقہ اللہ تعالیٰ کی ذات مگر لی کہ ہمسہ کی کمالات اور تمام مخلوقات میں صرف آپ ہی کا مقام اور درجہ ہے۔ بعد

از غلام بزرگ توفی قصہ مختصر۔ سبحان اللہ اگر واقعی آپ کا یہی عقیدہ ہے تو میرا رشاد فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ کیونکہ آپ کے قوم سے ثابت ہو رہا ہے حضور انور علیہ السلام ساری دنیا کی خدائی میں بے مثل اور بے نظیر ہیں جب وہ بے مثل ثابت ہوئے تو ان کو فقط بھائی کہہ کر پکارنا پرے درجے کی جہالت ہے۔ اور نشان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
لَا تَجْعَلُوهُ دَعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدَعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ یعنی آپس میں باہم ایک دوسرے کو صراطِ حق پکارتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارو۔ جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی وغیرہ بلانے کے الفاظ سے پکارنا سخت منہج ہے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی کہہ کر پکارتے ہو۔ تو ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو شریف یا بڑا بھائی کہہ کر پکارنے والا سخت بے ادب اور پرے درجے کا گستاخ ہے۔ اور اس کی تائید میں کئی ہیں لکھنے والا بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

اب ایک سوال کا جواب دیجئے جب قبر میں فرشتے سوال کریں گے جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسے متعلق۔ کہاؤں کہ تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا التَّوَجُّلِ۔ ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو کیا آپ حضرات وہاں بھی یہی جواب دیں گے کہ یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں۔ فہرہ نامیہ جسے کم تر ہیں۔ العباد باللہ من خالق۔ اور کیا یہ جواب دے کہ عذاب قبر سے آپ

کو چھپکا راجا صل ہوگا؟

کفریہ عبارت نمبر ۲

ناظرین کرام! تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
مولوی اسماعیل صاحب نے مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیث نقل کی قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جاکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کچھہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو دیکھا میں نے البتہ وغیرہ اور زیادہ لائق ہیں کہ کچھہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیئیر ہوا کے پاس پھر کیا میں نے سو دیکھا میں پیئیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کچھہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو۔ موقوف بہت لائق ہو کہ کچھہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیالی تو کہ جو تو گذرے میری قبر پر کیا کچھہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں۔ فرمایا تو مت کرو۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ٹپنے والا ہوں۔ معاذ اللہ! (تقویت الایمان ص ۱۱۷)

یہ بے کا کا گستاخی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اشتراک۔ حاشا وحاشا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ نصرت العلویہ فتح القلوب صفحہ صاحب اس کفریہ عبارت کو نقل کر کے خود ہی لکھتے ہیں۔ یہ صحیح حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات ائیمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجزاء کو کھائے۔ مگر ضروری صاحب سوال تو یہ ہے کہ جو حدیث مولوی اسماعیل صاحب

نے نقل کی ہے۔ اس کے کوئی لفظ کا ترجمہ ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ٹھنڈا ہوں۔ اگر آپ یہ نہیں بتا سکتے۔ تو بتا بھی کیسے سکیں گے اس حدیث پاک میں کوئی لفظ ایسا ہے ہی نہیں۔ تو اور بھی کوئی حدیث بتا دیجئے کہ جس میں ایسے الفاظ موجود ہوں۔ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ لایسے کوئی ایسی حدیث؛ و انشاء اللہ قیامت کی صبح تک کوئی دہائی دیوبندی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔ کہ جس کے یہ الفاظ ہوں جو مولوی اسماعیل خاں نے تقوینۃ الایمان میں اپنی طرف سے جڑ دیئے ہیں۔ یہ صاف طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جو میری طرف جھوٹ کو منسوب کرے۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے گا۔ تعجب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کو یہ سب حدیث شریف فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ تو قرآن شریف کی رو سے مولوی صاحب بھی زندہ ہوئے عجیب قسم کا عقیدہ ہے کہ مصنف کتاب تقوینۃ الایمان مولوی اسماعیل نوہر کر بھی زندہ ہیں اور صیب غلام صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کا کھانا نہیں معاف اللہ! انتی زندہ اور نبی پاک مردہ۔ ناظرین کرام! دیکھا آپ نے یہ ہے نہ ہب حضرات دیوبند کا۔

دیوبندی زندہ ہیں

۱۔ ایک صاحب کثافت حضرت حافظ ضامن کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے ولی بھی ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا۔ تو مجھ سے فرماتے لگے کہ جاؤ نا فتحہ

کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھتے آئے ہو۔ یہ بات کیا ہے۔ جب لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہید ہیں۔ (ارواح شافہ ص ۳۲ حکایت نمبر ۲۰۰ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی -)

۲۔ مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی۔ آپ نے ایک وفد فرمایا کہ کبھی تم تو قبر میں غار پڑھا کریں گے۔ دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ قبر میں یہ اجازت دے دیں۔ کہ میں نماز پڑھتے جاؤ (ارواح شافہ ص ۳۲)

۳۔ مولوی احمد علی زندہ ہیں۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری جس طرح اپنی زندگی میں زندہ تھے۔ آج بھی زندہ و نابندہ ہیں۔ (رسالہ انوارین ص ۳۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۳۳ ج -)

۴۔ مولوی رشید احمد گنگوہی زندہ ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس میحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرتبہ محو الرحمن صاحب دیوبندی ص ۲۶)

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب کی میحانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کر کے دکھا دیا۔ مردے جلانے میں تو برابر ہی رہے۔ مگر زندوں کو مرنے سے بچا لیا۔ اس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے۔ جب ہی تو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی میحانی دکھائی جاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب

کی مسیحائی حضرت علیؑ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے۔
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریمؑ مسلمانوں انصاف کرو کیا اس میں
علیؑ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ یہ ہے دیوبندی
حضرات کا مذہب۔ ان لوگوں کی توحید قائم نہیں رہ سکتی جب تک حضرات
انبیاء علیہ السلام کی توہین نہ کریں۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم بھی زندہ ہیں

حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی
احمد حسن صاحب امر دہری اور مولوی نصر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معارضہ
چشمک تھی اور اس نے بعض حالات کی ہی بنا پر ایک نئی صمت اور تنازعہ کی صورت
اختیار کر لی اور مولانا محمود الحسن صاحب کو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے اور نہ
انہیں اس قسم کے امور سے دل چسپی تھی۔ مگر صورت حالات ایسی پیش آئی کہ مولانا
بھی بجائے غیر جانب دار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول
پکڑ گیا۔ اسی دوران ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ
اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ جو دارالعلوم دیوبند میں
ہے مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کوار کھول کر اندر داخل ہوئے موسم
سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پیچھے میز پر روٹی
کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ کو دیکھا۔ تو تر تھا اور خوب بھیک رہا تھا۔ فرمایا
کہ واقعہ یہ ہے کہ اچھی اچھی مولانا توفیقی رحمۃ اللہ علیہ مسجد نصری کے ساتھ
میسرے پاس تشریف لائے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور لبادہ

تر تر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں شریک
میں میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ عرض
کیا کہ حضرت میں آپ کے اقتدار پر تو بہ کرنا ہوں۔ کہ اس کے بعد میں اس قصہ
میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح صفحہ ۲۳۱-۲۳۲)

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کے قطب الارشاد حضرت
مکملہ صاحب کا کمال محمود الحسن صاحب کی زبان سے آپ نے معلوم کر ہی لیا
ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں۔ اور زندوں کو بھی
میں نہیں دیتے۔ اگر آپ محمد سے یہ سوال کریں کہ پھر اسقدر کمال رکھنے والے خود
بیوں مر گئے؟ تو اس کا جواب میرے پاس نہیں۔ یہ سوال تو نعمت العلوم کے شیخ
المرثیہ صفحہ صاحب سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا جواب دے سکتے
ہیں۔ آپ ان کے پاس ہی تشریف لے جائیے اور ان سے جواب حاصل کیجیے۔ مجھے
صاف رکھیے۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اس کا جواب دے سکوں اور مولوی محمد
قاسم بانی مدرسہ دیوبند کا کمال بھی مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب ارواح نکات
آپ کی محدث میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب مرتے کے بعد بھی اپنے مدرسہ
کی حوائی قرار ہے ہیں۔ اگر کوئی جھگڑا وغیرہ دارالعلوم میں ہو۔ تو فوراً مسجد نصری
نہایت لاکر فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ یہ ان فیاض ہمیشہ جاری ہے۔ حالانکہ وہ ذات
پچھے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بانی مدرسہ دیوبند نے
کے بعد بھی زندہ ہیں۔ اور ان کا فیض بھی جاری ہے۔ تو پھر بانی اسلام کہیں مرے
ہیں۔ یہ تو عجیب قسم کا عقیدہ ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند زندہ اور بانی اسلام مرد۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نشر الطیب کتب میں وہی حدیث
جو اوپر نقل کی گئی ہے، نقل کر کے لکھتے ہیں۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے
ہیں اور ان کو زندہ دیا جاتا ہے۔ پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں بھی ثابت
ہوا۔ دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب بھی قبر شریف میں آپ کا زندہ ہونا
ثابت کر رہے ہیں۔ اور اب دیکھئے تمام علماء درویشوں اس مسئلہ میں کیا لکھ رہے
ہیں۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
قبر میں زندہ ہیں۔ اور حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا تکلف ہونے کے اور یہ جتنا
مخصوص ہے۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں کو بلکہ سب
آدمیوں کو۔ علامہ لفظی الدینا کیسے نے فرمایا ہے۔ کہ انبیاء اور شہداء کی قبر میں جتنا
ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی
دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جم کو چاہتی ہے۔ (المہند ص ۱۳)

گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے

اب آپ کے گنگوہی صاحب کا یہ ارشاد۔ کہ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے
مٹی احاطہ کر لیتی ہے۔ اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن لاحق ہوتا ہے
یہ مٹی میں ملنا کہلاتا ہے۔ کچھ اعتراض نہیں۔ یہ قول بھی آپ کے گنگوہی صاحب
کا مردود ہے۔ اس لئے کہ اس میں عام مردوں کی قبروں کا ذکر کیا گیا ہے
اور حضور علیہ السلام کا قبر انور میں زندہ ہونے کو ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی
سوال کا جواب نہیں۔ بلکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ سوال

یہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ میں کسی ایک دن
رسمی میں بنے والا ہوں؟ تو جن اس لئے ہے کہ عام مردہ کی قبر کی مثال
ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ساتھ دی گئی ہے۔ اہل سنت
اس بات پر متفق ہیں کہ قبر انور کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم کے جسم شریف سے منقطع ہوئے ہے۔ وہ کوہ معظم اور عرش عظیم سے
میں افضل ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو عمار دیوبند کا فتویٰ دیکھ لیجئے (المہند ص ۱۳)

تمام علماء دیوبند کا فتویٰ

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک
و رسم کئے ہوئے ہے۔ علی الطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ عرش و کرسی
میں افضل ہے ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی قبر
انور کو ایک عام مردہ کی قبر سے تشبیہ دینا سخت بے ادب اور گستاخی ہے
صاحب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب
مولوی رشید احمد کی قبر کو طور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

مولوی رشید احمد کی قبر طور سے

تہا ری تربت انور کو شے کو طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیجی بھائی ارنی مری
ناظرین کلام! غور فرمیں مولوی رشید احمد کی قبر کو طور ہوئی اور
صاحب ارنی فرٹنے والے موٹی ہوئے۔ تو رشید احمد صاحب رب ہی
ہے۔ اس میں تو اپنے پر صاحب کو رب بتایا۔ اور اسی مرتبہ میں فرماتے ہیں

زبان پر ازل ہوا کی ہے کیوں ازل و قبل شاید

اشیاء عالم سے کوئی بانی اسلام کا نامی (ارشید)
اس میں مولوی رشید احمد صاحب کو بانی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نام لیا گیا ہے۔ پھر اسی مرتبہ میں فرماتے
وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجب کیا ہے

شہادت دینے تجھ میں قدس ہی کی گشتی (ارشید)
اب غور فرمائیں۔ کہ انھذا تعالیٰ تانا فاروق اعظم کو نسا درجہ باقی رہا۔ جو کہ مولوی
رشید احمد کو نہ دیا گیا ہو۔ ناظرین کو ام دیکھا آپ نے کہ غلام دیوبند اپنے بزرگوں کی
قصیدہ خوانی میں زمین و آسمان کے غلابے ملاہیتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے اسمے میں یہ یقین کی کہ بشر جیسی تعریف کر دے۔ بلکہ اس سے بھی کم درجہ
کی۔ خود مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے پیرسید احمد کی بے حد تعریف کی ہے
جو صراطِ مستقیم میں درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت حق جل و علا نے
آپ کا دامنا عقد خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امور قدیم
سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے تجھے
ایسی چیز عنایت کی ہے۔ اور چیزیں ہی عطا کریں گے۔ اور یہ بھی لکھا ہے
کہ اس طرف سے حکم ہوا۔ کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کر لیا اگرچہ وہ کبھی کبھار
ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ حالانکہ تمام علماء اہل سنت کا حقیقہ
ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشین اور اس کے ساتھ یاترک کرنے کا مدعی
وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سید صاحب کو درخت اور جانور سلام کرتے تھے

اور سید جو کہ غور سید صاحب نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے لفظ
فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"اور جنگل میں پہنچ کر فرمایا کہ الحمد للہ! میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس
کے لئے جمعیات پانی ہیں اور حیوان سوراخوں میں دعا کرتی ہیں۔ اور جس
طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور
سلام کرتے ہیں۔" (ارواحِ غافلہ ص ۱۲۴)

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے حضرت سید صاحب کا شان۔ شاید اب
اس حدیث شریف کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور تہجد وغیرہ سلام عرض کرتے تھے۔ اور مولانا
رضی اللہ عنہ بھی تھے تھے کہ جب تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والے ملحق
ہاں شان ہے کہ درخت اور جانور ان کو پہچانتے اور سلام بھی کرتے ہیں۔ تو پھر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور تہجد کیوں نہ سلام کریں؟ ان کا
شان تو ساری مخلوق الہی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اپنی قبر شریف میں مزار
میں جب کوئی امتی مسلم عرض کرتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور
سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

ناظرین حضرات! اب میں اس حدیث شریف کو مشکوٰۃ سے نقل کر رہی
ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے۔ فرمایا "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کہ میں تھا میں نے ایک بچہ

گرد و فواج کے پس نہ سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پہاڑ یعنی
چترادر نہ کوئی درخت مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ (شکرتہ یا اہلبیت)

کفریہ عبارت نمبر ۳

ناظرین کرام! تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
اور انصاف کیجئے۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق پر چڑھا چھوڑا وہ
اللہ کی شان کے آگے چارے بھی ذیل ہے۔ معاذ اللہ۔ (تقویت الایمان ص ۷)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے۔ یہ عبارت کیسی بے ادبی اور گستاخی سے برہنہ
ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ کیا
دیوبندی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے؟ کیا اس لفظ سے انبیاء
علیہم السلام کی تہنیں نہیں جوتی ہے؟ پھر چارے ذیل جس مخلوق کو بتایا۔
چهار اس سے ضرور شریف ہوا۔ تو اب چار بڑی مخلوق میں سے یا
چھوٹی مخلوق میں؟ یا دونوں میں نہیں؟ یا دیوبندی حضرات کے نزدیک مخلوق
ایسا سمجھتا ہے؟ وہ میرے کہ نظر میں عزت تو چار کی معلوم نہیں اس سے
کیا مناسب ہے کبھی سخت گستاخی ہے کیسی دل آزاری ہے اور بے ادبی
سے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہیں کہ خدا و رسول نے تمہیں یہ
بتایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ **بَلَّغْ أَمْرَهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ وَلَیْسَ بِکَ شَیْءٌ**
اللہ کے لئے عزت ہے۔ رسول کے لئے عزت ہے۔ مومنین کے لئے عزت ہے

اور جو اس عزت کو نہ جانے۔ ان کو توڑ کر پاک منافق فرماتا ہے۔ ولکن
المُنافِقِینَ لَوْ کَذَّبْتُمُوهُنَّ۔ یہ بر نصیب متبولان یا بگاہ کو چار سے بھی زیادہ ذلیل
کہتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ چار سے بھی زیادہ ذلیل کون ہوگا؟ اس کا نام تو بلیہ
افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجے۔ اس کے
ملا نگہ صلوٰۃ و سلام بھیجیں۔ مومنین کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا جائے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے۔ آیت کریمہ **وَخُذْنَا لَکَ ذِکْرًا**

دیوبند کے فاضل عام عثمانی کا حوالہ

ناظرین کرام! اسی کفریہ عبارت کے متعلق دیوبندی عام عثمانی ایڈیٹر بھی لکھتے ہیں
میں نے دیکھا کہ شاہ کبیر شہید نے تقویت الایمان میں فضل فی الاجتناب عن الاشرار
کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ
ذیل ہے۔ کیا اسکا ساتھ اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء و صحابہ تو رہے ایک طرف غلام
انبیاء و رسل اور قائم الدینیہ بھی اللہ کی شان کے آگے چارے زیادہ ذیل ہیں کیا خدا ناک
انزویا بلان ہے۔ کہنے لگا دینے والے الفاظ ہیں۔ (جمل قوی، درج صفحہ ۷)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے خود دیوبندی علم بھی لڑتا ہے اور لکھتا ہے کہ خطر گناہ و تیراں
ہے کہنے لگا دینے والے الفاظ ہیں لیکن لغت العلم کے شیخ الحدیث مسلمان لکھتے ہیں کہ
میں اوراق سیاہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور مولوی اکمل کی صحبت میں بولتا
اور تم چلا رہے ہیں۔ حالانکہ سینکڑوں کتابیں تقویت الایمان کی ان کفریہ عبارتوں
سے رو میں کھسی جا چکی ہیں۔ اور ان کفریہ عبارتوں کا مدلل اور تحقیقی جواب دیا
جا چکا ہے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کر کے لکھتے

ہیں کہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چتر اور چار بھی آخر انسان ہے۔ شرفِ آدمیت اور تہذیبِ انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے ہی بڑے بڑے زرگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص و احسان کا تعلق قائم کرنے کے لیے کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ آخر ان پر کیا فتویٰ ملے گا۔ ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے۔ آگے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک میٹگیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔ آگے فرماتے ہیں لیجئے! صاحب سلسلہ بزرگ نے کیا بات نقل کر ڈالی۔ کہ ایمان ہی کسی کا کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ یہ یقین نہ کرے کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں میٹگیوں کی طرح ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ اس کے منافع میں ان کو کچھ بھی نہ سمجھے اور اسی پر ایمان و یقین رکھے۔

(عبادت الہامیہ کا پہلا حصہ ص ۵۸)

ناظرین کرام غور فرمائیں معتدلت عبادتِ الہامیہ نے تقویتِ ایمان اور مولوی اسماعیل کے کھربیت کو درست کرنے کے لئے حضراتِ اولیائے کرام پر انفرادی ہاندھنے اور جھوٹے بولنے سے بھی گریز نہیں کیا اور اپنے پاس سے یہ پتھر بھی لگا دی کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں میٹگیوں کی طرح ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر مولوی اسماعیل کے کفر کو آپ کا قیاس کرنا بالکل باطل ہے حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ الناس سے جس کے معنی لوگ ہیں۔ اس سے عوام الناس مراد ہیں حضرات

انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو ہی نہیں سکتے اور اس پر شیخ کے جملہ لائیکل ایمان کا قریب یاں وجہ شائبہ ہے کہ شیخ صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر فرمائے ہیں مطلق ایمان اور کامل ایمان۔ اولیٰ عبارت میں ایمان کامل کرنے کی طوٹ فرما رہے ہیں۔ اور ایمان کامل ہی تب ہو گا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو۔ اور اصل ایمان ہی تب آئے گا۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرت انبیائے کرام لفظ ایمان میں آگئے اور الناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں حضرت شیخ صاحب تو فرما رہے ہیں۔ کہ وہ مومن ہو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام پر آمین یا اللہ و ملیکیم و کتبہم و یرسلہم کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہو گا کہ انبیائے کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو وہ انبیائے کرام کے مقابلہ میں ابھری طرح غلیل جلنے کیونکہ حضراتِ انبیائے کرام کا نشان یا قی سب لوگوں سے زیادہ ہے شیخ صاحب تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے اے مسیحی رکھے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ حالانکہ آپ شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ محمد تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی۔ اور مولوی اسماعیل پر اسی طرح کفر کی مار رہی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت کی بیان

اب آپ ذرا اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ

فرمائیے۔ جو حضرات انبیائے کرام کی شان میں تحریر فرما رہے ہیں۔ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حبیب حضور علیہ السلام امام بن کر سب انبیائے کرام کو نماز پڑھنا چکے، تو ان سمجھوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ عواذ الہم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور فقہ اسما صاحب قنوت بنایا۔ کہ میرا افتخار کیا جانا ہے۔ اور مجھ کو انش فرودی سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں خشک اورد سلامتی کا ذریعہ بنادیا۔ پھر مولیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا۔ مجھ کو برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر تواریخ نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی کے موافق وہ عدل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے کوسے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پہاڑوں کو بھی تسبیح کے لئے مسخر فرمایا۔ اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عطا فرمائی۔ پھر حضرت علیہا بن علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز میں چاہتا تھا۔ بناتے تھے۔ جیسے عمارت عالی شان اور محرم تصاویر و کراس وقت درست نقبیں اور مجھ کو پرنیلا

کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی۔ اور میرے لئے شیاطین اور انسان و جن اور طیر کے شکاروں کو مسخر کیا۔ اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی۔ اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے شغلیں مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت علی بن علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو پاک کلمہ بنایا اور مجھ کو مشاہد اکرم علیہ السلام کے بنایا کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہوا اور وہ (ذی روح) ہو گیا۔ اور مجھ کو کھانا اور حکمت اور تورات و انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قاب بنا کر اس میں بیونک مار دیتا تھا۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں بکرم خدا اور زاد اللہ سے اور بنی آدم کو اچھا کرتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا۔ اور مجھ کو پاک کیا۔ اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان جیم سے پناہ دی۔ سو ہم پر شیطان کا کوئی قاب نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی۔ اور فرمایا تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی۔ اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمتہ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان آخواہ صراحتاً خواہ اشارتاً اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے افق (دین) کے لئے پیداکر گئی اور میری امت کو امت عادلہ بنایا۔ اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی زبیر ہیں) اور آخر بھی ہیں (یعنی ثناء

میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا۔ اور میرا ہر مجھ سے ہلکا کیا۔ اور میرے کمر کو عذہ فرمایا۔ اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ (یعنی نور میں اوّل اور ظہور میں آخر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ دیوبندی نشر المطلب مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص ۸۵-۸۶-۹۰

مغربین کو رام غور فرمائیے اور اس عبادت کو بار بار پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے معراج شریف کی رات نفی۔ سمجھو قطعے میں تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لئے تشریف لائے تھے چنانچہ سب انبیائے کرام نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بجا لوائے تھے بعد ازاں اپنا شان بھی بیان فرما چکے تھے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے الیا ایسا مرتب عطا فرمایا ہے اور ہم کو الیا ایسا نشان دلا بنا یا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ یہ میں نے دیوبندی حضرات کے حکایت کی کتاب سے اس لئے نقل کیا ہے تاکہ کوئی صاحب کسی روایت کو متعین نہ کہہ کر انکار نہ کر سکے۔ کیوں جناب مفسر صاحب ملاحظہ فرمایا آپ نے اپنے حکیم الامت کا ارشاد۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق۔ جس کو آپ کا شہید ہلاکوٹ چار کار درجہ دے رہا ہے۔ معاذ اللہ۔ استفذ اللہ۔ اور آپ شہید ہلاکوٹ سے بھی آگے نکل گئے۔ آپ نے لکھ دیا کہ جو ہر چار چار انسان ہی سہ شرف آدمیت اور زبیر انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے۔ و لا حول

ولا قوة الا باللہ۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اگر اس بد نصیب نے حضرات انبیائے کرام کو چہر چار لکھ دیا۔ تو کیا ہوا؟ آخر وہ بھی انسان ہے۔ معاذ اللہ استفذ اللہ ثم استفذ اللہ ناظر میں کرام۔ دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے شیخ الحدیث۔ شایان کو کبھی حدیث پاک مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا جو تیسری حضرات انبیائے کرام کے شان میں ایسے گندے الفاظ لکھے ہر مجھ پر چکے ہیں جناب مفسر صاحب۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکھ فتنائی۔ نہیں فرمایا کہ تم میں سے میری مثل کوئی شخص ہے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کشت کاخ و کشتہ نہیں فرمایا؟ کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ یقیناً فرمایا ہے۔ یہ بخاری شریف ہے۔ انکار کیسے کرو گے؟ اور یہی آپ نے فرمایا ہے الہ۔ انا جنیب اللہ۔ تبردار میں سبب نہ رکھا ہوں۔

اب اور ملاحظہ فرمائیے اپنے حکیم الامت کا ارشاد

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے۔ کہ حضرت آدم نے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے۔ تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس سے آپ کی فعلیت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے۔

دوسری روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا و انکباب ہو گیا۔ تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرش کی۔ کہ اے پروردگار! میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری حقیر

ہی کر دیجیے جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ منور میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب اپنے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی شرف دی ۲ ہوئی درج میرے اندر رکھئی۔ تو میں نے سر ہوا اٹھایا تو عرش کے پایوں پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** رسول اللہ۔ سو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملا جو کا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا جو کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تم مجھے ہو۔ واثق ہیں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے انکے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے۔ تو میں نے تمہاری منفعت کی۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو کسی پیدا نہ کرتا۔ فقہ العلیہ منصف مروتی اشرف علی صاحبہما دیوبندی ۲۵۰-۲۴۱) اور بھی ایک روایت اسی کتاب سے نقل کرنا چاہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جب حضرت خوالیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی۔ کہ اے رب میں ان کو دہریا کی چیز دوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش قدمہ دروہیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے میں نے یہ سب حوالے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الخبیب سے نقل کئے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حکایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ (۱) ناظرین کرام۔ یہ سب روایتیں میں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الخبیب سے من وعن نقل کر دی ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اب تو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا شان کی اہل تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شان تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اسی سے سب ثابت ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری اہل تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بیش اور بے نظیر ہیں۔ ناظرین کرام۔ اب میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں یہ دونوں حضرات تمام دیوبندیوں کے نام ہیں۔ اور شیخ الحدیث محمد فراغان صاحب کے بھی پیشا ہیں۔ ان دونوں کی تحریروں میں کثرت تعداد ہے کہ ان کی دیوبندی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ لکھتا ہے۔

مولوی اسماعیل کی دوسری کتاب منظم حکیم حوالہ

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے۔ میں اب مولوی اسماعیل کی دوسری کتاب منظم سے ایک روایت نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں کہ خبر دار اس معاملہ پر سب دیکھنا اور انکار سے پیش نہ آنا۔ کیونکہ جب داوی مقدس کی آگ سے نکلے گا تو اللہ رب العزت صادر ہوگی۔ تو پھر اشرف موعودات سے حضرت ذات عاتقہ تعالیٰ کا منور ہے۔ اگر اللہ کی آواز اور ہو۔ تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

(صراطِ مستقیم مصنف مولوی اسلمیل دہلوی اردو ترجمہ ص ۱۳۱) اور یہی عبارت مولوی عبدالعزیز صاحب
مہتمم مدرسہ نصرت العلوم نے تحفہ اربعہ میں کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کی ہے اور
اس طرح لکھا ہے۔ تو اگر نفس کامل بنو اشرف الموجدات ہے اور مومنہ حضرت فاطمہ
ہے۔ اور فارسی کتاب میں بھی اسی طرح ہے۔ نفس کامل کا کلمہ کا اشرف موجودات وغیرہ
حضرت ذات است۔ اب سوال یہ ہے کہ نفس کامل بڑا مخلوق سی تو ہو گا نہ نفوسیت
الایمان کے حکم سے چار سے زیادہ ذلیل ہو گا تو نفوس ذات الہی کو چار سے زیادہ ذلیل
لکھ دیا۔ اور خداوند عالم کی بھی تو ہیں کروی معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چار سے
زیادہ ذلیل ہے۔ البیگانہ سی اور ذلیل باقوں پر بھی نفرت نہ کی جائے۔ اور مصنف
تقویت الایمان کی حمایت میں اوراق سیاہ کرنے سے گریز نہ کیا جائے؛ یہ کہوں سہا
ہے۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی اسلمیل
صاحب ہی ہیں۔ ایک میں کچھ لکھا اور دوسری میں کچھ اور ہی لکھ دیا۔ جیسا کہ اوپر
تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ اب صرف ایک سوال مرو گیا۔ آپ کے تشبیہ لاکوٹ
کے دو حکم جو آباد ہیں۔ ایک میں نوا دلوائے کرام کا شان ظاہر کیا گیا ہے۔ دوسرے
حکم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہر قسم کی چھوٹی بڑی مخلوق کو جو ہرے چاروں اور جو بڑا
گیا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور دوسرے
اکابرین علماء دیوبند کس حکم میں داخل ہیں؟ اس کا جواب تو شاید نصرت العلوم کے
مشیخ الحدیث محمد سرور زخاں صاحب ہی دے سکیں۔

کفریہ عبارت نمبر

ناظرین کرام۔ تقویت الایمان کی ایک کفریہ عبارت نقل کرنا چاہوں۔ ملاحظہ فرمائیے
مولوی اسلمیل صاحب دہلوی صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں۔

”اور میں کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا نمونہ نہیں۔“

علماء اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ ملک و اختیار بالاسنتقال تو خاصہ خداوندی
ہے اور ملک و اختیار ذاتی کسی فرد مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
اور انبیا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ایک عام انسانوں کے لئے دلائل شرعیہ
سے ثابت ہے۔ اور یہ ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے
میں کوئی جنس و خواص میں تامل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ کوئی سمجھ راوی اس کا انکار
کرے جیسو صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے
ایک نمونہ نہیں۔ شان اقدس میں صریح تو ہیں ہے۔ اور ان تمام نعوص شرعیہ
اور اولیٰ علیہ کے قطعاً خلاف ہے۔

اور یہ جو تقویت الایمان کے صفحہ ۶۴ پر مولوی اسلمیل صاحب نے لکھ دیا کہ
وہ کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی عظمت شان رسالت کے منافی ہے
اور تمام نبوت کی توہین اور تنقیص ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات
و اعظم ائمہ ہیں۔ اور ان کی مشیت مشیت انبوی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا
معاذ اللہ مشیت خداوندی کی ناکامی ہوگی یہی توہین نبوت اور کفر نفس ہے۔
و کلمات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لئے کفر ہے۔ کہ کلمات نبوت قطعاً صحت

الہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے

اللہ تعالیٰ نے قلب بدل دیا

قَدْ نَوَى تَغْيِبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَمَّا لَمْ يَنْبُذْ قَبْلَهُ فَرَضَ تَرْجَمَ - ہم دیکھ رہے ہیں۔ بار بار تمہارا آسمان کی طرف نہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ تَوَلَّى وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ تقدیر الہیائی کے اس قول کو قرآن شریف نے رد کر دیا جس میں مولوی اسماعیل نے لکھا کہ چاہئے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ لہذا قرآن شریف کے حکم سے شہید بالا کوٹ کا یہ قول مردود ہو کر رہ گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان اور اختیار بھی اسی آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب علیہ السلام کے چاہنے سے قبلہ کو بدل دیا۔ تو اگر کوئی اس سے بڑی چیز ہوگی جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمانوں کے لئے قبلہ ہی کو بدل دیا۔ سبحان اللہ۔

کیوں بوجھتا ہے مجھ سے کس جہاں سے کبھی

امر و نہی وہ پھیریں اور پھر میرا سب کبھی

خود مولوی اسماعیل صاحب بھی مولانا علی کا شان بیان کر چکے تھے

اب ایک حوالہ مولوی اسماعیل صاحب کی دوسری کتاب مراد مستقیم سے نقل

کرتا ہوں۔ غلط فہم رہا ہے اور غور کیجئے۔

اور حضرت رفعتی رضی اللہ عنہ کے لئے مشفقین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ
ذہانت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور
ذہانت و لاینت بلکہ قطیعت اور غور ثبوت اور ابد الہیت اور انہی جیسے باقی عبادت
آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی رسالت سے ہونا ہے
اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ وصل ہے۔ جو
عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر بخشتی نہیں۔ (مراد مراد مستقیم ص ۱۳۱)

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے یہ ہیں دیوبندی حضرت کے امام مولوی اسماعیل
صاحب شہید بالا کوٹ۔ یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ شیر نواز رضی اللہ عنہ کا یہ شان
ہا کہ جو آپ نے غلط فرمایا۔ اور تقویریہ ایمان کتاب میں صاف صاف الفاظ
ہیں لکھ دیا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے خالق نہیں۔ اب دیوبندی
صحابہ ہوش و حواس کو قائم کر کے بتائیں کہ ان دونوں عبارتوں میں سے کون
کی جہانت صحیح ہے؟ اور کون سی عبارت بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ اور حضرت
اس کا بول کا مولوی اسماعیل دیوبلی شہید بالا کوٹ۔ وہابی دیوبندی حضرات کا
م یہ ہے۔ ایک کتاب میں لکھا اور دوسری کتاب میں لکھا اور وہی لکھ دیا۔ اور
ت۔ کہ کسی ایک عبارت کو بھی صحیح کہا جاسکتا ہے۔ دونوں عبارتیں کیسے
نہ ہو سکتی ہیں؟ شاید یہ دوسری عبارت نجدی کی کتاب التوحید کے نشر میں
ہوش ہو کر لکھ دی گئی ہو۔ اور غلطی کی کمزوری کی وجہ سے یاد نہ رہا ہو کہ
ذہانت پر کیا اور شاد فرما چکے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۰۔ ناظرین کرام۔ اب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت

کی کتاب جمال الاولیاء سے چند حوالے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے۔ میں آپ کے سلام کے لئے آیا۔ فرمایا۔ مر سیبا! اسے بھائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹھی کی میں دیکھتے ہے۔ فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا۔ میں نے پانی پیا۔ او سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو میرے پاس روزہ افطار کرنا۔ میں نے اسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں۔ پھر حضرت عثمان اسی روز شہید کر دیئے گئے۔ (جمال الاولیاء، مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب مدنی) تاہم یہی کلام۔ غور فرمائیے اور خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیے۔ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ یہ ہے اختیار محبوب خدا کا۔ اب مولوی عقیل دہلوی کا یہ کہنا کہ جس کا امام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ یہ قول مردود ہو گیا۔ کیونکہ انہیں کسے اس قول کو حدیث شریف سے رو کر دیا گیا ہے۔ جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ اب ولونیدی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنا دیا ہے۔ تب ہی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حبیب خدا کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہی مولوی اشرف علی صاحب اس کی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیڑی ہی میں دیکھا ہے خواب میں نہیں ہے۔

اب اسی کتاب سے ایک حوالہ نقل کرتا ہوں تاکہ مولانا شیخ محمد رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ظاہر ہو جائے۔
 حوالہ نمبر ۲۔ مولوی اشرف علی تاقوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے چوری کی۔ یہ ایک حبشی غلام تھا۔ اس کو حضرت علیؑ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا تم نے چوری کی ہے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ جی ہاں۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اس سے سلامتی رکھی اور ابن الکوا لمی۔ تو ابن الکوا نے اس سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین سرور مسلمین داماد رسول شہر نبول رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹا ہے۔ تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں مالا کہ آپ نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے۔ اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمانؓ نے یہ سنا تو حضرت علیؑ سے عرض کر دیا تو آپ نے اس حبشی کو بلایا۔ تو اس کا ہاتھ اس کے پہنچے پر رکھ کر وہاں سے ڈھانپ دیا۔ اور دعائیں فرمائیں۔ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو۔ ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھی تو اس کا ہاتھ غن تقانی کے فضل سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا (جمال الاولیاء)
 حوالہ نمبر ۳۔ اب اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو آواز دے لیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں کچن چل رہی ہے۔

اور پاس کوئی نہیں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا: کہ اے ابوہریرہ تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن زمین میں پھرنے ہیں۔ وہ آسمان کی ادا کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ (جمال الادب، صفحہ ۶۹)

ناظرین کرام۔ اب مولوی اسماعیل کا یہ قول کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الاست کے قلم سے رو ہو گیا۔

دیوبندی علماء کے اختیارات

(دیوبندیوں کے قلم سے)

حوافز ناظرین کرام۔ اب درو دیوبندی علماء کا اختیار دیوبندی علماء کے قلم سے تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمد الحسن اپنے پیر بریلو احمد گنگوہی کے شان میں لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سببائی کو دیکھیں ذری ابن مریم (شریعہ محمد الحسن ص ۱۷)

کچھ سمجھئے آپ؟ محمود الحسن دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ میرے پیر اور مرشد سال کی شان یہ ہے کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ اور زندوں کو مرنے ہی نہیں دیا۔ لیکن اگر بات یہی ہے تو پھر شاید حضرت عزرائیل کو سمجھا بھی کر واپس کر دیتے ہوں گے۔ اور عزرائیل بھتور رب العالمین یہ عرض کر دیتے ہوں گے کہ اہی روح قبض کر لے گیا تھا مگر کر دیا۔ دیوبندیوں کے قطب الایمان

نے زندوں کو مرنے نہیں دیا۔ پھر دیوبندی حضرات یہ بھی بتائیں کہ زندہ کرنا اور مرنے نہ دینا۔ یہ خاص اللہ عزوجل کی صفت ہے انہیں؟ اگر ہے تو کیا آپ کی تلوار شریک کا وار آپ کے مولوی محمد دیوبندی ہر بھی ہو سکتا ہے؟ انہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ پھر قارئین اس پر بھی غور فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے ان کو تو یہ اختیار حاصل ہیں۔ لیکن وہ ہنسی مقدس جس کا نام نامی اکرم گرامی سید سلیمان خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اللہ اکبر حضور سید عالم تو کسی چیز کے مختار نہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ زندوں کو مرنے نہ دیں اور مردوں کو زندہ کر دیں۔

شاہ جہاں نے خبر نہ مقام محمد عربی است

ذرا پھر مصرع ثانی ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

جس کا صاف و صریح مفہوم یہ ہے کہ اے ابن مریم اللہ علیہ السلام! آپ نے تو صرف مردوں کو زندہ کئے ہیں۔ مگر میرے قطب الارشاد کی شان تو تم سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔

ناظرین کرام۔ انصاف سے غور فرمائیں۔ اور پھر بتائیں کہ اس فقرہ میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد دیوبندی کو حضرت جیسے علیہ السلام سے افضل مانا یا نہیں؟ اب کیا فرماتے ہیں نصرت العلوم کے شیخ الحدیث مسند صاحب

کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرشد میں خدائی صفات مان کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کا مقابلہ کر کے کیا ہوئے؟ کیا اس غلو پاک کی بنا پر ان کے لئے بھی فتویٰ اترے؟ شرک و بدعت ہے یا مشترک و بدعت کے تمام فتاویٰ صرف غریب بریلویوں کے لئے ہی ریزرورک دیئے گئے ہیں۔ اب ایک اور اہل ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مولانا الیاس کاندھلوی نے ایک مرتبہ عالم جذب میں مولوی علی حسین ایم۔ اے کاندھلوی مرحوم سے خدان کے مکان پر فرمایا کہ میاں ظہیر لوگوں نے مولانا حسین احمد کو پچایا نہیں، خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر مضبوط ہے کہ اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انجیر نزل کو سندھوستان سے باہر نکالنا چاہیں تو نکال سکتے ہیں، لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ (رسالہ اعلام الدین لاہور مولوی احمد علی صاحب مدظلہ)

تاثرین کرام۔ دیکھ لیا آپ نے علمائے دیوبند کا اختیار خاص طور پر مولوی حسین احمد کا لکھنؤ کا ذکر کیا تو تعریف ہے کہ ان کی روحانی طاقت اعتدال پر مبنی تھی۔ کہ اگر وہ چاہتے تو انجیر نزل کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی ہندوستان سے باہر نکال سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو منع کر دیا گیا۔ پھر آپ کی آنکھوں کے ہی سامنے لاکھوں آدمیوں کا خون بہا دیا۔ اور ہزاروں مستورات کی عصمت خراب ہوئی، غریبہ ظلم و ستم کی حد ہو گئی، لیکن کسی وقت بھی آپ نے اپنی روحانیت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

مولوی سہیل صاحب کے پیر سید احمد کاشان

تاثرین کرام۔ اب میں ایک حوالہ دیوبندیوں کے امام الاعلیٰ مولوی سہیل صاحب دہلوی کی کتاب صراطِ مستقیم سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی سہیل صاحب اپنے مرشد سید احمد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت بزرگ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ دہلی میں ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرمانا تھا کہ میں اپنا مرید کروں گا۔ ایک ماہ تک ہر ایک میں تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کو اس بات پر صلحت ہوئی کہ ہم دونوں سید صاحب کو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں۔ اصل عبارت اس طرح ہے جو صراطِ مستقیم میں ص ۲۵۲ پر لکھی گئی ہے۔ جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی روح آپ کے متوجہ رہاں ہوگی، اور قریباً صد ایک ماہ تک آپ کے من میں ہر دو روح مقدس کے ذہن فی الجملہ تنازعہ ہوا کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کو قضا کرتا تھا کہ آپ کو تنہا اپنی طرف جذب کرے، تاکہ تنازعہ کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقعہ ہونے کے بعد ایک وہ ہر دو مقدس رو میں آپ پر علوہ گر ہو جائیں اور تنہا ایک پہرے کے عین تک وہ دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر توجہ قوی اور ہرزادہ اثر ڈالتے رہے۔ پس اٹھی ایک پہر میں ہر دو طرفہ نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔ (صراطِ مستقیم، ردِ مضت مولوی سہیل دہلی ص ۲۵۲)

تاثرین کرام توجہ فرمائیے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت تشریف ملی ہیں اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت تشریف ملی ہیں

کس طرح خبر ہوگی کیا جی بھی گئی ڈاک میں یا کوئی نازی بھی گئی؟ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسماعیل صاحب دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے؟ یہ بھی نہیں تو پھر کوئی معلوم ہوگا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ چلو ان کو مرہن بناؤ۔ اور پھر یہ وہ بات کیا تھی کہ دونوں بزرگ ان کو مرہن بنانے کے لئے ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھ رہے اور تنازعہ ہی با انہی کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں۔ اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہچان نسبت عطا فرماتے رہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں یہاں تو مولوی صاحب نے اپنے پیر سید احمد صاحب کا شان بتانے کے لئے کس قدر اپنے قلم کو زور دیا ہے۔ اور ساتھ ہی پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریادیں کے ہیں۔ اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں۔ تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں میں جزیلا اور انسانوں کے فریادیں ہیں۔ یہاں تو مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے ادبیار کو ام کا شان ظاہر فرمایا۔ لیکن کتاب تقویت الایمان میں اسی مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے لکھا کہ جس کا نام محمد باعلی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا عقیدہ ہے شہید بالاکوٹ کا۔ اپنے پیر کا یہ شان کرانتے ہوئے شان والے دو بزرگ سید صاحب کو مرہن بنانے کے لئے پورے ایک ماہ تک جھگڑ رہے۔ اللہ اکبر اور جن کے لئے دونوں جہان بنائے گئے اور جو ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور وہ مختار کل بھی ہوں وہ کسی چیز کے مالک

مقتار نہیں۔ یہ ہیں جناب شہید بالاکوٹ دہلی میں اور دہلیوں کے امام۔

کفریہ عبارت نمبر ۷

ناظرین کرام۔ اب صراط مستقیم کتاب کی ایک کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
 زنا کے دوسو سے اپنی بیوی کی محاممت کا خیال بہتر ہے۔ اور بیٹے یا اسی
 بیٹے اور نرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی محنت کو لگا دینا
 اپنے جیل اور گھسے کی محنت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ ابراہیم مستقیم
 اور۔ وہ صغیر و بزرگ امیں و بزرگ صلت ہے۔

معاذ اللہ۔ شہید بالاکوٹ۔ دہلی میں کے امام لکھتے ہیں کہ نماز میں رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال بآل و بال دین کا خیال اگر گھسے کہ نصرت میں غرق ہو جانے
 سے بدرجہا بہتر ہے۔ + حصول ولا قوتہ الا باللہ۔

یہ مولوی اسمیں نے صراط مستقیم میں ایسی کفریہ عبارت لکھی ہے جس
 سے مومن کاروان رواں کا نہپ جاتا ہے۔ ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے
 لفظ اخراج کئے کہ طرح طرح سے نہیں ہٹائیں حضور پرورد کی طرف خیال لیجانے
 کو اس ناک کے لئے گدھے اور بیل کے خیال میں قوب جانے سے بہتر بنایا ہے اسکی
 دھجیا کر خیال کیسے نہ لایکے تشدد میں تو حضور پرورد پر عرض سلام کی تعلیم ہے۔ اور تشدد
 نہایت میں واجب ہے تو حضور پر سلام کرنے سے نماز کی شکل ہوتی ہے اور عبادت
 اپنے کمال کو پہنچتی ہے عظمت مصطفیٰ کے تو دشمن ہے نہ کوئی انکی حاجتی حضرت نازی کی

ناظر پر کلام۔ اب ذرا مختلف عبارت اکابر جناب مقدمہ صاحب ارشاد
ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کفر پر اور گندی عبارت کو نقل کرنے کے بعد بشمار اولاف مسیہ
کر دیجئے ہیں تاکہ کسی طرح اس کفر پر ملوث عبارت کو اسلامی ثابت کیا جاسکے۔
اس عبارت کو درست کرنے کے لئے گنگھڑوی صاحب نے بہت باغ و پادوں مائے
ہیں لیکن اس مقدمہ میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صرف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی
الحاج احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اور ان کی
عبارتوں کا وہی جھڈا نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اس کفر پر اور ہڈا یک ملوث عبارت
پر غر وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن وہ دلائل جو کہ اس کفر پر عبارت کے درہا اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی علی المرتضیٰ نے تحریر فرمائے ہیں گنگھڑوی صاحب نے ان کو نقل نہیں
کیا اور نہ ہی ان کا کوئی جواب دے سکے۔

ناظر پر کلام۔ میں اب وہ دلائل نقل کرتا ہوں جو اس کفر پر عبارت کے رد میں
اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب "الگوکب الشہابیہ" میں تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔
اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب
شرک کر دہ جب آئے کا عظمت کے ساتھ آئے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت
رب عرش کریم میں نماز ہے ان کے خیال کا عظمت و جلالت کے نقص ہے۔ اس سے
کہو اپنے شریکوں کو جمع کرے۔ اور تہہ واسے عیش کے ہاک سے لڑائی لے کر
تو لے کیوں ایسی شریعت بھیج جس نے نماز کی سرور و رکعت پر التبیات واجب کی
اولس میں اسلام علیک یا نبی وجہ اللہ وبرکاتہ ان شہداء محمد عبدہ و رسول پر پڑھنا
عرض کرنا لازم کیا۔ آگے فرمائے ہیں۔ مسلمانوں کی ان کے پڑھنے کے حکم محمد رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا۔ بے شک ہوا۔ اور
واقعی ان کا خیال مسلمانوں کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلالت ہی کے
ساتھ آئے گا۔ کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم میں بالمتنی الاخص ہے
اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و کرام ہی ہے۔ تو یہاں نہ صرف ان کے خیال
بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تعظیم کا حکم صریح ہے وَلَیْسَ الْمُتَّقِیْنَ لَکَ لَعْنَتُونَ
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا
سنن نہیں؟ اور حضرت امام شافعی و امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو فرض
ہے۔ پھر درود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعظیم تعظیم نہیں تو کیا
ہے۔ درود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کا عظمت و جلالت سے
انفکاک کیونکر ممکن۔ مسلمانوں پر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام و
فرید واجب اور ان غیر منفذ و بایوں کے یہاں سب پر فرض ہے۔ ان سے
کہو اس میں سے حیوٰط الذین اٰخضعت علیہم لکال وائیں۔ یعنی راہ ان کی جن
پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں۔ ہاں قرآن سے تو پھر وہ کون ہیں۔
اُولَئِکَ الذِّیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ مِنْ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُجْتَبِیْنَ وَالتَّحَدِّثِ وَالْمُحْسِنِیْنَ
ترجمہ۔ جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ
ہیں جب حیوٰط الذین اٰخضعت علیہم پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائیگی۔ تو ضرور
عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا۔ اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے۔ تو ظہر
ہیں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ صرف غَیْرِ الْمُتَّقِیْنَ عَلَیْہِمْ
وَالْمُحْسِنِیْنَ رکھیں گے انبیاء و صدیقین کی نگہ نمازی ہو و وصاری یا دگاری ہے

بلکہ اھدۃ الصلوٰۃ المستقیم بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال بنی کبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروا لئے گئے ہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل ربیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دلائل کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے ان کے پاس ان لاجواب دلائل کے جواب ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ اور سنیئے اعلیٰ حضرت آگے کیا فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں میں فقط ائمہ کو کہنا ہوں نہیں شاید وہ ایک کے سوا قرآن مجید کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرتا اس وہابی شرک سے بچنے کا۔ جن سورتوں میں حضور پورے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کے کرام یا دعا گاہ عظام یا صحابہ کبار یا سہابہ زہرا و انصار یا متقیین و عباد اللہ صالحین کی صریح تعریفیں ہیں۔ ان کا نہ کہنا ہی کیا ہے۔ یوں یہ وہ جی جن میں حضرات ائمہ علیہم السلام و الثنا کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور حب آگے کا عظمت ہی سے آگے کا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سوز میں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہونگی۔ اور کچھ نہ ہو تو کہ جسے کم حضور سے خطاب ہو گی۔ جیسے چاروں قبل تبعیت میں کھلا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرورت نچان جاسے گا۔ یہ بھی اسی اہتمام اللہ عزوجل کسی کی طرف سے لے رہا ہے۔ یہ سخت غضب الہی کسی کی جناب میں گستاخی کرنے پر لات رہا ہے۔ بلا لطف شریف میں اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحتہ ذکر نہیں تو کعبہ منظر کا ذکر ہے اور وہ کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف

اشافت فرمایا۔ اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا۔

دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے قلب میں

حاجی املاؤ اللہ صاحب کا چہرہ

عقاب صاحب نے فرمایا کہ ایک وفد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو شہر میں تھے اور تصور شیخ کا مسند در پیش تھا فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا فرما دیجئے۔ پھر فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا۔ فرما دیجئے۔ پھر فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا۔ فرمائیے تو فرمایا کہ تین سال کا ل حضرت املاؤ کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پورے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر اور عرض آیا۔ فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا ضرور فرمائیے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی۔ (ارواح ثلاثہ منقذہ)

ناظرین حضرات۔ غور فرمائیے مولوی اسماعیل صاحب توفرتے ہیں کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا آنا بھل اور گور سے کے خیال سے بھی کئی درجے بڑھتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ تین سال کا ل حاجی املاؤ اللہ صاحب کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ اور گنگوہی صاحب کے یہ درمیان میں حاجی صاحب۔ اگر مولوی اسماعیل صاحب کا منہ تو درست ہے۔ تو پھر گنگوہی صاحب کی یہ تین سال کی مانیوں برباد ہو گئیں یا نہ؟ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کئی سال گنگوہی صاحب کے قلب میں رہے۔ تو اس عہد میں گنگوہی صاحب کی نمازوں کا کیا حشر ہوا ہوگا۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے بیوی صاحبہ کے خیال میں سرے سے نماز ہی توڑ دی -

ایک حوالہ اور سنئے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی ایک نماز کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کونٹے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی اور فرمایا کہ ہمارے ہاں نمازین حضرات غور فرمائیں۔ دیوبندی حضرات کے بڑے امام اور مولوی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تو اپنی بیوی صاحبہ کا خیال آستے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دیں۔ توان کے نہ نقوس میں کوئی فرق آئے اور نہ ہی ان کا حضور قلب خراب ہو۔ اور نہ ہی ان پر کوئی دیوبندی طعن کرے اور نہ ہی کوئی فتویٰ لگائے اور اگر کوئی عاشق مصطفیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے حضور علیہ السلام کو السلام عیدیک ایما للہی عرض کرے تو دیوبندی اس پر فخر کر کے فتوے لگائیں۔ اور اس محبوب و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی خیال مبارک کو ذیل اور گھرے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر بنائیں۔ یہ کونسا ایمان ہے؟ اور کیسا اسلام ہے؟

ناظرین جھڑت۔ اب میں بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ "ابن سیرین مثنیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں ایک دن نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب

فرمایا۔ میں نماز سے نماز ہو کر حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچو و بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۶

کفریہ عبارت نمبر ۶

ناظرین کلام۔ دیوبندیوں کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ "دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو نہ جانتے تھے۔"

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحانہ اس سے زہد اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا (مراۃ بین علیہ صفحہ ۱۱۲) مولانا طہرین کلام۔ ان دیوبندیوں کی جرات مندی ملاحظہ کیجئے کہ اپنا اور اپنے مدرسہ کا نشان بیان کرنے کے لئے باجدار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر جیسے با کثرت اقدام کیا۔ کہ فخر و باطلہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان سیکھنے میں ان مندرستہ ثانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذ اللہ یہ زبان پہلے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ منفقہ فیصلہ ہے کہ جو کلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ وَجَاءَكَ الْبَلَاءُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اَوْ
تَدْبِيرًا۔ تو حضور علیہ السلام کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا
عالم کا بل بنا کر بھیجا۔

مولوی فیصل احمد صاحب اس خواب کو بیان کرنے کے بعد جو تعبیر لے رہے ہیں۔
کہ سبحان اللہ اس سے مزید اس مدرسہ کا معلوم ہو گیا۔ گویا یہ نبی با جا رہا ہے
کہ دیکھ لو۔ مدرسہ دیوبند کی عظمت کو یہ عالم ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم جو سلم کا ثناء ہیں۔ وہ بھی اردو میں علماء دیوبند کے شاگرد ہیں۔ معاذ اللہ
تم معاذ اللہ اگر شاگرد کا لفظ نہ جی استعمال کیا جائے تو پھر بھی یہ تو اس تعبیر کا
قطعی مفہوم ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے علماء سے
معاملہ کی وجہ سے زبان اردو آگئی۔ اس سے پہلے آپ اردو نہیں جانتے تھے
معاذ اللہ۔ جب بے خبر مقام محمد علی است۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے مدرسہ دیوبند سے پہلے صد سال کی سی اردو زبان میں کلام نہ
فرمایا تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزار ہا ہرنگان دین موجود تھے۔

اے کاش عمار دیوبند کبھی مقام نبوت کی عظمت و برتری کا صحیح اندازہ کر کے
اپنی نگاہ و توجہ پر آمیز عبادت پر سنجیدگی سے غور کرنے اور سوچنے کو کیا نہی کی یہ
شایان شان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے عیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو زبان سے واقف تھے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف
صاف اعلان فرما رہا ہے۔ وَجَاءَكَ الْبَلَاءُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اَوْ تَدْبِيرًا۔ وَجَاءَكَ الْبَلَاءُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اَوْ تَدْبِيرًا
ترجمہ۔ اور سکھا دیا آپ کو اسے محبوب جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ

و فضل عظیم آپ پر ہے۔ تاہم یہ کلام با غور فرمیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرمایا ہے
کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم نے سکھا دیا ہے یعنی زبانہ نامی ہیں۔
کیونکہ مہ عام ہے۔ لہذا ہر شے کو حاوی ہے جس چیز کے متعلق کہا جائے
کہ اس کا علم حضور کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ اے محبوب وہی چیز آپ کو
سکھا دی۔ اگر کوئی دیوبندی سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ
دیوبند قائم ہونے سے پہلے اردو زبان نہیں آتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ تو فرمایا ہے
کہ ہم نے آپ کو اردو کلام بھی سکھا دیا تھا۔

وہ سو باتیں تو معراج منامی۔ وہ جاہلین تو اسے پہکڑی
حالا کہ دیوبندی حضرات اگر غور و فکر سے کام لیتے تو یہ حقیقت واضح ہوتی۔ کہ
مدرسہ و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو زبان میں گفتگو فرمانا خواب دیکھنے والے
کی عربی زبان سے جہل و لاعلمی کی دلیل ہے۔ اس لئے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اردو میں ارشاد فرمایا۔ اور خواب دیکھنے والے کی اردو کا یہ عالم ہے
کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ انہی خبریں ہی کلام مذکور ہے۔ یا موش۔ اور خواب
دیکھنے والے کی جہالت اور بے ادبی بھی ملاحظہ کیجئے کہ مسلم کائنات رحمتہ اللعالمین
جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرے کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے
آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ چہ بے خبر مقام محمد علی است۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہرا عالمی میں امت کے
اعمال صبح و شام ہر زبان میں پیش کئے جاتے ہیں
مصنف عبارت اکابر نے مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی پیدائش ۱۲۴۸ھ

میں کبھی ہے اور مولوی صاحب نے مدرسہ دیوبند ۱۲۸۵ھ میں قائم کیا ہے تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال ہو گی۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدرسہ قائم ہونے سے پہلے آپ اپنے شاگردوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور آپ اور آپ کے استادوں کی زبان بھی اردو تھی۔ اور قرآن شریف کا ترجمہ بھی اردو زبان میں لکھا جاتا تھا۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب نے کافی کتابیں اردو کی اپنے استادوں کا بھی پڑھی ہوں گی۔ اور مولوی سلیمان علی کی کتاب تقوین الایمان بھی مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے بہت پہلے لکھی جا چکی تھی۔ اور اسی کتاب کے متعلق ہندوستان میں شور بھی برپا ہوا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئی تھیں۔ اور جامع مسجد ملی میں متعدد مناظرے بھی ہوئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ جس کے لئے میں آپ کے حکیم الامت کی کتاب "نشر الطلیب سے سوال نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ابن ابی بکر نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دانا یا نبی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (نشر الطلیب ص ۵۵)

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے وہ کلام جو امت کے افراد آپس میں کرتے تھے یا شاگرد اپنے استاد سے سوالیہ جواب پڑھنے پڑھانے میں کیا کرتے تھے۔ وہ کس زبان میں بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے؟ اگر یہ کہو کہ فرشتے اردو زبان کا ترجمہ عربی میں کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے تو پھر فرشتوں کا

علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوا۔ معاذ اللہ۔ فرشتے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہایت بڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر زبان ملتے ہیں کیونکہ امت کے اعمال سر زبان میں سرور و شمع و بارگاہ رسالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تقوین الایمان کی کفریہ عبارتیں بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں من و عن پیش کی جاتی ہیں جو خاص سلیس اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔ نہایت بڑا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب حقوق الہی کی زبان کو جانتے ہیں۔

کیونکہ سر زبان میں بارگاہ عالی میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بھی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ تو جہانگیر بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم یغور زلف اپنی انگی مبارک دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر دیا ہے۔ تو جہانگیر نے آپ کی ربانی حکم صادر کر دیا۔ تو اس واقعہ سے خاص طور پر حیر ہو گیا۔ کہ آپ کا یہ حکم اردو زبان میں تھا کیونکہ جہانگیر عربی کا عالم نہ تھا۔ اب سنیہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کیا فرما رہے ہیں۔ نشر الطلیب ص ۲۸ پر آپ لکھتے ہیں۔ اور آپ جن دانش اور قیام ملاقا کی طرف مبذول ہوئے۔ اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام زبانیں۔

کیوں جناب۔ اب بھی نسلی موٹی یا جنس ادب تو آپ کے شیعہ الامت نے اپنی کتاب نشر الطلیب میں وضاحت فرمادی ہے کہ میں کہتا ہوں کہ تمام زبانیں (جانتے تھے) مولانا محمد صاحب مناظر اسلام۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دلائل کو تو

آپ نے نرالی لپکھ کر کہے ادنیٰ اور جہالت کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کی تین آیتیں ثبوت کے طور پر تحریر فرمایا چکے ہیں اور جو آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھ کر بھیجا گیا۔ بالکل مردود ہے۔ یہی تو آپ کی بے ادبی اور گستاخی کا یہ ثبوت ہے لیکن اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر کوئی فتویٰ لگائیں۔ وہ بھی فوٹکھ چکے ہیں کہ تمام زبانوں کے عالم تھے۔ مولوی محمد رفیع پر کیوں برس ہے جو گھر کی خبر لیں۔ آپ کے گھر کیا فرما رہے ہیں۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

"شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے"

(معاذ اللہ)

اصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نعوس قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کہ جس سے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نعوس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵ مصنف مولانا عبدالحق بنوری رحمہ اللہ ج ۱ ص ۵۵)

اعلیٰ علیین میں روح مبارکہ علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

ناظرین کرام بخور فرمائیے۔ مولوی فضل احمد صاحب دیوبند کی حضرت کے بزرگ یہ گویا نشانیاں فرماتے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم نص کی وجہ سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نعوس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت بازادی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لئے شیطان بعین کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ یا برابر نہائے گا۔ تو وہ مشرک ہوگا۔ معاذ اللہ۔

اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف پر نہایت ہی بہتان اڑھاتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نعوس قطعیہ کے خلاف کتنا بھی قرآن و حدیث پر فخر اڑھایم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نصی ہوئی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نعوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔ اہل سنت کا مسلک ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی کمی ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے مولوی فیصل احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا شرک ہے لیکن سوال
یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ شرک ہے تو شیطان کے
لئے روئے زمین کا علم ثابت کرنا ایمان کیسے ہو گیا؟ کیونکہ شرک میں تفریق
نہیں ہو سکتی جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگا۔ وہ خدا تعالیٰ
کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہوگا۔

تمام دیوبندی اکابرین علماء کا فتویٰ کفر

دیکھئے مولوی فیصل احمد صاحب دیوبندی صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ شیطان
ملک الموت کو علم محیط زمین یعنی روئے زمین کا علم حاصل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو شیطان و ملکوت سے زیادہ تو کیا براہِ علم نہیں۔ (معاذ اللہ یہاں تو صاف
صاف لکھ رہا ہے۔ اب ذرا تمام اکابرین دیوبند علماء کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ اور ہمارا
یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے
اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جویں کہے کہ شیطان
ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ (المجند کاود معنی)

اور لطیف کی بات ایک یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے مصنف بھی مولوی فیصل احمد
صاحب دیوبندی ہی ہیں۔ گو یا اپنے اوپر فتویٰ کفر بھی آپ خود ہی لگا رہے ہیں
اور تمام اکابرین علماء دیوبند سے اپنے اوپر خود ہی فتویٰ کفر لے رہے ہیں۔ غور
فرمائیے۔ دونوں عبارتیں صاف صاف اردو میں لکھی جا چکی ہیں۔ نشان رسالت
میں بے ادب لکھنے والے شخص کو یوں ہی براہِ ہمت ہے۔

مولوی حسین احمد صاحب کا حوالہ

اپنے اکابر کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مولوی حسین احمد صاحب نے
شہابِ ثاقب کے صفحہ نمبر ۱۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے
متنِ وقتا و ذی میں یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ جو شخص ایسے لوگوں کو رسول مقبول علیہ
السلام سے اعظم اور اوسع علم رکھتا ہے وہ کافر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب
مولوی فیصل احمد صاحب ایسا لیا لکھ چکے ہیں۔ تو پھر یہ کس نے لکھا؟ کہ شیطان
ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فقہ عالم کی وسعت علم کی کوئی
نقص قطعی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے اکابر مولوی فیصل احمد ہی نے لکھا ہے۔ آپ
اس سے انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو صاف عیسیٰ اردو کی عبارت ہے۔ کوئی
لاطینی یا عبرانی نہیں ہے جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ اور بالکل واضح
لفظوں میں یہ بھی لکھ چکا۔ کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز نہ ثابت
نہیں ہوتا۔ کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ
بہرہ منال تاہم یہ کلام سے یہ گزارش کرنی ہے کہ وہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنے
کے لئے صرف انہی امور پر غور کریں اور فیصلہ کریں۔ کہ کوئی مسلمان حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ سکتا ہے۔ اور پھر ایسا لکھ کر وہ مسلمان بھی رہ سکتا
ہے؟ اور یہ کہ مولوی فیصل احمد دیوبندی نے ایسا لکھ کر حضور کی شدید توبیخ کی ہے
یا نہیں؟

بتائیے اس فتویٰ کفر میں کون کون صاحب کتے ہیں؟

اب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ کہ جو شخص ایسے لوگوں کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل دارالرحمہ کے وہ کافر ہے۔ اور خلیل احمد صاحب قوصا عبارت میں لکھ چکے ہیں جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور اس عبارت سے خاص طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب شیطان لعین کا علم حضور کے علم سے زیادہ تباہ ہے۔ اور پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اس کی تصدیق بھی فرما رہے ہیں کیونکہ اس کی کتاب پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب کے فتنے کفر کی زد میں کون کون صاحب آسکتے ہیں۔ ۹۔

کفریہ عبارت نمبر ۸

ناظرین کرام! اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کفریہ عبارت دیکھ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب کے متعلق کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زبرد و عمر بلکہ ہر جی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کے لئے بھی حاصل ہے نمود بائند۔ (حفظ الایمان معزز مولوی اشرف علی صاحب تالوی دیوبند ص ۷) اس عبارت کا صاف و صریح واضح مطلب یہ ہوا کہ بعض علم غیب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا

علم غیب تو زبرد و عمر کو بھی بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر جانور اور ہر ایک چوہے کو بھی حاصل ہے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے اپنے ان کلمات میں ہندو مغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر خاص و عام بلکہ ہر ایک بچے کو ہر ایک پاگل بلکہ ہر ایک جانور اور ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دے کر شدید ترین توہین کی ہے۔

قاریین کرام غور فرمائیے یہ عبارت سلیس اردو کی ہے اور ہر اردو سمجھنے والا بے تکلف اس سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل غیب اور بعض غیب۔ کل غیب کیلئے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کل غیب نہ رہا بلکہ بعض غیب ادیری ہی کچھ عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت بھی ہے (جیسا کہ خود انہوں نے حنفی الایمان کے ص ۷ پر تصریح کی ہے) اب اس بعض علم غیب کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب ہر جی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کو حاصل ہے۔ ناظرین کرام! ایمان و ایمان کے ساتھ غور کیجئے کہ مولوی اشرف علی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں حضور کے علم شریف کو جانوروں پاگلوں کے برابر کرنا ایسا نقیض علیہ السلام کی توہین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ لیکن دیوبندی علماء کا حال یہ ہے کہ اس کفری عبارت کی کیکیت تاویل میں کرتے ہیں۔ اور اس پر لبثہ ہیں کہ یہ عبارت بالکل حق و ثابت

ہے۔ حالانکہ معاملہ کسی ایرے غیر کے کا نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اگر کوئی بات سہواً بھیجی نکل جائے۔ تو کفر ہے۔ اور توبہ کرنا واجب ہے یہ حال یہ عبارت ایسی ہے کہ جس کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی، اسی لئے علما نے اہلسنت نے اس عبارت کو کفر بہ قرار دیا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ یہی خدا ورہٹ و حرمی تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

فصرت العلوم کے مشیخ الحدیث جناب صفدر صاحب اسی ناپاک اور کفر پرچار کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لئے اس کے لفظ "ایسا" کے امیلا لشدت جلد و دم صحت سے تین معانی پیش کر کے لکھتے ہیں۔

لفظ "ایسا" سے اس تم کا یا استفادہ یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اس کے پیش نظر حضرت تھانوی صاحب کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے وارث ہے۔ اور انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرگز کوئی توبہ نہیں کی۔ (عبارات الکبر حصہ اول ص ۱۵۷)

ناظرین کرام! غور فرمائیں، مولوی منظور صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی کچھ بیان کیا تھا۔ اور امیرالافتا جلد دوم کا سوالہ دجریہ میں یمنی بیان کئے تھے۔ اور مولوی منظور صاحب نے کہا تھا کہ اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں، بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ مولوی منظور صاحب نے کہا کہ حفاظ الاما

عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے اگر اس عبارت میں ایسا کے معنی تشبیہ کے ہوتے۔ تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا۔ کہ اس میں واقعی حضور علیہ اودۃ والسلام کی شان میں توبہ نہیں ہے اور کفر ہے۔ بلکہ ایسا کے معنی اتنا اور اس کے ہیں۔ (مناظرہ بریلی ص ۱۵۷)

یہ ایک اسطر صنف عبارات کا بروجی لکھ رہے ہیں کہ یہاں ایسا کے معنی اتنا اس قدر کے ہیں جناب نگار صریح صاحب اگر ایسا کے معنی اتنا یا استفادہ کے ہیں کیا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ تو میں توبہ بھی باقی رہی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ زیادہ واضح اور روشن ہو گئی۔ اس صورت میں حفظ الامان کی عبارت کا یہاں یہ جوتا ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ ہے۔ ایسا یعنی اتنا اور استفادہ علم غیب تو نزدیک و دھرم بلکہ مرصی (بچے) کوں یا چاہے، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے! اب ایک ایمان اپنے ایمان والے دل سے فتویٰ لے کر اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کسی صریح توبہ نہیں ہو گئی۔ اس عبارت کا اب صاف مطلب یہ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے۔ جتنا بچوں۔ چانگلوں۔ لوروں۔ چار یوں کا ہے۔

ناظرین کرام! اب میں ایک حوالہ الشہاب ثانیہ مولوی حسین صاحب صدر دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی حسین احمد صاحب اتے ہیں۔ پھر اس سے بھی قطع نظر کریں۔ تو جواب یہ ملاحظہ کیجئے کہ حضرت عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر

لفظ آتنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یا خیال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۲۲-۱۲۳)

ناظرین کرام! اب آپ ذرا تکلیف فرما کر مصنف عبارات اکابر شایہ صدر صاحب سے دریافت فرمائیے کہ کتاب آپ تو کلمہ سب سے ہیں۔ کہ الیا کے معنی یہاں آتنا اور اس تفسیر کے ہیں۔ اور مولوی منظور صاحب بھی کہہ چکے ہیں بلکہ منظور تو یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں الیا کے معنی تشبیہ کے ہوتے تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تو ہیں ہے اور کفر ہے۔ اور آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صدر مدرس دیوبند آپ دونوں حضرات کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبارت میں الیا لفظ فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ آتنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یا خیال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔

گھنٹھری صاحب اپنے صدر صاحب کا بیان بڑھ لیا ہے۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ آپ تینوں حضرات میں سے کچھ کون ہے۔ اگر آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ تو صدر مدرس دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کو بھرمانا پڑے گا اور اگر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں تو آپ دونوں حضرات جھوٹے ہیں!

یہ خطاب جہالت کا آپ کو مل چکا ہے دیوبند کی جانب سے اس کو کبھی آپ بولی فرمائیں اور آئندہ فتاویٰ صاحب کی حمایت میں کبھی کوئی جسد کسی کتاب میں نہ لکھیں کیونکہ صدر مولوی کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ملنا کے اہستہ بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

اب آپ کو مولوی حسین احمد صاحب کا فتویٰ تو سرعالت میں مانا ہی پڑے گا۔ کیونکہ آپ کے اکابر و روحانی پیشوا بھی ہیں۔ ان کی تو روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی روحانی طاقت کے ذریعے انگریز کو ہندوستان سے نکال سکتے تھے۔ دحو عبارت کفر بہ نبیہم میں گزر چکا) شاید ان کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی ہم پر چڑھا ہو گا کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ آتنا اور اقدر کے نہیں جیسا کہ آپ دونوں حضرات فرما رہے ہیں۔ کہ اگر لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہو۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ آتنا اور اقدر کے معنی میں ہو تو تو ہیں نہیں ہے۔ اور آپ کے صدر صاحب فرما رہے ہیں کہ لفظ الیا کے معنی آتنا اور اقدر کے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ کیونکہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے گھنٹھری صاحب اب انصاف سے فیصلہ خود فرمائیں۔ کہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ یا آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں۔ دونوں میں سے ایک تو ضرور برمنڈر جھوٹا ہے۔

اس کے برعکس تصور کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے لیکن حضور کے سوا اور ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطے سے ہی نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور حضور کو بغیر کسی کے واسطے سے خود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔

ناظرین حضرات غور فرمائیے مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی گڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں کو تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز نہ مرتب کیا ہے نہ کسی کتاب سے خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ تراشیدہ معنی کا نام ختم ذاتی اور ذاتیت منہی رکھا ہے اور اپنی اس تحذیر ان کے منہ پر لکھتے ہیں شکیان شان محمدی ذاتیت مرتبی ہے۔ ترانی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنی مراد ہیں کہ حضور بذریعہ کسی دوسرے کی واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں لیکن خاتم النبیین کے یہی معنی کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہی معنی حضور کی شان کے لائق نہیں۔

اگر بالفرض آپ کے سامنے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا یا بدستور باقی رہتا ہے۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں۔

انتقام گریاں معنی تحذیر کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا۔ بارگزر شدہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں ہی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (معاذ اللہ) اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ تو یہ خرابی دہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور علیہ السلام سے پہلے تشریف لائے ہیں۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی دوسرے کی واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ مراد ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کسی کہیں اور نبی ہو تو پھر بھی حضور کے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔

اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتم محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس ص ۱ پر لکھتے ہیں۔ ذاتیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت یعنی جیسا اس تیمچدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے نہ تھا نہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی دعا و غارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا

موتو پھر بھی حاکمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (توضیح برائے اس مسئلہ)
 نانوتوی صاحب نے کذاب بیوں کیلئے نبوت کا دروازہ کھول دیا
 مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
 پچھلے نبی ہونے کی جو عفاۃ ضروریہ دینیہ میں ہے شدید تخریب و تکذیب کی ہے
 اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے مسنے گڑھے جن سے قیامت تک ہزاروں
 جدید بیوں پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ معاذ اللہ
 مولوی نانوتوی صاحب سے یہ کہہ کر ہر کذاب آدمی معاذ اللہ کہہ سکتا ہے
 کہ میں نبی و پیغمبر ہوں، لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالکل بعینہ اسی طرح اپنے نبی و رسول
 ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں
 کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے سے پہلے پیغمبر کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطے سے کوئی راستہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی
 نہیں پیدا ہوگا

حضور رب العالمین نے بھی آیت **لَا يَكُنْ دُونِي دُخَانٌ الْقَابِلِينَ** کا معنی
 یہی دیکھ لیا۔ (دُخَانٌ خَرَاب) تو خاتم النبیین کے معنی حضور ہی فرما رہے ہیں
 کہ لا نبی بعدی یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے بعد ہے اور میرے
 بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ معنی فرما کر ہی اپنی فضیلت بیان فرما رہے

ہیں۔ کہ پھر مجھے تاخر زمانی حاصل ہے۔ اس لئے میں نبییت مجھے دوسرے
 انبیاء پر فضیلت حاصل ہے گو تقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی و زمانی ہر طرح
 خاتم النبیین میں اور حضور علیہ السلام کی ختم نبوت ذاتی پر سیکڑوں دوسرے کلام
 بھی موجود ہیں۔ مگر اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی مراد ہیں۔ اس لئے ارشاد
 فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ نزلان باقی اسلام کا ہے۔ مگر باقی مدرسہ دیوبند
 حضور علیہ السلام کے اس فرمودہ میں کوعلام جہاں کا خیال تیار ہے اور اس آیت کو یہ
 سے ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم نبوت زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے
 نکالتا ہے تو نفوذ اللہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل فہم نہیں تھے۔
 استغفر اللہ۔ اور لا نبی بعدی کے لفظ سے حضور سے جوابی فضیلت بیان فرمائی۔ تو
 اس کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ خاتم النبیین صرف معنی ختم
 نبوت زمانی میں محدود ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور ایک لطف کی بات یہ
 بھی ہے کہ خزانہ نانوتوی صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ معنی جو
 اس نے کئے ہیں تیرہ سو سال میں کبھی کسی نے نہیں کئے۔ لکھتے ہیں۔ اگرچہ
 کم التفاتی ہوں کہ انہم اس حضور تک نہ پہنچا، تو ان کی شان میں کیا نقصان آ
 گیا۔ اور کسی ظلم نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سنے
 عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ یاد کہ کوہ کوہ نادان
 بنطرب و ہذا زخمیر ہے

نانا توئی صاحب کا اعتراف

ثبات ہوا کہ نانا توئی صاحب نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں ہو سچا یہ بات صرف میں نے کہی ہے یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی حق کا منکر صرف یہی مطلق نادان ہے۔ ناظرین کو رام غور فرمایں۔ یہ یوں بندہ ی علما ربانیت بات پر اپن مسند کو دعوت کے فتوے دینے والے اپنے گھر کی خبر کیوں نہیں لیتے؟ کہ ان کے اکابر نانا توئی صاحب جو فرما رہے ہیں یہ برکت سید نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں۔ کہ جو بات عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے نہ کی ہو۔ وہ نانا توئی صاحب کر گئے دکھادیں کیا یہ برکت نہیں؟ اور کیوں نہ نانا توئی صاحب ایسا کر سکے دکھلاتے جبکہ ان کا اسلام ہی برکت نام ہے چنانچہ وہ خود تخییر اناس کے صدمہ پر گھٹتے ہیں۔

”سوائس زمانہ کے علماء سے ہر سکے۔ تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے۔ دیشگیری فرما کر ورطہ ملک سے نجات دیں۔“

جناب صدر صاحب اسی کفر یہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے ہوئے لکھتے ہیں۔

”خان صاحب نے حضرت مولانا نانا توئی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے جو عبارت نقل کی ہے۔ اس کے آخری حصہ میں یہ مخطوط عبارت ہے۔ اب غور فرمائیے کہ خان صاحب نے کس طرح شبہہ بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ ایک فقرہ

تخییر اناس کے صدمہ کا لیا۔ اور دوسرا صدمہ ۲ کا اور تیسرا صدمہ ۲ کا اور اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر کہ ایک خاص ترتیب دی اور پھر اس سے زعم خوش ایک کفر یہ معنوں میں تیار کیا۔ اور پھر کفر یہ فتوے مرتب کر کے علماء کے حرمین اس کی تصدیق حاصل کی۔ اور عامۃ المسلمین کو یہ یاد کرانے کی سعی کی ہے کہ یہ عبارت اسی طرح مرتب اور موطوع ہے۔ (عبادت اکابر ص ۱۱۱)

عظیم گھڑی صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد وادارہ ہے۔ اس میں ذرا بھر صداقت نہیں۔ سفید بھوت ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی شبہہ بازی نہیں۔ بلکہ آپ کی جمل ساز کی کا بین خبرت ہے۔ یہ میزوں فقرے مستقل ہیں۔ ناظرین کو رام اب میں یہ میزوں فقرے تخییر اناس نانا توئی صاحب کی کتاب سے الگ الگ نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے کہ ہر ایک فقرہ علیہ علیہ اپنے معنی ظاہر کر رہا ہے یا نہیں؟ تاکہ آپ کو گھڑی صاحب کی چالاک کا بھی علم ہو جائے کہ کسی کی ہوشیاری سے اعلیٰ حضرت خان صاحب کو بدنام کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ تخییر اناس میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں نانا توئی صاحب صدمہ ۲ لکھتے ہیں۔

”بعد حمد و صلوات کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اولیٰ سنی ختم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ تم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا یا نہیں مبنی ہے کہ آپ کا زمانہ انہیں سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ گمراہی ہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر

نظام مدح میں دیکھیں رسول اللہ و خاتم النبیین فرمایا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک فقرہ ہے جو مستقل ہے اور اپنے مفہوم کو پورے طور پر صاف الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے۔ اسی لئے میں نے ساتھ ہی زائد عبارت کو نقل کر دیا ہے تاکہ اس فقرہ کا تمام یا ناقص ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ مولوی نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

”غرض اقسام اگر باہمی معنی تجویز کیا جائے۔ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا اجابہ گزشتہ سہ کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے لئے میں بھی کہیں اور یہی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا منظور باقی رہتا ہے۔ لیکن یہ فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے مفہوم کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ تیسرا فقرہ نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

”اے اگر تائید مبنی انصاف ذاتی کو متنبہت لیجئے مہیا کر اس بیچ پرانے عرض کیا ہے۔ تو پھر موصوفہ رسول اللہ وسلم اور کسی کو افراد مخصوصہ الخلق میں سے مائتہ نبویہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد ماری ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی معلوم ہی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی تائید محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ لیکن یہ فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے معنی کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے۔“

ناظرین کرام دیکھ لیا آپ نے۔ یہ تینوں فقرے علیحدہ علیحدہ صاف صاف اپنے مفہوم کو ظاہر کر رہے ہیں۔ لہذا گھڑی صاحب کا یہ قول مردود ہو کر

رہ گیا جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ان صاحب نے تین فقرے مختلف صفحات سے لیکر کٹ کر جمع کر کے پیرا کر لئے۔ دراصل یہ گھڑی صاحب کی شہید بازی کا مظاہرہ ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں یہ فقرہ جو نقل کیا گیا۔ اس میں نانوتوی صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ افراد مقدہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض

بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی تائید محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ جیسے اس فقرے کو گھڑی صاحب نے عبارات کا کر کے مٹا

پر لکھا ہے اب میں گھڑی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ

کے عقیدہ میں یہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آپ نے عبارات کا کر کے مٹا پر لکھا ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

کسی کو تہت شے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس میں ناہل کر لے وہ بھی کافر ہے۔ تو پھر یہ جملہ کہ افراد مقدہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔

ان افراد مقدہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان کا جواب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔ اس عبارت

سے صاف صاف یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعد اگر کسی کے بعد بھی اور یہی پیدا ہو سکتے ہیں

آپ ہی تو لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی تائید محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور گھڑوی صاحب لکھ رہے ہیں کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اس میں تاہل کرے وہ بھی کافر ہے بابت تو آپ کی باطل صحیح ہے پر سپہان کا یہ عقیدہ ہے لیکن نافوتی صاحب کی عبارت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ جو صاف صریح واضح الفاظ میں ختم نبوت زانی کا انکار کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر الفرض بعد زانی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اب جناب صفدر صاحب ذرا اچھی طرح سوچ کر اس بات کا جواب دیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نافوتی صاحب نے یہ کیوں لکھا؟ کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور آپ اس بات کا بھی جواب دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ آپ کے اکابر نافوتی صاحب لکھ چکے ہیں۔ تو پھر خاتمت محمدی میں کیوں فرق نہ آئے گا؟ علمائے اہل سنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر بعد زانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو۔ جیسا کہ نافوتی صاحب کا عقیدہ ہے۔ تو خاتمت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرمائیے ہیں کہ میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکا۔ نافوتی صاحب کا یہ عقیدہ کہ افراد متعدد رہیں آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

راسخے کے بعد وہ نبی بھی آئے وائے ہیں۔ جو تقدیر الہی میں لکھے ہوئے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ حضرت امام اعظم الامین رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھاؤں حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کر لے گا۔ وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کر لے گا۔ یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہوا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) ممکن الوقوع سمجھتا ہے حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما چکے۔ کاہنی بعدی۔ (انوار انبیا ص ۱۵۱) اب میں ایک حوالہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند کا نقل کرنا چاہوں۔

لاحظہ فرمائیے۔ مفتی صاحب تصریح کرتے ہیں۔ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر چمول ہے۔ اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہ یہی کفری تاویل یا تفسیر کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے (حوالہ تتم التوفیق فی آثارہ مطبوعہ دیوبند بحوالہ دیوبندری مذہب ص ۳۳)

مفتی محمد شفیع صاحب کی اس تصریح سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا کفری تاویل یا

تخصیص کے فرض ہے۔ اور ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اور سینے مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی ناظم تعلیمات دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"اب جیسے علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناظم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے کسی کو بھی منصب نبوت کا ماننا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے" (اشد الذباب ص ۵۸)

اور سینے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب اسی کتاب کے مدعا پر لکھتے ہیں۔ "اور یہی خدا فی حکم ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام انبیاء میں یعنی آخر انبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی حکم کے حوالے دیوبندی کتب سے اور بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔"

گلکھڑوی صاحب اب ہیں آپ کے اکابر صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنی میں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصہ پر انکار فرما رہے ہیں" (الشباب، تب ص ۵۷)

یہ حوالہ جواب آپ کے صدر دیوبند کا ہے۔ آپ کے صدر صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں کہ عام مفسرین بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

کہ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند بھی ناٹووی صاحب کا رد فرما رہے ہیں۔ گلکھڑوی صاحب میں تو اس کتاب کے لکھنے میں انتہائی کوشش یہ کر رہا ہوں کہ آپ کے اکابر کی کتابوں سے حوالے نقل کروں۔ تاکہ آپ کو اس کتاب کے جواب لکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ اپنے اکابر کی کتابوں سے ہی فتویٰ فرمائیں۔

"ناظرین حضرات۔ غور فرمائیں بعض حضرات علمائے دیوبند ان کفریہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے اکابر کی دوسری عبارات پیش کر دیتے ہیں۔ جن میں شان رسالت میں کسی قسم کی کوئی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ تعریف کے ساتھ عظمت شان نبوت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وہ عبارات ان کے لئے فائدہ مندرگزر ہیں ہو سکتیں۔ جب تک کوئی عبارت ایسی نہ پیش کر دیں کہ ہم نے فلاں جگہ فلاں کتاب میں فلاں محضر پر یہ کفریہ عبارت لکھی تھی۔ اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں اور توہین کا اعلان کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم ناٹووی نے تنویر الانس میں ناظم النبیین لے کر منقول مترادف آخر انبیاء کو عام کمال خیال باطل کر رکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جیسا بھی آپ کا ناظم ہونا بدلتا رہتا ہے۔ اب اگر کسی عبارت میں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کا فرض ہے۔ تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جب تک کہ ناٹووی صاحب کا یہ قول نہ پیش کیا جاسکے کہ میں نے جو خاتم النبیین کے معنی منقول مترادف آخر انبیاء کا انکار کیا تھا۔ اب میں اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں۔ اب دیکھئے اس مضمون کو مولوی مرتضیٰ حسن

چاند پوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے
 لکھتے ہیں۔ ایک بات قابل ذکر ہے۔ مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ
 عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں حتم نبوت کا قرار ہے۔ عینی
 علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ
 مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مسلمان تھے۔ اور
 چونکہ وہ جال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے۔ تو
 پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو
 فلاں معنی حتم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صریح معنی یہ ہیں کہ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ معتمد مروجی مرتضیٰ حسن
 دیوبندی دہلہ)۔ آگے پھر اسی صنف پر لکھتے ہیں۔

لہذا جو عبارت مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان
 مشابہت سے صاف قلوب نہ دکھائیں یا قلوب نہ کریں۔ تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہذا اہل
 ملت عامہ کو ایسی ہی مطالعہ ہے کہ جو تو ہیں انہیں کفر یہ عبارات کا بر دیوبندی علماء
 نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب تک ان کفر یہ عباراتوں سے صاف قلوب
 نہ دکھائیں یا قلوب نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں

علمائے اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نفس نبوت میں سب
 مائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں کسی نبی کی نبوت کسی دوسرے
 کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا نصف نبوت کسی دوسرے
 کے نصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں
 لکھتے قرآن فرماتا ہے لا تفوق بین احدہن و سلفہ۔ ترجمہ۔ ہم ان کے پیغمبروں
 میں سے کسی کی تفریق نہیں کرنے اور ہمیشہ شریف ہیں فرمایا کہ نہ بزرگی و وجہ بزرگی
 علیہ السلام پر۔ اسی حدیث شریف کی تشریح میں نواب قطب الدین صاحب دیوبندی
 لکھتے ہیں کہ سن کر ان فضیلت دینے سے نفس نبوت میں اس لئے کہ
 میں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔ لہذا انبیاء کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام
 میں خصوصیات کی بنا پر ضرورت تفضیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يُنَزِّلُ الْمَوْتُ**
مُنْزِلًا مُّفَصَّلًا یعنی تفصیل۔

ترجمہ۔ ہم سب ایک گود دوسرے پر فضیلت دی۔ اب قرآن شریف و حدیث
 پاک کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح ہو گئی۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے
 لے کر خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام
 نفس نبوت میں برابر ہیں۔ لہذا نا تو قوی صاحب نے جس مقصد کے لئے تعجیر الاناس لکھی
 اس میں وہ بہت بڑی غلط فہم ہوئے اور اپنے مقصد میں اسلئے کامیاب نہ
 ہو سکے۔ کہ انہوں نے متاویلات نامہ سے نصف نبوت کو باذات اور امر من

کی طرف تقسیم کر دیا جو شرعاً باطل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث پاک ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سنا اللہ نالوتوی صاحب کی اتنی بڑی جرأت جو پودہ سورس کے مصرع میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔ اور نالوتوی صاحب اپنی کتاب تحفہ پر ان کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جابہ وصف ذاتی ہوا اور دوسری جاعرضی۔ اور فرق قدم حدوث اور دوام عرض فہم ہوا یہاں سے توبہ بات ثابت ہو چکی۔ کہ نالوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم اور مجددیہ اہلایہ علیہم السلام کی نبوت حادثہ ہے۔ علمائے اہلسنت اور تمام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات کے سوا اور کوئی چیز قدیم نہیں۔ نبوت صفت ہے اور سنت کا وجود بے موقوف محال ہے۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم جلالت ہوئی تو حضور اقدس ہی حادثہ نہ ہو سکے کہ انہی ٹھہرے۔ اور چونکہ تعالیٰ و صفات کیسے کہ کسی کو قدیم ماننے یا جہاں مسلمانوں کا فر ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱

ایک مرید نے اپنے پیر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھا

میں نے رسالہ حسن العزیز کو لکھا کہ اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا اِلهَ اِلاَّ اللہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھا جاوے

راہیال سے دوبارہ کہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر توبہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے۔ میں زبان سے بے ساختہ بھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے شرف علی کل مخلقات ہے۔ حالانکہ مجھ کو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن اختیار زبان سے ہی کلمہ نکالتا ہے۔ دو ذہن یا رجس یہی صورت ہوئی۔ اور منہ کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کلمہ اکھڑا تو یاس کے کہ رقت طاری ہو گئی۔ میں پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ ان دن میں بدستور سے طبیعتی اور وہ اثرات طاقتی بدستور۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ مجھ کو کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ یا میں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر سری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے متذکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہم صلی علی سیدنا ونبینا وانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ زبان پسنے نابو میں تھیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے وزی میں رقت رہی۔ خوب رو یا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ مش محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔

مولوی اشرف علی صاحب جواب دیتے ہیں۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ نبوت
حقانی متبع سنت ہے۔ (۲۴ شوال ۱۲۳۵ھ)

رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۲۳۵ھ جلد ۳ صفحہ مولوی اشرف علی
دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت
ہونے کی دلیل ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جو جواب دیے جو اپنے
مرید کی تسلی کی ہے کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ اللہ کے فضل سے سنت کا
متبع ہے اس سے اس کلمہ کفر ہے یہ مولوی اشرف علی کو راضی ہونا واجب ہے اور
مراغلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی
ہی سمجھتا ہے۔

اس کلمہ کفر ہے یہ خود دیوبندیوں کی پریشانی ملا خطبہ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبان جب اپنی نبوت اور
رسالہ کا معاملہ میں کراس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی
نفاذ کی تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور زبرد کی آواز بلند ہوئی۔
اور عرب و عجم ترک و مصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد مذہب
دیکھا۔ اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا اور بلاواسطہ
صرف عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے بعض سرکردہ رہبروں کو بھی اشرف علی
کے اس نازیبا کردار سے سخت نفوٹ لاشعور ہو گئی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے امام
مولوی غیب اللہ احمد سہارنپوری نے مولوی اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا کہ آپ اس

دربارہت کے الفاظ واپس لے لیں۔ مگر اشرف علی صاحب کو چونکہ اپنے ذکاوت کا خطہ
اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی توجہ سے انکار کر دیا
فعلی کے محمولات میں یہ معاملہ بائیں الفاظ درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت وامت برکاتہم پر ایک شخص کے خواتین
کی وجہ سے عوام کا انعام نے زبان طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ امتیازات میں بھی
بہت کچھ ضرر و غوار راہ حال جب جلسہ مذکور میں حکیم الامت تشریف لے گئے
آپ کا بیان ہوتا تھا کہ یہاں تو بیان سے پہلے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا غیب
صاحب وامت برکاتہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت طراجم موجود ہے۔

اس واقعہ جواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے تاکہ عوام کے تشویش
میں مر جائیں حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے

ام و عار آتی ہے کیونکہ اس کا تو یہ مضطرب ہوا کہ میں اپنا تبریر کروں..... حضرت
مولانا غیب اللہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریر نہیں کرتے تو
میں سے کوئی ایسے متعلق کچھ بیان کر دے حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر
ہوا۔ تو میں جلسہ کے لئے کھڑا ہوں گا۔ (اشرف العمولات و ملفوظات تھانوی

دہ لقاہ ہون صلا، مشعل از دیوبند مذہب ۲۵۹)

شیخ الحدیث جناب صدر صاحب نے اس روایت کو نقل کرنے میں زبردست
ت کی اور بہت چالاکی سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے
نہ نکلتا ہے۔ دو قہین را جب ہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس

تھے پھر آگے چند سطر لکھتے ہیں۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی خیال تھا۔

ناظرین کرم غور فرمایا کریں۔ نگہ کشروی صاحب نے کس قدر ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ پیر و مرید کو سچا کرنے کے لئے کیسی چال چلی ہے کہ خواب کا بیان ہی بدل دیا ہے۔ یہ رسالہ "الاعلاؤ" صفحہ ۳۵۰ ماہ صفر ۱۳۲۲ھ میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں کسی جگہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھا ہوا نہیں۔ اس رسالہ میں پانچ جگہ حضور کا لفظ موجود ہے لیکن کسی جگہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں۔ پانچوں جگہ حضور کے لفظ سے مولوی اشرف علی مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی کا یہ مرید مولوی

اشرف علی صاحب کی محبت میں امقدر مستغرق ہے کہ کلمہ شریف اور درود شریف پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف اس کی زبان پر چڑھتا ہی نہیں۔ جیسا کہ اس نے آگے آخر میں لکھا ہے اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور یعنی اشرف علی کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کر دیں۔ مرید تو صاف صاف لفظوں میں اپنے ہر اشرف علی کی محبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور پیر صاحب کی محبت میں ایسا محو ہو چکا ہے کہ خواب میں اور بیداری میں کلمہ شریف اور درود شریف مولوی اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔ ایسے شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان خوش نصیب لوگوں کو ہوتی ہے جو رسول اللہ کی محبت میں مستغرق ہو کر دیوانے ہو چکے ہیں۔ اور شب و روز درود شریف ہی ان کا دروہ ہے۔ اور جن کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف ہی جاری نہ ہو سکے۔ اس بد نصیب کے

سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے جلوہ افروز ہو سکتے ہیں؟ یہ تو نگہ کشروی صاحب کی چال بازی ہے۔ اہل علم حضرات پر نگہ کشروی صاحب کا یہ مکرو فریب نہیں چل سکتا۔ خواب میں زیارت سے وہی حضرات مشرف ہو سکتے ہیں جو اپنے ماں باپ اپنی اولاد وال دکان اور پیر مرشد اور تمام جہان کے لوگوں سے بڑھ کر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں۔ اور جو پیر و مرشد کی محبت میں گمراہ ہوں۔ ان کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف کیسے جاری ہو سکتا ہے؟ اور کیسے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے؟ وہ بد نصیب تو زیارت پاک سے محروم ہی رہتے ہیں۔

جناب سرفراز صاحب نے پیر میر کے اس واقعہ کو سپا ثابت کرنے کے لئے اور ان کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے بہت پلٹیاں کھائی ہیں چنانچہ عبارت الابر کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خواب بڑا خوش نما اور شہوا افزا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باوی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندھناک اور وحشت انگیز دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے۔ اور تعبیر سامنے آجانے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس کے بعد چند خواب کے حوالے نقل فرماتے ہیں + اور اپنے اکابر کو بے گناہ ثابت کرنے کی کام کو شش کرتے ہیں + تاہم کرام اب میں بھی دیوبندی اکابر علماء کے خواب کے چند حوالے دیوبندی اکابر کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے دیوبندی اکابر ان خوابوں کی بھی کوئی تعبیر کرتے ہیں یا نہیں؟

سب سے پہلے میں وہ خواب نقل کرتا ہوں جو گھڑوی صاحب نے خود عبارت الابر کے صفحہ ۱۸ پر لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ چنانچہ ایک بزرگ جناب شریف احمد صاحب سقہ گچ پوری تحصیل ضلع گوناں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خواب دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور حضرت خلفائے

راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کو قریب آنے دو۔ یہ اشرف علی صاحب کا خاوند ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارتقا و ترقی فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرنے رہنا اور دوسروں کے کہنے سے مت رکتا۔ (عبارت الابر صفحہ ۱۸)

ناظرین حضرات اس خواب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف گھڑوی صاحب سے یہ بات دریافت کرنی ہے کہ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی کے نزدیک اس خواب کی کوئی تعبیر نہ تھی جی نہیں۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب اس خواب کی کوئی تعبیر کرتے۔ تو ان کی کتابوں پر عمل کیسے کیا جا سکتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ساری امت کے لئے ایذا و فرما دیا تھا کہ میرے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا اور فرمایا غلبۃ علیکم وعلیٰ آلہم وعلیٰ انصارہم وعلیٰ المسلمین یعنی تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اب کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب مولوی اشرف صاحب کی کتابوں پر عمل کرنا چاہئے یا حدیث شریفہ پر؟ فرمائیے کیا فتویٰ ہے آپ کا؟ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

۱۔ وجود شیخ الحدیث اہلوائے کے حدیث شریف کے خلاف ایک مولوی صاحب کی کتابوں پر عمل کرانے کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب بھی وہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بھول پاگلوں، جانوروں، اور چوپایوں کے ساتھ تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی جو "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" ناظرین کرام! ایک اور خواب ملاحظہ فرمائیے تذکرۃ الرشیدیہ نقل کرتا ہوں۔

ایک دن علامہ حضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھالہ وچ آپ کے مہانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مغفول علی، علی علیہ وسلم شریف لائے اور آپ کی بھالہ وچ سے فرمایا کہ اچھے تو اس قابل نہیں کہ اعدادائید کے مہانوں کا کھانا پکا لے اس کے مہان علیہیں اس کے مہانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔

مداوائد استغفر اللہ۔ (مذکرۃ الرشید جلد اول ص ۸۸)

اعظم حضرت - دیکھا آپ نے محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوبند کے علماء کا یہ عقیدہ کہ سنا اللہ آپ دیوبندی ملاؤں کے بارے میں کہنے اور دیوبندیوں کی ردیوں پر کاتے رہے - دلائل و لاۃ اللہ علیہ السلام - اس سے بڑھ کر نشان رسالت میں کون کی گستاخی ایسے دلی ہو سکتی ہے؟ خبر یہ تو دیوبندی حضرات ہی جانتے کہ اس گستاخی اور بے ادبی کا بدلہ حشر کے میزان میں ان کو کیا سے گا - اس وقت تو سوال صرف یہ ہے کہ نشان رسالت میں اس توہین آمیز سبے اوبہ اور گستاخ خواب کی بھی کسی دیوبندی مولوی

نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیوں جناب گھڑوی صاحب آپ
نے بھی اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟
اب میں اب تک تیسری خواب نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی مصلح
کی باجی صاحب کی فرقاتی ہیں ۲۰ = انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی
ابوالاؤدھ صاحب ہیں۔ پیر حاجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پیر دیوانہ
فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں؟ باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول
صلی اللہ علیہ وسلم الخ مضافاً اللہ (اصول الروایۃ ترقی جلد ۱۷۲) بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۷۲
تقریباً ۱۰۰۰ میں کرام۔ چونکہ میں نے یہ خواب کا حوالہ دیوبندی مذہب کتاب سے
نقل کیا ہے۔ لہذا اس خواب پر جو تبصرہ مصنف دیوبندی مذہب "حضرت
علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب گوٹروی نے کیا ہے وہی نقل کرتا ہوں =
نوٹ۔ مکرر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات باریکات ہے۔ مکرر عاج کی
شب بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علیہم السلام روفق افروزمیں۔ مگر حسب
جماعت کا وقت آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے برگزیدیوں بھی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہونے کو آپ کی بے ادبی تصور فرماتے
ہیں۔ اور کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام ہونے کیلئے تشریف
نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات باریکات جو امام اولین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔

یہ مسئلے پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

دراں مسجد امام انبیا ارشد

رجائی م

تو اس ذات پر انوار کے متعلق است دیوبندی کی باجی صاحبہ کا یہ کہنا اور تھانوی صاحب کا اس کو فخر یہ طور پر اصدق الروایۃ یعنی یہی سچا خواب شمار کر کے شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیشین گوئی کے پیچھے ہیں۔ اور دیوبندی حضرات علیہ الصلوٰۃ السلام کو پیش کر کے بیٹھا فخر سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر اس نام نہاد حکیم الامت نے بارگاہ نبوت میں گستاخانہ جرأت کی ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ اور دیوبند کی باجی نے یہ کذب بیانی کی ہے۔ اور یہ باجی مولوی اشرف علی کی (دیوبندی پوری) ہے۔ (دیوبندی مذہب ص ۱۱۱)

نمبر ۲: تو تھا حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی صاحب کا تبصرہ سوال تو یہ ہے کہ اس خواب کی بھی کسی مولوی دیوبندی نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب ایک اور خواب شیخ الاسلام فرسے نقل کرتا ہوں جو خرمن کے آٹھ حصہ دو ٹم میں درج ہے۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتیب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتیب خانہ سے ایک جلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔

وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔ اس مجموعہ خطب سے وہ خطبہ نظر انور سے گذرا جو مولانا حسین احمد دہلوی خطبہ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ جامع مسجد میں بوجہ جمعہ صلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ معابدوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت نبیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت نبیل اللہ علیہ السلام مولانا دہلوی کو جمعہ

پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت نبیل اللہ علیہ السلام نے مولانا دہلوی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا دہلوی نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں غارت جودا دفرائی۔ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فاتحہ محمد شریف علی ذالبت حمد کثیر لکھوا۔ حضرت سعد ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے۔ پیش مبارک سفید تھی۔ (شیخ الاسلام نمبر ۱۱۱ بحوالہ خرمن کے آٹھ حصہ دو ٹم ص ۱۱۱)

اب اس خواب پر حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی کا تبصرہ علامہ فرمائیے۔ ہمیں اس مقام پر اس حد بحث نہیں کہ اس قسم کے عوامی خواب کو کسی کی تشریف و توصیف میں بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور نہ یہ بحث چھیڑنی ہے کہ حضرات دیوبند اپنے آپ کو کبار کے فضائل و مناقب خواب ہی کے راستے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ البتہ اتم تو یہ کرنا ہے کہ اس بد نصیب نے جب خواب میں مولانا ٹانڈوی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں کو دیکھا تو حضرت نبیل اللہ کے بجائے ٹانڈوی سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کیوں کی؟ بالفرض اگر صلیوں کی خواہش پر حضرت نبیل اللہ نے ٹانڈوی صاحب کو نماز جمعہ پڑھانے کا اشارہ کیا۔ تو چاہیے یہ تھا کہ مولانا ٹانڈوی اس کو سونے ادب سمجھنے ہوئے عرض کرتے کہ ایک نبی کی موجودگی میں غیر نبی کو امامت کا حق نہیں پہنچتا آج ہم سب کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی اقتدار میں اپنی نماز جمعہ ادا کریں۔ مگر یہاں کا عالم تو یہ ہے کہ اونٹ کا کوئی کل سیدھا شہر ویر شدہ دونوں عظمت نبوت کے

خلاف سرسبز ہیں۔

تیسرے تو تھا لفظی صاحب کا تیسرہ۔ میں تو پھر وہی سوال کر دیا۔ کہ کیا یہی دیوبندی مولوی سے اس خواب کی بھی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ مصدر صاحب تو فرماتے ہیں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں یہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ لیکن یہاں تو کوئی دیوبندی بھی ان خوابوں کی کوئی تعبیر بیان نہیں کر سکا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ ان خوابوں کو اپنے ظاہر پر ہی عمل کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کے اہل بیت نے ان خوابوں کی کوئی تعبیر نہیں کی۔ اگر وہ ان خوابوں کی کوئی تعبیر کرتے تو ان کی اپنی فضیلت کیسے ظاہر ہوتی۔ اب سنیہ گھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

”خان صاحب بریلوی سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں کے ایک پیر بھائی مولوی بکرت احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد مرحوم خواب میں زیارت قدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے گئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا بکرت احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھا۔ پھر اُسے گھمڑی صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ براہین القاطعہ میں جو کچھ نقل کیا

گیا ہے۔ وہ سب خواب ہی خواب تھا۔ اور یہاں تو زیارت خواب میں ہوتی ہے۔ باقی جنازہ کی نماز کی امامت خان صاحب نے تو عالم ہمدانی میں کی ہے پھر اُسے خان صاحب علیہ الرحمۃ کما تواتر اڑتے ہوئے سمجھتے ہیں۔ اور اس میں

وہ آخرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کس قدر نازاں و فرحان ہیں۔ کہ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھا۔

اس کا جواب تو صرف اور صرف اس قدر ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا علم تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں۔ جب بعد میں آپ کو اس خواب کا علم ہوا۔ تو آپ نے الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو شکر ادا کیا۔ تو اس میں کوئی قبح و کلام آئی؟ مگر یہاں تو صاف صاف طور پر اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی اور حضرت جمیل اللہ علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی کیا گھمڑی صاحب یہ بتا سکتے ہیں؟ کہ مدنی صاحب جمیل اللہ علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور تیسری صف وغیرہ میں (معاذ اللہ) یہ دیوبندی کس قدر نازاں و فرحان ہیں۔ کہ الحمد للہ علیہ ذلک حدیثیں کثرتاً کہ مولانا مدنی نے جمیل اللہ علیہ السلام کی امامت فرمائی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اسی لئے تو مجھے بار بار کھنا پڑا ہے کہ گھمڑی صاحب اپنے اہل بیت خیرین سے باطل کیے خبر ہیں اگر آپ سادات اکابر سمجھنے سے پہلے اپنے گھر کی تلاشی لے جیتے تو ان کو یہ کتاب سمجھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس سے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ گھمڑی صاحب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے اندھا کر دیا ہے

تب ہی خواب کو اپنے اکابر کی تحریریں نظر نہیں آتیں۔ شاید آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہوگا۔ شاید اسی لئے دیوبندیوں کی باجی صاحبزادہ خواب بھی نظر سے نہ گذرا ہوگا کہ مسافر حضرت علیؑ علیہ وسلم حاجی امداد اللہ صاحب کے پیچھے بیٹھے ہیں اگر سر فراز صاحب اپنے اکابر کے یہ حوالے مطالعہ فرمائیے تو وہ اعلیٰ حضرت داخل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بنشان تراشی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرتے اور شان رسالت میں تو جین آمیز کفریہ عبارتوں کی حمایت میں عبارت اکابر کو کھراچی عاقبت براہ نہ کرتے + ناظرین کرام۔ اب ہم خواب و خواب کی تعبیر کے متعلق بحث چل رہی تھی اور گھڑوی صاحب کی تسلی کے لئے حوالے پیش کیے جا رہے تھے۔ اب نینے بیماری کی حالت میں مرید کا اپنے پیر شریف علی پرورد درویش شریف پڑھنا چنا پھر وہ کہتا ہے کہ شریف کی عقلی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرورد درویش پڑھنا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللهم صلی علی سیدنا و مولینا اشراف علی۔ حالانکہ اب میلہ ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں بچور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ رمالہ امداد صفر ۱۳۲۶ھ ۲۵۵ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے اس میں بھی گھڑوی صاحب نے اشراف علی صاحب کے مرید کو چٹا ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ بیماری کی حالت میں غیر اختیاری طور پر زبان سے جو بات سرزد ہوتی ہے۔ گروہ بات کفری کیوں نہ ہو شریفیت اس پر بھی کفر و انحراف وغیرہ کوئی حکم اور فتویٰ نہیں لگاتی + (عبارات اکابر ص ۲۳)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ پھر آگے اس شخص کا حال لکھتے ہیں کہ زبان سے بے اختیار کلمہ خوشی کی حالت میں نکل گیا۔ کہنے پر رد و کار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں + یعنی وہ بیچارہ کہنا تو چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ مگر کہہ نہ گیا + حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر عیسیٰ طاری ہے۔ اور دماغ میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے بیماری کی حالت میں ہے۔ الخ جناب سر فراز صاحب۔ شریفیت میں تو ایسے مسائل میں زبان بکنے کا حق و قسمت سمجھ رہے ہیں کہ وہ ایک حرف ہوں۔ نہ کہ سارا دن کفریہ کلمات پر جاری رکھے۔ دیکھیے وہ کہتا ہے اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ یعنی ادن مولوی اشراف علی پرورد درویش شریف ہی پڑھنا تھا۔ بتائیے جس شخص کی ہمت نے روایت بیان کی ہے اس بیچارے کی زبان سے صرف ایک ہی بار حرف نکلا ہے۔ یا سارا دن؟ کہ اسے میرے پروردگار تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ صرف ایک ہی بار خوشی کی حالت میں ہی انا کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا پھر اس روایت نے آپ کو اور اشراف علی صاحب کے مرید کو کیا فائدہ پہنچایا؟ اس کی زبان پر تو کلمہ شریف جاری ہی نہیں ہوتا۔ بتائیے کہاں یہ بات اس نے لکھی ہے پرورد درویش شریف پڑھنے سے میری زبان پر کلمہ شریف اس طرح جاری ہو گیا۔ بلکہ اس نے تو کلمہ شریف اور درویش شریف اپنے پیر شریف کے لئے ہی وقت کر دیا ہے۔

تائیں کرام۔ ذرا غور کرنا چاہیے کہ کوئی شخص اگر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھ لے اور ان پر درود پڑھ لے مگر بے اختیاری زبان کا بیان کر دے۔ سب جائز ہے کوئی شخص اپنی بیوی کو زمین طلاق دے دے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا ہے۔ طلاق ہو جاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو ہسکوی کے بیچ سنت ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

ناظرین کرام۔ گنگھڑی صاحب تو پیر و میر کی صفائی میں ایڑی چوٹی کا زہر لگا رہے ہیں۔ لیکن گنگھڑی صاحب کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ خود مولوی علیل احمد صاحب آپ کے امیر دیوبندی عالم کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور اس امر کو محسوس فرما رہے ہیں کہ عوام دیوبندیوں میں مولوی اشرف علی کی نبوت کے شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کیا جائے جس کا تھاکو صاحب نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اب ایک اور حوالہ فاضل دیوبند مولوی سید احمد گجر آبادی سابق پرنسپل مدرّس عالیہ کلکتہ میر برہان کا نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ داخل دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ اپنے معاملات میں تاویل و توسیع اور اعراض و مسامحت کرنے کی مولانا اشرف علی تھانوی) میں جو خوبی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی سر دیوبند مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں ہر چند کلمہ تشہید صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہنزا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہؐ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا۔ کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب اور

نفس کا دھوکا ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کہ دیتے ہیں۔ کلام کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ (برہان دہلی فردی صفحہ ۱۸۰ بحوالہ غون کے آنسو حاصل مسئلہ ۱۱۸)

لیجئے یہ ہیں۔ آپ کے اکابر علماء دیوبند جن کی صفائی میں عبارات اکابر نکس گئی ہے۔ جو چلا چلا کر پکار رہے ہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب ہے نفس کا دھوکا ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ جناب یہ تو آپ کے گھر کی پکار ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۱

ناظرین کرام۔ تقویت الایمان کی ایک اور کفری عبارت نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
 "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب اولیاء و انبیاء اس کے دوہر ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ماذ اللہ پھر اسی صغیر پر مولوی امین الدین دہلوی لکھتے ہیں۔
 "سبحان اللہ شرف الخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے برابر ہیں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سننے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ ماذ اللہ۔ استغفر اللہ۔"

ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے یہ ہیں شہید بالا کوٹ جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو خدا تعالیٰ کے دوہر ذرہ ناچیز سے بھی کم تر کاٹھنچکے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بنا رہے ہیں۔ ماذ اللہ استغفر اللہ تبارک و تعالیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے۔ وَنَادَىٰ عِندَ رَبِّهِ وَجِئْنَا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے دوہر بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تو نہیں اپنے دوہر عزت والا فرمائے۔ اور یہ بد نصیب ان پاک ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ لکھے۔ یہ کیسی مہلکی ہے؟ اور سردار انبیاء حبیب کبرا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بنانا بارگاہ رسالت کی شدید ترین توہین و گستاخی ہے۔ اس بے ادبی کا میدان ستر میں پتہ چلے گا۔

مشرک ہائے سب ٹٹ جائیگی اگر تہ مغوی جیکر پاک نبی فرمایا یہ نہیں امت میری

شان رسالت میں ایسے بے ادب الفاظ استعمال کرتے ہوئے مولوی امین الدین دہلوی نے نہیں شرمائے اور نہ ہی خدا کا خوف دل میں لاتے ہیں۔ کہ نامت کے روز خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ اور کون سا منہ لے کر بارگاہ رسالت میں شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے؟ اور تعجب یہ کہ ذرہ ناچیز سے کم تر کے فتوے سے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس شخص کے نزدیک ذرہ ناچیز کا شان زیادہ ہے یا حضرت انبیاء کرام کا۔ میں تو ان کفریہ عبارتوں سے ہی مطلب نکال سکتا ہوں کہ شہید بالا کوٹ سے بڑھ کر شان نبوت کا کوئی بھی گستاخ نہیں ہو سکتا۔ اور ماذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق نامزد کیا کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سننے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ ماذ اللہ کیسی بے ادبی اور گستاخی ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے کیا کوئی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں ایسے بے ادب لکھنے کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناظرین کرام ذرا انصاف سے غور فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ماذ اللہ اگر بے حواس ہو جائیں۔ اور ہوش و حواس سے باہر دھو بیٹھیں تو خدا تعالیٰ کی وحی اور اس کے احکام کو کیسے یاد رکھتے ہوں گے۔ اگر مولوی امین الدین کا یہ نظریہ ان لیا جاتے تو پھر تو قرآن مجید نبی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی الہی آتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس ماذ اللہ قائم نہیں رہتے تھے۔ تو جب حواس ہی قائم نہیں رہتے تھے تو پھر وحی الہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیسے ہوتی ہوگی۔ ماذ اللہ استغفر اللہ آب

آپ اپنے ایمان سے بتائیں۔ کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب
 رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے بندوں بے حواس
 کھنکھنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ اور شہید بالا کوٹ ہو سکتا ہے؟ اور کیا
 تقویۃ الایمان الیسی کہنا ہے جس کے پڑھنے سے لوگوں کی ہدایت ہو سکے؟
 خدا تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے۔
 وکان قاب قوسین اوادی ناعوذ فی العبد ما اوحی ما اذاع البصر وما طغی
 یعنی شب معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا تو
 آپ کی آنکھ بھی نہ چھپکی۔ بارگاہ الہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و رفعت
 ہو۔ مگر دیوبندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگل کے مقابلہ میں
 بے حواس کہیں۔ کوئی بدعت اس سے بڑھ کر شان رسالت کی اور کیا ہو سکتی
 جس محبوب سے لاکھوں بے حواسوں کو اپنی ایک نظر رحمت سے ظاہری و باطنی
 حواس سے مالا مال فرما کر جلال و جمال کے مفاہات سے آشتی فرمادیا۔ اس محبوب
 کو بے حواس کہنا کس درجہ دیوبندی علماء کی بڑا عقیدہ ای اور خیانت کا مظاہرہ
 ہے۔ ان حضرات کی تو حید خاتم النبیین رہنمائی جب تک انبیاء علیہم السلام کے شان
 اقدس میں تو رہی کمیز عبا نہیں نہ نکلتی ہیں۔ بعض حضرات اچھی تک دیوبندی و سنی
 اختلافات کو صرف چند مسائل کا ایک فروغی اختلاف سمجھتے ہوئے ہیں۔ مگر شاید
 میلاد شریف۔ عرس فاطمہ وغیرہ اعلیٰ صحنہ کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے
 میں ہی ایک مسئلہ کا سوال ہے۔ اور اسی پر سنی دیوبندی و سنی اختلافات کا سارا
 دار و مدار ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا بالکل غلط اور حقیقت سے صراحتاً غلطی ہے کیونکہ

۱۔ جو دیگر کسئی غلط مسائل مذکورہ وغیرہ کے قائل ہونے میں یقیناً حق پر ہیں۔
 لیکن سنیوں اور دیوبندیوں میں صرف ان مسائل کا اختلاف ہی کوئی بنیادی اختلاف
 نہیں بلکہ اصل معاملہ دیوبندی کا یہ علماء کی ان اپناک تحریروں کا ہے۔ جن میں
 علامہ دیوبند نے غلط و فکرم کی تکذیب اور باقی اسلام حضرت جناب محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کی ہے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے
 شان میں ہے اور اب گستاخ جبار میں بھی اور جمیع سلف صالحین اولیائے کرام
 بزرگان دین کو برحق اور شرک وغیرہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اوپر بیان
 ہو چکا ہے۔ اور ستم غریبی یہ کہ اپنے یولیوں کے متعلق نوان کا یہ اعتقاد کہ وہ
 خدا تعالیٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی حضرات کے امام ہی
 مولوی اسماعیل صاحب اپنے بزرگ مولوی بیلا محمد کے شان میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک
 دن حضرت حق جل و علا نے آپ کا دہانہ ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ
 لیا۔ اور کوئی چیز اس وقت سے ہو کہ نہایت رفیع اور باری تعالیٰ آپ کے سامنے
 کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے
 پھر لگے لکھتے ہیں۔

کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر سمیت کر گیا۔ اگرچہ وہ لکھو لکھا ہی کیوں نہ ہو۔

ہم ہر ایک کو گھات کر دیں گے۔ (مراستقیم اردو معتمد اسماعیل دہلوی ص ۵۸)

یہاں تو سید صاحب مذہب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے مگر جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتا رہے ہیں۔ یہاں سے ایک بات معلوم
 ہوتی ہے۔ کہ شہید بالا کوٹ مولوی اسماعیل اپنے پیر سید احمد صاحب سے بھی

حنور علی اشد علیہ وسلم کا مرتبہ کم سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہیں یونہی حضرات کے بڑے امام۔ شہید بالاکوٹ۔

اور سنیئے تقویۃ الامان کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ جیسا کہ قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار معنوں کے ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ معاذ اللہ تقویۃ الامان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ اس میں انبیاء کرام کی سخت توہین کی گئی ہے۔ ان کے اختیارات کا انکار ہے۔ انبیاء کرام کو عام انسانوں کی معنوں میں گھرا کر دیا گیا ہے۔ ان کے مرتبہ و منصب کو گھٹایا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ نبی کو گادوں کا چودھری لکھ دیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و توقیر بڑے بھائی بنتی قرار دی ہے۔ معاذ اللہ۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۲

امکان کذب :- دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ امکان کذب (جھوٹ) باری معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پروہ قادر ہے۔ مگر بابتیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ معنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی حصاد مسئلہ)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ آج عرصہ سرحدہ سو سال کا گزر چکا ہے۔ کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا کہ خدا جھوٹ بولنا تو نہیں مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ بابتیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ لغو و بے اعتباری میں خدا تعالیٰ جھوٹ بول بھی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندی علماء کی ہی طبیعت کا کرشمہ ہے۔

اور سنیئے مولوی نذیر احمد خان صاحب رام پوری نے سوال کیا کہ بڑا چہن فاطمہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے۔ اس مسئلہ کے دوسرے کتب الہیہ میں اس مسئلہ جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام ہی غلط ہیں۔ اور بڑا چہن فاطمہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔

جواب :- حاجی ابراہیم اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے پیرو مشد ہیں۔

ان کے جواب کا جو ضروری حصہ ہے۔ وہ فاعلی و مفعولی سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے جس کو براہین فاعلیہ کے مصنف نے تحریر کیا ہے۔

الحاصل امکان کذب سے مراد و نول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پر قادر ہے۔ آگے اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کذب داخل قدرت باری تعالیٰ میں دلی ہے۔ کیوں نہ ہو وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (حصہ اول فاعلی و مفعولی ص ۱۶۸)

اب مولوی ذیل احمد صاحب کا ارشاد سنئیے کیا فرماتے ہیں۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کوئی جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ تو ہمیں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین فاعلیہ مصنف ذیل احمد صاحب سہا پوری ص ۱۶۸)

اب مولوی ذیل احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خلف وعید یعنی نفوذ باللہ جبروت ہی ہے حالانکہ ہر لوگ خلف وعید کے قائل بھی ہوں۔ وہ خلف وعید کو ہرگز جبروت نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الہیہ اور جوہر و کم نہاتے ہیں۔ یعنی خلف وعید نقص نہیں۔

بلکہ جوہر و کم الہی ہے۔ ویونہی حضرات کا خلف وعید کو جبروت بتانا یہ ان کی بد مذہبیت کا مظاہرہ اور باری تعالیٰ سے بنا و نہ کے متعارف ہے۔ ان حضرات کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی مختلف وعدہ کو بھی قائل ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ قول خلف وعید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے اس کو جبروت بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے بھی گندہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے جوہر و کم کو جبروت کہنے کی جرات کی جاوے حالانکہ قرآن و روایتوں کے علاوہ تمام اہل اسلام علماء صاف و خلف امکان کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اس کے قائل کو بد مذہب نہاتے ہیں۔ ان پر عقیدہ معتزلہ کا ہے

کہ خدا تعالیٰ کو کذب وعید پر قدرت ہے۔ مگر کہ تاہیں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جبروت بولنے پر قادر ہے۔ لیکن بولتا نہیں۔ کیونکہ جبروت بہت بڑی صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر بڑی بات سے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند کریم جبروت بولنے پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا جبروت پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بغیر یہ فرماتے ہیں پیچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ جبروت بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات نقص ہے اور نقص کا لفظ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس اس دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اب بار آغا سیر یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں۔ جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ پر جبروت بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان کے خارج کر دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ سب را کہ چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کلی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہاں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی

بدل نہیں سکتا۔ (قرآن شریف)

۱- فَلَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ مِثْلَهُ فَخَرَجَ جِب تَوَافُرَ كَرَامَاتِهِ مَكْرِي (المعز)

۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلُقُ الْبَشَرُ تَرَجِبْ بَعْدَ شَكِّ اللَّهِ كَوْنَهُ نَبِيٍّ وَلَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ

۳- قَوْلُهُ الْحَقُّ تَرَجِبْ - اس کی بات سچی ہے۔ (الانعام)

۴- وَفَقَّتْ يَخْلُقُ وَبَقْتُ مَبْدُؤًا وَعَدْلًا لَا مُمَيِّدٌ يَخْلُقُ تَرَجِبْ - اور پوری ہے

تیرے رب کی بات۔ یہ سچ اور انصاف میں اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں (الانعام)

۵- وَمَنْ أَمْسَدَ مِنْ اللَّهِ خَلْقًا تَرَجِبْ - اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے (النسا)

۶- وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا تَرَجِبْ - اللہ کا وعدہ سچا۔ (النسا)

۷- وَمَنْ أَمْسَدَ مِنْ اللَّهِ جَبْدًا تَرَجِبْ - اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے (النسا)

۸- وَلَا مُمَيِّدٌ يَخْلُقُ اللَّهُ تَرَجِبْ - اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں (الانعام)

۹- وَعَدَ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ تَرَجِبْ - اللہ

نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا

ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰- وَعَدَ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِيلِينَ

یہ تھا تَرَجِبْ - اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو جنت کا وعدہ دیا

ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (التوبہ)

ان آیات کے سوا بھی اکثر آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ یہاں صرف

دس آیات کریمہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے

اپنے حکم میں فرمایا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرنا۔ اس کا حکم قائم اور

اسم ہے۔ بالخصوص اختیار میں۔ اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو

نہ چاہے۔ وہ نہیں ہوتا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نبیات کا

کیا ہے۔ ویسا ہی پورا کرے گا اور جو وعدہ کفار

لے حق میں کیا ہے۔ اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے وعدہ خلافی اور کذب اس کی نشان

بدلی کے خلاف ہے۔ اور اس کی ذات پاک کے منافی ہے۔

تفسیر فارسی جلد دوم صفحہ ۴۹

ان سب نے کذب الرسل تکذیب کی سب پیغمبروں کی اس واسطے

کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے

ایک کی تکذیب ایک سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب ان قوم کے لوگوں

نے انبیاء کی تکذیب کی۔ تحقیق وعید نہ تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری

وعید یعنی جو کچھ وعدہ خلاف کا ہم نے کیا تھا۔

تفسیر فارسی جلد دوم صفحہ ۵۰

وَقَدْ فَتَنَّا سِوَا سِوَا شَكِّ مِیْنِ سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا

تباری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو

کوئی جنت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ فَايِدُكُمُ الْفُتُوْلُ تَرَجِبْ

ماتے گی بات لکھتی میرے پاس۔ یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے اس میں۔

بدل تفسیر کی گنجائش نہیں۔

تفسیر فارسی جلد اول صفحہ ۵۱۔ وَمَنْ أَمْسَدَ الْأَعْيُنُ شَخْصٌ سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا

الذکر حیثاً۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی پہچان نہیں بات اور وعدہ کی کسو
سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ
نقص ہے اور حق تعالیٰ نقص سے پاک ہے۔

اب میں ایک حدیث شریف نقل کرتا ہوں جو کہ نشوونما شریف میں موجود ہے
لیکن میں یہ حدیث پاک تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے سے نقل کرتا ہوں تاکہ
کوئی دیوبندی عالم اس حدیث پر مضیبت ہونے کا فتویٰ نہ لگا سکے۔ ملاحظہ فرمائیے
صرف ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ کہ باہر آئے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کتا ہیں تھیں۔ سو فرمایا کہ سجدہ تم
تم جانتے ہو کیا میں یہ دونوں کتا ہیں ہم نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے یا رسول اللہ
مگر تم بتلاؤ ہم کو تو بتلادیا اس کو جو واسطے ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب رب العالمین
کی طرف سے آئی ہے اس میں نام لکھے ہیں ہستیوں کے نام ان کے باپوں کے
نام ان کے کنہوں کے۔ پھر حمد کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا ان
میں اور نہ کم ہوتا ہے ان کے کبھی۔ پھر فرمایا اس کو جو بائیں ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب
ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے باپوں
کے اور ان کے کنہوں کے اور حمد کیا ہوا ہے۔ ان کے آخر پر تو بڑھتا نہیں ان
میں اور نہ ان سے کم ہوتا ہے کبھی۔ پھر عرض کیا ان کے یادوں نے کہ تو کس واسطے
سے عمل یا رسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی تو فرمایا کہ میری
راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ ہستی کے لئے عاقبت کیا جاتا ہے ہستیوں کے

پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے۔ اور دوزخی کے واسطے عاقبت ہوتا ہے دوزخوں
ہم پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا سفیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو دنوں ہاتھوں کی طرف اور ہیکل دیا ان کتا ہوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا
خا ہو گیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں
ف۔ یعنی جب حضرت نے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں اور ہستیوں کے
ام معد ولدت ذات بھانت کے نشان کمیت الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔ پھر
ناموں کے آخر میں میزان دے کر حبلہ کر دیا ہے۔ کہ اس میں کمی و بیشی نہیں
ہو گی اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں ہستی ہونا یا دوزخی ہونا
شعبہ دیا ہے۔ یہ بات سن کر یادوں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ دوزخ یا
جنت آگے ہی سے ہر ایک کے واسطے ٹھہر گئی ہے اب اس میں کمی و بیشی
میں ہوتی۔ تو یہ بیک عمل کرنا اور محنت اٹھانا کیا ضرور جس کی قسمت میں
وہاں ہے وہی آخر کو ہو کر رہے گا۔ اس کے جواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں جنت ہے اس کے مرنے کے قریب ہستیوں کے
سے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا عاقبت خیر ہوتا ہے۔ اگر چہ پہلے برے کام
کرتا رہا ہو۔ اور جس کی قسمت میں دوزخ لکھا ہے۔ اس سے مرنے کے قریب
برے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا عاقبت بھی برا ہوتا ہے۔ اگر چہ وہ
پہلے نیک کام کرتا رہا ہو۔ سو تم نیک کام کئے جاؤ اور اپنی طرف سے بکلام کا
ادادہ نہ کرو۔ پھر آگے قسمت ہے۔ اور اللہ کہ جو کتا تھا کہ ایک گروہ کے واسطے
جنت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سو وہ کچھ بڑا حکیم (الرحمن اللطیف الخیر الباقی)

اس حدیث شریف سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اول روز سے ہی یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یعنی مومنوں کے لئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ۔ بھریرہ سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ فرد دوزخوں۔ امان وغیرہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کروے۔ کیونکہ جو کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کرنا تھا۔ کر چکا۔ نہ معلوم دیوبندی علماء کو کافروں سے کیوں محبت ہے حالانکہ قرآن کریم میں بار بار اس کا اعلان کیا گیا کہ کافروں سے دوستی مست کر



دیوبندی اکابر علماء پر مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کا فتویٰ کفر

ناظم اعلیٰ تعلیمات دیوبند مناظر فرقہ دیوبندیہ مولوی مرتضیٰ حسن

چاندپوری دیوبندی کا واضح فتویٰ اور فیصلہ کن بیان

اگر خان صاحب (حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی) کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے۔ اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں۔ پتا ہے وہ لاہوری ہوں۔ یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ (اللہ العذاب معشہ موری

مرکز حسن چاندپوری دیوبندی ص ۱۳۰)

کیوں جناب گھڑی صاحب دیکھ لیا آپ نے اپنے اکابر کا فتویٰ۔ اب تو شاید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ بھی چھوڑ دو گے۔ اب تو آپ کے مرکز دیوبندی سے دیوبندی علماء پر کفر و
فتویٰ صادر ہو چکا ہے اور انحضرت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان
صاحب کے فتویٰ کی تائید ناظم تعلیمات دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن نے ہی کر
دی ہے۔ اور تائید بھی ہو گئی۔ کہ جو شان رسالت میں ہے ادب و مستطاب عبارتیں
لکھنے والوں کو کم کا فرق نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اسی ڈر سے علماء اہل
سنت بھی ان کو کافر کہتے ہیں کہ کہیں بھول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی
وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔

ناظرین کرام غور فرمائیں اور خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مولوی مرتضیٰ حسن کے
ایسے فیصلے کے بعد علماء اہل سنت کا تصور ہی کیا رہ جاتا ہے؟
حظر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چاروں طرف سے

آب تو ان کو چاہیئے کہ علماء اہل سنت کے خلاف نہ ہر گز کہتے رہنے
کا وظیفہ بالائے طاق رکھ دیں اور اپنے گھر کی خبر لیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ضل بریلوی عظیم اقرار

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر فرما رہے ہیں۔ بعض ارباب
امیرت کا خیال ہے کہ ان صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے اور ان کا یہ خیال غلط
مسلحہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوست اپنے پھل سے پہچانے جاتا ہے۔ (عبارات اکابر ص ۱۷۸)
کیوں جناب دیکھا آپ نے؟ میں مولوی ابو الزادہ محمد سر فرخان صاحب گھڑوی
دیوبندی۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان
صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء تو بہت بڑا کیا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت پیش نہ
کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے دے سکے۔ یہ تو منہ بدمعاش ہے جس کا کہیں بھی
دلت کوئی دیوبندی دلم پیش نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے دیوبندی علماء کا انگریزوں
و ایجنٹ ہونا و زور و شن کی طرح ثابت ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دیوبندی کا بڑا
علماء انگریز کا ایجنٹ ہونا دیوبندی۔ دہلی علماء کے قلم سے ثابت کرتا ہوں۔ لیجئے
حافظ فرمائیے۔ حوالہ انگریز راجسٹریٹ دہلی لکھتا ہے۔

حکومت میں جب مولانا اعلیٰ صاحب نے جہاد کا وعظ فرمایا شروع کیا ہے
اور سکھوں کے خلاف کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ
انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا۔ ان پر
جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو ان کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے
نہ ہی ارکان کے آکر رہے ہیں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں
ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے ٹریں۔ اور اپنی گورنمنٹ پر آج
نہ آنے دیں۔ (حیات طیبہ مسند مزاحمت دہلی دہلی)

حوالہ نمبر ۲ :- اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور لکھا
کے بجائے۔ مولوی اسماعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا۔ سرکار انگریزی
پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے۔ نہ عین اس سے کچھ مخالفت ہے۔ حیات طیبہ
حوالہ نمبر ۳ :- اب آپ اپنے قلب الارشاد و شہادہ صاحب گنگوہی کا ارشاد
ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

"کہ میں جب حقیقت میں سرکارِ برطانیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو مجھ پر
الزام سے میرا بال بھی بیکار نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا۔ تو سرکارِ مالک ہے۔ اسے
انتخاب ہے جو چاہے کرے۔" (ذکر الرشید معنف عاشق الہی میر تقی ذہبی)
حوالہ نمبر ۴ :- اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں غور فرمائیے۔

"دیوبندی اکابرین کا انگریزوں کے ساتھ کیا گہرا تعلق تھا..... جن کے
سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے پکینی کے امن و عافیت کا زمانہ قدرت
کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"
ذکر الرشید ص ۵۴

حوالہ نمبر ۵ :- اب حیات طیبہ سے ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔

"سیّد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے۔ تو سیّد صاحب نے
مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی بیس الراہو کی معرفت لیٹننٹ
گورنر مالک مغربی دشنامی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد

کرنے کی تیاری کرتے کو ہیں۔ سرکار کو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے
لیٹننٹ گورنر صاحب نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں
خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سرکار نہیں مہم الہی تیاری کے مانع ہیں۔ (حیات طیبہ ص ۵۴)
ناظرین کرام انصاف کیجئے۔ اس منہاس پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اسماعیلی
و قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تقاضے کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ انگریز بہادر
انہو ارشاد سے اور ان کی اجازت پر موقوف تھا۔ اللہ اعلم اب میں دریافت کرتا
ہوں کہ عہدِ نبوت و عہدِ صدیقی و عہدِ فاروقی میں بھی متعدد جہاد ہوئے تھے۔
شہزاد جہاد دنیا کی کس حکومت کے اٹھائے پر ہوئے تھے؟ اور یہ بات بھی
افت کرتی ہے کہ مسلمانوں کا جہاد اسلامی تقاضے کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یا انگریز
کی اجازت پر؟ ناظرین کرام! اب آپ صنفِ عبادات اکبر سے دریافت
کریں کہ اعلیٰ حضرت فاضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے ایجنٹ تھے؟ یا آپ کے
دیوبندی علماء تھے؟ اور یہ سب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت کر رہا ہوں۔
جیسے۔

سیّد احمد صاحب کا مولوی اسماعیل کی ملاقات سے پہلے ہی انگریزوں سے
العلق تھا۔ حوالہ نمبر ۶۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مسند نیک سید احمد صاحب امیر خان کی ملازمت میں وہ بے مگر ایک
دیہاکام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلہ کراوی اور آپ ہی کے
جہاد شہرہ آفاق دیکھے گئے۔ اور جس پر آج تک امیر خان کی اولاد کھمبائی کرتی
دینے لے پاتے تھے۔

لارڈ ہسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔
دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں تین آدمیوں کا
باہم مناہرہ ہوا۔ امیر نان، لارڈ ہسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب
نے امیر نان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔ آپ نے اسے لٹھیں دلا
دیانتا کو انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا نہیں اگر تباہی کے لئے بلا نہیں ہوتی
تو تباہی اور لاد کے لئے ستم خاں کا اثر رکھتا ہے؟ (حیات طیبہ معتمد
مذاہرت دہلی ص ۶۷)

اب اسی کتاب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔
حوالہ نمبر ۵: "گورنمنٹ برطانیہ خود جانتی ہے کہ اس کی سلطنت کی گونڈوں
کو فرزندِ اہم دہشت کے نفسِ قد قتلیم کر لیا ہے۔ اور اس کے کیسے فرمانبردار
مطلق اس گروہ کے لوگ ہیں؟" (حیات طیبہ معتمد)
لیجے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۶: "ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے یزید
جانی مولانا قاسم العلوم اور طیب روحانی اعلیٰ حضرت صاحب و نیز حوالہ
شامی کے ہمراہ تھے کہ ہندو قیدیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ غیر داؤدِ ولیر جیتھا
اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ
تھا۔ اس لئے نفلِ بہار کی طرح پرا جا کر ڈٹ گیا۔ اور سرکار پر جانثاری کے
لئے طیار ہو گیا۔ اللہ رے شہامت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر
کاپتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا نہ ہوا اب ہر جانے۔ وہاں چند فقیر ہاتھوں

میں تلواریں لئے جم غفیر غنڈہ چھپوں کے سامنے ایسے جے رہے جو زمین
سے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ آپ پرفرنی ہوئیں۔ اور حضرت
حافظ شامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیناف گوئی لگا کر شہید بھی ہوئے۔
قدیر کین کرام۔ یہ تمام حوالے دیوبندی و بابی حضرات کی کتابوں سے
میں ورنہ نقل کر رہا ہوں گوئی کی بیٹی نہیں کر رہا۔ اب آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے
کہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے لکھنؤ
تھے یا اکابر ملند دیوبند؟ اور یہ قول بھی مردود ہو کر رہ گیا۔ جو مندر صاحب نے
جہازات اکابر کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے۔ کہ غلام برطانیہ کے خلاف عملی جہاد میں بھی
حضرت "انور علی علیہ الرحمۃ نے بھر پور حصہ لیا۔ اور جہاد شامی وغیرہ میں شرکت اور
جرات و بہادری سے مقابلہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے۔ اب سائنسہ الصدیقین
سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کی ترقیاتی سٹیجے۔
دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو
گورنمنٹ برطانیہ سے ۴۰۰/- روپیہ ہوا رخصت خواہ ملتی تھی۔
حوالہ نمبر ۷: ملاحظہ فرمائیے۔

"جب مولوی حسین احمد صدر جمیعۃ العلماء ہند مفتی کفایت اللہ صاحب
وغیرہ چند حضرات علامہ شبیر احمد عثمانی سے گفتگو کرنے کیلئے ان کے پاس گئے
تو آپ نے دورانِ گفتگو فرمایا۔ دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے
متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنایا۔ کہ ان کو کچھ سوروپیہ ہوا اور

حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (علامۃ الصدیقین شہید احمد عثمانی مدظلہ)
انگریزوں کے ایجنٹ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کو بھی
انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔
حوالہ نمبر ۱۰ :- ملاحظہ ہو۔

اسی ضمن میں مولانا حفیظ الرحمن نے فرمایا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد
صاحب کچھ مدد دیے جاتا تھا۔ پھر نیک ہو گیا۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
حکومت میں حجتۃ العلماء نے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایثار
سے قائم ہوئی تھی۔

حوالہ نمبر ۱۱ :- اسی ملاقات میں ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔
مولانا حفیظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ حکومت میں حجتۃ العلماء نے
اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایثار سے قائم ہوئی ہے (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم حجتۃ العلماء کے مندر کے اقتدار
کو توڑنے کے لئے ایک عمار کی جعبیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انگشکو کے بعد
ٹپ ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے گی چنانچہ ایک
بیش رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد
سبائی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس زمرہ سے حکومت میں کام
شروع کیا گیا۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ یہ افسوسناک حقیقتی رویہ ہے
ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمنا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں (علامۃ الصدیقین مدظلہ)

کانگریس کا قیام بھی ایک انگریز وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔
حوالہ نمبر ۱۲ :- عثمانی صاحب نے فرمایا۔

”تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگریس کی ابتداء کس نے
کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتداءً اس کا قیام ایک
وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔ اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے
راگ لاتی رہی ہے۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
مولوی حسین احمد دیوبندی دہلوی کفایت اللہ صاحب اینڈ پارٹی
سب ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔

حوالہ نمبر ۱۳ :- ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا۔
”آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ
ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
ناظرین کرام :- یہ ۱۳ حوالے میں سے دیوبندی دہلوی حضرات کی کتابوں
سے نقل کئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اور یہ سب کتابیں میرے پاس موجود
ہیں جس کا دل چاہے۔ میرے پاس اگر خود پڑھ لے۔ اور فیصلہ کرے کہ کون
سے پر ہے اور کون باطل پرست ہے۔ اب دیوبندی علماء کے ٹم سے ثابت
ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی اکابر ملحد انگریز کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی
اشیہ احمد عثمانی کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور شہید احمد صاحب عثمانی کی کتابانی
میں ثابت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کانگریسی علماء بھی ہندوؤں کے تنخواہ دار
ایجنٹ تھے جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور دینے سے بچ

گرتا کام رہے اور ذیل ہوئے۔
دیوبندی علماء کا علامہ پیر صاحب عثمانی پراچیل کا فتویٰ

یہ بھی عثمانی صاحب کی زبانی سنئے عثمانی صاحب نے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گزری گائیاں اور فتنہ اشتہارات اور کلاموں سمیت متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو اوجھل تک کہا گیا۔ اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرت نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (بانتہائیکہ دو کے) بالواسطہ یا بلاواسطہ محمد سے نسبت مندر رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے علف اٹھا لئے۔ اور وہ فتنہ اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری مالی بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کبیذہ حرکات پر غور نہیں کرتے تھے (معاذ اللہ العزیز)

دیوبندی حضرات کے پیر سید احمد مولوی اسماعیل صاحب
یہ پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا تھا

حضرت مولوی رشید احمد گیلوی نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی ساکن لہندہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمارا تھے۔ بہت سی کراٹیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبدالحی صاحب گھنوی اور مولوی اسماعیل صاحب گیلوی

اور محمد حسین صاحب داسپوری بھی ہمارا تھے۔ اور یہ سب حضرات سید صاحب کے جہاد جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد محمدی یا محمدی ملک یا خستہ ان سے کہا تھا۔ (مذکورہ الشریعہ حصہ دوم ص ۱۸۶)

ناظرین حضرات۔ کیا آپ تب تک نہیں سمجھیں کہ پہلی جہاد سکھوں کے ساتھ تھا یا ملک یا خستہ کی یا محمدی کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی انصاف کی عینک لگا کر بتائیں کہ یا محمدی یا کسی مسلمان کا نام ہے یا کسی سکھ کا فرکا؟ اور یہ حوالہ راجح ثلاثہ مراد یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

ایک انگریز سید صاحب اور مخدومین کیلئے کھانا لے کر آیا
لیجئے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چڑھ پا لکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوٹی ہاتھ میں لے کر کشتی پر پہنچا اور مزاج پُرسا کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑا کر دیا تھا کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تباہی کے سانچے پہنچیں۔ یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے بڑوں میں منتقل کر لیا جائے۔ کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔ (سیرت سید احمد حضرت اول مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی مدظلہ العالی جلد ہفتم ص ۱۸۶)

علامہ مشاق احمد صاحب نظامی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ انتہی منطقی سمجھ میں نہ آئی کہ جہاد کے لئے توسید صاحب اور مولوی اسماعیل جابر ہیں مگر لاش کا انتظام انگریز بہادر کے ہاتھ ہے۔ انگریزوں سے پانچ منٹ نہیں بلکہ مسلسل تین گھنٹے تک امیر کاروان سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ بڑا غضب کیا مولوی سید ابوالحسن علی ندوی نے جنہوں نے اس گفتگو کا تذکرہ کیا۔ غالباً یہ بات ان کے علم میں بھی نہ ہو گی کہ انگریز اور باہری مسلمان کے درمیان کیا گفتگو رہی۔ شاید یہی وہ مقام ہے جس کے لئے کسی شاعر نے کہا ع۔ یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

مگر مولوی علی ندوی کو اتنی تو صراحت کر دیجی تھی کہ انگریز کس قسم کا کھانا لایا تھا۔ انگریز کے یہاں تو خنزیر اور چھینکے کا گوشت دونوں ہی درست ہیں۔ انہیں حلال نہ کہ وہ کیا لایا تھا۔ اور سید صاحب اور ان کے ہمراہی حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر چمٹ کر گئے۔ (عنوان کے انسداد ص ۱۲۷)

یہ تو تبصرہ تھا نظامی صاحب کا۔ لیکن میرے لئے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ابھی تو اس کی بات ہے کہ دیوبندیوں کے صدر سالہ جشن منایا گیا۔ سب سے گاندھی نے پچاس ہزار دیوبندی علماء کو بلا شک کے لفافوں میں کھانا دیا اور تین روز تک مسلسل دیوبندی مولوی بلا شک کے لفافوں میں کھانے کر کھاتے رہے۔ اور حلال کی تمیز کئے بغیر معاف چمٹ کر گئے ان کے نزدیک تو صرف (گنہگار ہویں) کا کھانا حرام ہے۔ لیکن حلال ملاحظہ فرمائیے۔

"اندر گاندھی کے پیڑھے گاندھی نے علیہ و علیہ و مفت کھانے کا وسیع

انتظام کر رکھا تھا۔ سب سے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔ جو بلا شک کے لفافوں میں بند ہوا تھا۔ (انجیل ارموز و پاپیل سنسور)

ملک پشاور میں سید صاحب کی حکومت کا زرخیز انجام

(مرزا میرت دہلوی و دہلی دیوبندی کے قلم سے)

سید صاحب نے صد آغازوں کو مختلف مہدوں پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ شرع و فہم کے موافق عمل و کار کریں۔ مگر ان کی نئے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ وہ بعض اوقات تو حیران و تائید کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دو شیروں کو بیاں جاری ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پیرا اور زبردستی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھایا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مجاہدین میں سب طرح کے آدمی تھے۔ بڑے بھی اور بھلے بھی۔ بلکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ بڑے زیادہ اور بھلے کم تھے۔ کبھی علانیہ طور پر سید صاحب کے کسی ساتھی کو سزا نہیں دی گئی۔ حالانکہ اکثر باغی و فاضل ان سے سرزد ہوا کرتے تھے۔ یہ محض ناممکن تھا کہ فوجی عورت رات کو بھوکے عدت کی رات کے گزر جانے پر بے فائدہ بیٹھی رہے اس کا جزو نکاح کیا جاتا تھا خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ پشاور میں بڑے بڑے سرداروں میں نکاح ثانی کی رسم نہ تھی اور اسے سخت عقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ مانا کہ نکاح ثانی قرآنی حکم ہے۔ مگر جس ناگوار طریقہ سے وہ پابک کے آگے پیش کیا گیا تھا۔ وہ ناقابل برداشت تھا۔ ایک فوجی خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو۔ مگر صاحب

زور دے رہے ہیں۔ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر ان باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ
بجا کر کہتے تھے اور ان کو کچھ جارہ نہ تھا۔ ایک ایک جھوٹے جھوٹے ضلع تعصب
گھاؤں میں ایک ایک عمالی سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ بے چارا
جہانماری کیا خاک کر سکتا۔ اسے سید سے شریعت کی آڑ میں سنئے احکام
بے چارے غریب کساؤں پر جاری کرنا تھا۔ اور وہ آف نہ کر سکتے تھے۔ کھانا
پینا۔ بیٹھنا۔ اٹھنا شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہو گیا تھا۔ نہ کوئی منتظم تھا
نہ کوئی داورس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جاتا کچھ بات نہ تھا۔ کاش مولانا
شہید پشاور کے عامل ہوتے تو پشاور یوں پر یہ ظلم نہ ہوتا۔ ذرا کسی کی لپوں ٹری
ہوئی دیکھیں۔ اس کے لب کرا دیتے۔ ٹخنوں سے نیچے تہ بند بھی۔ ٹخنہ اڑا
دیا۔ تمام ملک پشاور پر آفت بھاری تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے ملاؤں کے
ہاتھ میں تھا جن کا جلس سوائے مسجد کے دوسرے کسی کبھی کبھ نہ رہا تھا۔ اور اب
ان کو منظم امور سلطنت بنا دیا گیا تھا۔ اور پھر غضب یہ تھا کہ ان پر کوئی ماکم مقرر نہ
تھا کہ ایک ان کی اپیل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرے۔ ان ہی بے دماغوں کے
فیصلے ناطق سمجھے جاتے تھے اور تسلیم کر لیا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے
اس میں کوئی بات بھی قابلِ مین آؤز نہیں کیسا ہی پیچیدہ مقدمہ ہوتا تھا اسکی
گھڑی بھر بھی تحقیق نہ کی جاتی تھی۔ اس پر غور کیا جاتا تھا۔ جس مقالہ ہی کے سامنے
گیا اور انہوں نے بیٹھ سے قبیلہ دے دیا۔ کوئی جھک جھک کرے۔ اور کون
تحقیق کی تکلیف برداشت کرے سید صاحب کی خدمت میں شکایتوں کی
عرضیاں گزر رہی تھیں۔ مگر کچھ بھی پریشش نہ ہوتی تھی۔ آپ کو یقین تھا۔

اہیت کے ارکان کی پابندی کرنے کے چونکہ یہ لوگ عادی نہیں ہیں۔ اور اب
میں پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ ہمارے آدمیوں سے ناراض ہوتے
ہیں مولانا شہید خاموشی سے اس بے انتظامی کو دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے
ہیں تھے کہ دیکھئے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

غرض ایک عام ناراضی ان سے متعلق کی طرف سے تمام ملک پشاور میں پھیل
اٹھا۔ یہاں ملک فوجیت پہنچی کہ باہم ان کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں۔ تاہم ابھی
بہت کچھ رعب کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور رکیوں پر سک جہا ہوا تھا۔ وہ ابھی
ان خون خوار سازشوں میں جو منتظموں کے خلاف کی جاتی تھیں شریک نہ تھے۔ گو
ان کے پیور بھی برتنے لگے تھے۔ پھر بھی ان میں سنجیدہ سکوت حکمرانی کر رہا تھا۔
آتش فشاں فتویٰ اور خطرناک انجام

پستی سے ایک نیا گل کھلا۔ گل کیا کھلا گویا غائبوں یا مجاہدوں کی زندگی کے
نہ کو اس نے پروا نہ کر دیا۔ باہم یہاں کے کل عمال نے جن کی تعداد ستر
سے زیادہ بر جی ہوئی تھی۔ ایک فتویٰ مرتب کیا اور اسے پر شیعہ مولوی سکین
اور خدمت میں بھیج دیا۔ فتویٰ کے مضمون یہ تھا کہ جوہ کا نکاح ثانی فرس ہے یا
میں۔ مولانا شہید کی واقعہ تھے کہ ملک پشاور میں یہ آگ پھیل رہی ہے۔ اور
واقف اس فتویٰ کی اشاعت سخت غضبناک ہو گئی۔ آپ نے سادہ طور پر اس
اپنی مہر کر دی۔ اور سید صاحب کی جی اس پر مہر ہو گئی۔

ناظرین کرام۔ اب ذرا سید صاحب کی مہر کا نقطہ اور شہید بالا کرٹ کی مہر کا
تشریحی ملاحظہ فرمائیے اور پھر انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ دونوں حضرات

اُٹھتی تھیں؟ یا مقام نبوت کے متلاشی تھیں۔

صاحب کی مہر کا نقشہ مولوی اسلمیل صاحب کی مہر کا نقشہ
سید اسمہ احمد واذکر فی الکتاب الاستیعاب
حوالہ ملاحظہ ہو۔

"میر صاحب نے نئے طور سے اپنی مہر کندہ کرائی جس پر مذکورہ بالا
اسم شریف لکھا ہوا تھا۔ مولانا شہید نے بھی ایک مہر کندہ کرائی۔ اس پر یہی اسم
کریہ لکھی ہوئی تھی۔" (حیات طیبہ مزاجرت دہریہ دار دیوبندی ص ۲۰)

دیکھ لیا۔ ناظرین کرام نے مہروں کا نقشہ۔ گو یا پروردگار کے ہر دووں نے
بنیاد حضرت احمد مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق دو
آیتوں کو مزا نظام احمد قادیانی کی طرح اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اسی بے ادبی کی
وجہ سے سید صاحب و اسماعیل کی حکومت تباہ و برباد ہوئی۔ پہلے سے یہی لوگ
شان رسالت میں بے ادبی اور گستاخی کی عبادتیں کتابوں میں لکھ چکے تھے۔ اب
ہزاروں مسلمانوں کا خون اپنے ذمہ لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جیسے آگے
چل کر بیان کیا جائے گا۔ اور جو ہر اسے پیش کئے تھے۔ وہ بانی دیوبندی
حضرت کی کتابوں سے نقل کئے تھے۔ ان کے گھر کی بات ان کے گھر میں
ہی نسبت اور اہل سنت و جماعت کے عمار کے خلاف بیعت و شرک کے فتوے
لگانے والے اپنے گھر کی متلاشی لینے میں مصروف رہیں۔

پشاور شہر کے قاضی صاحب کا حکم اور فتنہ کا انجام ہزاروں مسلمانوں کا قتل

اور پھر وہ فتویٰ قاضی شہر پشاور سید مظہر علی صاحب غازی کو بھیج دیا گیا۔ انہوں
نے اس فتویٰ کی اشاعت پر پشاور میں سختی سے منع فرمایا۔ بلکہ یہ اعلان دے دیا کہ ہمیں
ان کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رائدیں ہیں۔ سب کے نکاح ہو جانے
مشروط ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رائد رہے گی۔ تو اس گھر کو آگ لگا
دی جائیگی۔ اس اعلان کا شائع ہوا تھا۔ تمام ملک مجاہدین کے خلاف مشتعل
برست ہو گیا۔ بہت دھوم دھام سے سازشیں ہونے لگیں اور ایک عام کھرام
طلب پشاور میں مچ گیا۔ بڑے بڑے خواہن جو اپنی رائدوں کیوں کا نکاح کرنا۔
صفت عیب خیال کرتے تھے بڑے افروختہ ہوئے اور انہوں نے باہم پریشانی
کیا کہ ہمیں دن کی حدت میں ان سب کو زندہ کر ڈالو۔ مجاہدین نے بھی آخر وقت
میں جاسکے جب سب سامان ہو چکا تھا۔ ان کے ہوسر پہچانے۔ اور وہ خائف ہو کر
سید صاحب کو کھینچے گئے۔ کہہ ماں یہ کیفیت نظر آتی ہے۔ سید صاحب کچھ ایسے
بے پرواہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ نہ محجروں کی خبروں پر
کچھ توجہ کی۔ جو دم بدم یہ پرچہ گزارا ہے تھے کہ آپ جلد فرج سے کہ اس طرف
روانہ ہوں۔ ورنہ ختم ہی ہوا چاہتا ہے۔ سید صاحب نے مطابق توجہ نہیں کی
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ کم اعلیٰ مولوی سید مظہر علی صاحب جو اس آتش فشاں فتویٰ کے
بانی و اشاعت دہندہ تھے اور جنہیں سید صاحب نے بڑے اعتبار اور

غیر و سب سے مقرر کیا تھا۔ سلطان محمد حاکم پشاور کے دربار میں ملائے گئے اور فوراً ان کا سر تسلیم کیا گیا۔ اور عام حکم دیدیا گیا۔ کہ ایک ایک جماد کو قتل کیا جائے۔ ساری رات میں کل جمادوں کی چوبیس سو تک مختلف حصص میں متعین تھے۔ گزریں اڑا دی گئیں اور نہایت بے کسی کی حالت میں ان میں سے اکثر سرکوں پر بچروں کی طرح ٹانگے ذریعہ کئے گئے۔ (حیات طیبہ ص ۳۳۷)

یہ عمومی خبر وحشت ناک الگ کی طرح پختیار میں سید صاحب کے گوش حقیقت نبوت میں بھی پہنچی۔ آپ نے یہ خبر گوش گزار فرما کے خون کے آنسو روئے اور الیہ صبر فرمایا۔ کہ کل ادا دے پست ہو گئے اور ایسی یاوی سی چھائی کہ انتقام کی بھی ہمت نہ رہی۔ پیارے شہید کا دل سب سے زیادہ ٹوٹ گیا تھا اور وہ سخت حرمان کی بھری ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اب کیا تھا۔ کروٹ پٹی تھی۔ اور پیروں کے نیچے سے زمین مٹ چکی تھی۔ ظاہر تھا۔ کہ کئی برس خون پینہ ایک کر کے پنجاب کے بڑے حصہ پر سکھایا تھا اور وہ آٹا ناٹا یوں غیر باد ہو گیا۔ کثیر القتل و مجاہدین کا مارا جانا بھی قہر ناک تھا۔ اور پشاور کا ملک چھین جانا تو سب سے ہی زیادہ خونی اثر پیدا کرنے والا تھا۔ ان تمام ناگفتہ بہ غنائک صورتوں نے مولانا کو بٹھا دیا۔ اور پھر اس شیر میں بھی یہ اولو بعضی نہ رہی کہ وہ اپنے دو متون کا عرض لیتا۔ اب اس نے اپنی شکستہ دلی اور سخت یاویسی کی حالت میں اپنے آپ کو بالکل اپنے ختم ہونے کے حوالہ کر دیا۔ کہ جو کچھ یہ چاہے جو کچھ یہ کرے۔ اس کا ساتھ دو۔ ورنہ خود کوئی بات سونپنا اور مشورہ دینے کا کام نہیں ہے۔ سید صاحب مولانا

شہید سے بھی زیادہ شکستہ خاطر تھے۔ آپ نے یہی بہتر جانا۔ کہ اس ملک پنجاب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ہر چند لوگوں نے سمجھا یا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور کہا۔ جہاں میرا خدایا ہے گا لے جائے گا۔ میں چلا جاؤں گا۔ (حیات طیبہ ص ۳۳۷) ۱۹۳۷ء زمزمہ حیرت رہوی۔ مطبع معارف پریس لاہور اگست ۱۹۳۷ء

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے شہید بالا کوٹ کی حکومت کا نقشہ ایک ہی فوری ایسا جاری کیا جس سے ایک ہی رات میں ہزاروں مجاہدین کو قتل کر دیا۔ اور وہ بھی مسلمان بچپانوں کے ہاتھ سے۔ اللہ اکبر! یہ کونسی شریعت کے مطابق فتویٰ تھا جس پر شہید بالا کوٹ نے مہر کر دی اور سید صاحب سے بھی مہر کر دیا۔ اور ہزاروں آدمیوں کا خون اپنے ذمہ لیا۔ اللہ اکبر! یہ کونسی شریعت تھی جس کی رو سے یہ حکم جاری کیا گیا۔ کہ تین دن کے اندر سارے ملک پشاور میں جس قدر یہودی عورتیں ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں۔ ورنہ تین گھر میں کوئی یہود عورت بغیر نکاح کے رہے گی۔ اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور معصفت کتاب بھی شہید بالا کوٹ کے عاشق زار ہیں۔ جابجا آپ کو پیارے شہید کا لقب دے رہے ہیں۔

یوہرین مؤرخ کا بیان

اب اسی کتاب سے ایک ایسا مؤرخ کا حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک یوہرین مؤرخ اس افسوس ناک واقعہ کی نسبت یہ تحریر کرتا ہے۔ بڑا صاحب نے یہ ضرورت سمجھی کہ وہ اپنے ہندوستانی پیروں کو اپنے فضل و کرم

سے نہال کر دیں۔ جن کا ان پر کامل بھروسہ تھا۔ پہلے آپ نے اپنے کو سردی لوگوں سے (دوبئی) عشرتینے میں محدود کیا۔ اس امر کو انہوں نے خفیہ انداز سے برداشت کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم سے وہ بچی نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے فی جاتی ہے۔ مگر جب سید صاحب کے بیروان وہ بچی سے گزر کر زیادہ لینے لگے۔ تو سردی لوگ سخت برہم ہوئے۔ اور جس کا نتیجہ سید صاحب کے لئے بہتر نہیں ہوا سید صاحب کا مزاج صلح کل حاکمۃ امترازی عنصر اپنے میں بہت کم رکھتا تھا۔ بلا اس میں سخت تعصب اور فتنہ انگیزی (استغفر اللہ) آمیز ہو رہی تھی۔ جس نے اس حیرت انگیز اثر کو جو سردی لوگوں پر ہوا تھا۔ آٹاٹا میں ملبا میٹ کر دیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میری قوت زوال پذیر ہو رہی ہے۔ آپ نے اور بھی زیادہ سردی لوگوں پر سختی کی۔ اور ان کے ساتھ سخت انسانیت سوز برتاؤ کیا۔ جس نے سردیوں کی اس بے نظیر محبت کی دشمنی و نازک لڑکی کو جو مرجع کیا۔ جس نے ان پر غلبہ کا عجیب انفسوں پھر نہ تھا۔ آپ نے پہاڑی آدمیوں کی شادی بیاہ کی رسوم میں دست اندازی کی جو اپنی لڑکیاں بڑے بڑے امیروں کو بیچے کے لالچ میں بیاہ دیتے تھے۔ یا یہ کہہ کر ان کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تھے اور چونکہ آپ کے ساتھی غریب لوگوں تھے۔ اور بلا انہیں جو روک کی بھی خواہش تھی۔ تو اپنے ایک فرمان جاری کیا کہ ختنی کنواری لڑکیاں ہیں۔ وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کیلئے سامان کی جائیں گی۔ اگر ان کی شادی بارہ دن میں نہ کر دی گئی۔ تو ہم کی قوم اس اعلان سے بھرپور کٹھی اور اس نے ہندوستانی آدمیوں کو قتل کر ڈالا سید صاحب بڑی دقت سے جان بچا کر بھاگے۔ (حیات طیبہ ۲۸۵-۲۸۷)

سید صاحب جہاد سے قرار ہو گئے

ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے بھارت تھا۔ اسی حالت میں میں نے تین شخصوں سے مل کر دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غل چایا کہ حضرت ہم کو کہاں بھجوز گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے؟ سب لوگ آپ کے براہ میں میرے غل چانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ راجب ندویا اور چلے گئے۔ میں بوجہ سخت بیماری کے اٹھ نہ سکا۔ غل چایا کیا۔ اسے شخص نے بیان کیا کہ ہم انہی دونوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تھانسی رہے تھے۔ دفعۃً کچھ خانسلے پر گزرنا ہوا تھا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھوں کہ سید صاحب اور ان کے دو ساتھی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام و مصافحہ کیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت کہوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں جو یہ دیکھ کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا غلیفہ بنالیا ہے۔ اور ان سے بیعت کی ہے۔ آپ سے اس پر تحقیر کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے ہم نہیں آسکتے۔ "اننا فرما قاتلہ دالوں کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر واپس آئے۔ میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا۔ تو منع فرمایا۔ اور کوشش کے جو میں نے پیچھے چھوڑنا چاہا۔ تو میرے ہاتھ پاؤں زورنی ہو گئے۔ میں توڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور بے ہوش تھا۔ کہ کیا اٹھ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب دہراں میاں نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے

ہم ایک گاؤں میں ایک جنگ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو گرائی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی گروا کر گئے ہیں۔ کیونکہ وہی تھی۔ ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔ تذکرۃ الرشید ص ۱۷۷ معنفہ عاشق الہی میر تقی میرؒ کی کلام ! دیکھا آپ نے تذکرۃ الرشید کی عبارت سے صاف صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب سکھوں کے مقابلہ میں جہاد سے بھاگ گئے۔ اور جس کا کام میں حوالہ پیش کر رہا ہوں۔ اس کے معنفہ عاشق الہی میر تقی میرؒ ہیں۔ جو بچے دیوبندی اور مولوی رشید احمد صاحب کے عاشق زار ہیں۔ جو ارشاد فرما رہے ہیں کہ سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے تھے۔ خدا جانے کہیں پہاڑوں میں جا کر مر گئے ہوں گے۔ اب ملاحظہ فرمائیے شیخ الحدیث صفدر صاحب کیا تحریر فرما رہے ہیں۔

بالاکوٹ میں دریا کے کنارے پر جان مسجد کے قریب محض سے قبرستان میں حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمۃ کی قبر ہے۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری کیا فرماتے ہیں۔ آپ سے علامہ افتخانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ سے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں۔ کہ قبر پر انوار مولانا شہید کے قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا: ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(رسالہ انعام الدین لاہور شیخ التفسیر ص ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۳۳)

اب حیات طیبہ کا ایک حوالہ نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا حیرت دہلوی

کیا فرماتے ہیں۔ سید صاحب قلب فشکر میں پانچپے تھے کہ ایک گولی آپ کی ٹانگ میں لگی۔ آپ گولی کے صدمہ سے جھک رہے تھے کہ ایک گولا صاف آپ کی باڈی کاڑھیں سے آپ کو اڑائے گیا۔ جس سے بولائے ہوئے مجاہدین کو یہ معلوم ہوا۔ کہ سید صاحب مجسم آسمان پر بلائے گئے ہیں اور دباؤ تشریف لائیں گے۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی منقولہ ہے کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ مگر یہ خبر مجتہد مسلم ہوتی ہے کہ دو کھنڈن غیرت گھڑنے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ ہی میں دفن کر دیا۔ مولانا شہید کی قبر تو موجود ہے اور سید صاحب کی قبر حضرت مولوی علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مستتر ہے (حیات طیبہ معنفہ مرزا حیرت دہلوی ص ۳۳)

مولوی اسماعیل صاحب سید صاحب کو یکسر جہاد سے بھاگنے کا حجب مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کر دیا۔ مگر حجب دیکھا کہ سید صاحب تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ان کا باقی جنبش نہیں کھاتا۔ اور وہ عنقریب سکھوں کے قبضہ میں آئے نہ کوئیں۔ آپ نے میدان سکھوں کے ہاتھ سوپ کے سید صاحب کو سنسٹا لیا۔ اور بائٹل کئی آدمیوں کی مدد سے آپ کو گھوڑے پر بٹھا کے صاف میدان جنگ سے نکل آئے۔ جب مجاہدین نے سید صاحب اور مولانا شہید کو اپنے میں نہ پایا۔ ان کے پیچھے بھی اکھڑ گئے۔ مذکورہ کما بڑ رتقا۔ نہ انہیں کوئی خالہ جیسا لڑائے والا اور نہ مثنی جیسا حملہ آوروں کے پیچھے سے نکالنے والا تھا۔ جلدی ان کا بیٹگ مٹایا۔ مولانا سید صاحب کے سکھوں نے تفاق کیا۔ اور غلام مسلمانوں

کو نہایت بے بسی کی حالت میں قتل کیا۔ ان کا سامان لٹ رہا تھا۔ اور ان کی جانیں ضائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کو لینے کے دینے پڑ رہے تھے اور ادھر مجاہدین کی جانوں پر بریں دہی تھی۔ بہت سے مسلمان سکھوں نے قید کر کے لاہور روانہ کئے۔ جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے دیات کا ناظرین کرام۔ خور فرمائیں۔ یہ اسکیلی جہاد۔ ہزاروں مسلمان سکھوں کے حوالے کر کے تملیل صاحب، سید صاحب کو گھوڑے پر بٹھا کر میدان جہاد بھاگ نکلتے۔ جیسا کہ وہابی مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے۔ شاید جہاد سے جان بچا کر بھاگ جانا ہی شہادت کا مترقبہ دلانا چوگا۔

سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ آپ نے ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے۔ عبارات اکابر کے صریحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ انگریز کے ظالمانہ اور جابرانہ دور کے ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنا بھی اسی کی ایک کڑی نفی چنانچہ خان صاحب فخریہ طور پر لکھتے تھے۔ کہ ہندوستان بلفظ دارالاسلام ہے + اس کا جواب تو حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی نے پیش لفظ میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اور دیوبندی اکابر علماء کے قلم سے ثابت کر دیا ہے وہ بھی ہندوستان کو دارالاسلام لکھ چکے ہیں۔ لیکن میں یہاں لکھ رہی کی مزید تکی کے لئے ایک حوالہ غیر مقلد حضرت کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب ترجمان دہا سے نقل کرتا ہوں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

دارالاسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام مقام فرنگ فرما رہے ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے۔ یا دارالاسلام جنتیہ جن سے یہ ملک بالکل بھلا ہوا ہے۔ ان کے عالموں اور بدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے۔ (ترجمان دہا ص ۱۵۱) اور سینے ایک اور حوالہ کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

کے نواب صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس وقت مولوی عبداللطیف خان درمیشی لکھتے تھے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک سالہ شہر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء

دریغ و غیرہ کے فتوے نقل کئے تھے جس سے سرکار کو معلوم ہو جانے
کہ تمام فتویٰ مذکورہ کی رد سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے
اور کسی شخص کو شیعیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں
شک نہ رہے۔ (ترجمان دہلیہ ص ۵۷)

کیوں جناب گھگھڑی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہ۔ دراصل یہ گھگھڑی
صاحب کی لاعلمی کی زبردست دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مخالفت
میں دیوانہ وار قلم چلا رہے ہیں اور اپنے گھر کی تلاشی لئے بغیر اندھا دھند
اور اوراق سیاہ کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں خیال فرماتے کہ مجھے اس میں مذمت
اتھانی پڑے گی۔ جب آپ کے سب علماء رفیقہ وغیرہ مقلد ہندوستان کو
دارالاسلام کہہ چکے ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کو کیا قصور ہے؟ انیسویں قزاق
بانت پر ہے کہ سفر ازماع صاحب اپنے ابا پر علماء کی کتابوں سے بھی ناواقف
ہیں اور جو شخص اپنے ابا پر علماء کی کتابوں سے ہی ناواقف ہو۔ وہ اپنے
ابا پر علماء کی کفریہ عبارات کو اسلامی کیسے بنا سکے گا۔

اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرا اتباع پر۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

”سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور قسم
لےنا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے
میرے (اتباع پر)۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم مطبعہ معارف عاتق الہی میرٹھی دیوبند)
ناظرین کرام۔ اب اسی کتاب سے ایک حوالہ در نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ
فرمائیے کہ مولوی عاتق الہی صاحب کیا فرماتے ہیں۔
”مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں ٹھوکر پینا نجات کا سبب ہے“
واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا
سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۷۷)

ناظرین کرام یہ دونوں حوالے میں سے تذکرۃ الرشید کتاب سے
من وعن نقل کر دیجئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی جس کا دل چاہے۔
تذکرۃ الرشید کتاب سے خود ملاحظہ فرمائیے اگر کسی صاحب کو یہ کتاب
دل سکے تو میرے پاس تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیے۔ کیونکہ میں نے اس کتاب
میں سب حوالے ابا پر علماء کی کتابوں سے ہی نقل کئے ہیں۔
اور میرے پاس یہ سب کتابیں موجود ہیں جس کا دل چاہے تشریف لاکر ملاحظہ
فرمائیے تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔
قارئین کرام۔ غور فرمائیے۔ گھگھڑی صاحب نے دعوائے توہمت بلند

فرمایا ہے۔ لیکن اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔
 اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے قرآن شریف سے تو ثبوت ہوتا ہے
 کہ ہر زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے حضرات انبیاء کے کرام علیہم السلام
 والسلام کی اتباع پر اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت سے
 لے کر قیامت تک ہدایت و نجات موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اتباع پر۔ لیکن گنگوہی صاحب اس کے برعکس فرما رہے ہیں کہ ہدایت و
 نجات موقوف ہے میرے اتباع پر حالانکہ گنگوہی صاحب کو اپنی نجات کا بھی
 علم نہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ پس یہ دعویٰ گنگوہی صاحب کا لغو اور باطل
 ہے۔ اور قرآن شریف و حدیث پاک کے سراسر خلاف ہے۔

اب یہاں پر ایک عبارت تقویۃ الایمان سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھیے آپ
 کے شہید بالا کوٹ کیا فرما رہے ہیں۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاف
 کرے بچا خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم
 نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۵)

ناظرین کرام! غور فرمائیں مولوی امجد علی دہلوی کے نزدیک سب انبیاء
 کرام و اولیاء عظام اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی حقیقت
 معاف اللہ ہے خبر نہیں۔ تو گنگوہی صاحب کو اپنی ہدایت و نجات کا کیسے علم ہو
 گیا؟ جو یہ فرمائیے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات میرے اتباع پر موقوف
 ہے۔ اس کا تو صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ جو گنگوہی صاحب کی اتباع
 کرے گا اس نجات اسی کی ہوگی یا پھر جو کوئی تقاضی صاحب کے پاؤں

دھوکہ پی چکا ہے۔ اس کی نجات ہوگی۔ کیونکہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی اللہ
 تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ مولانا تقاضی کے پاؤں دھوکہ دینا نجات
 اخروی کا سبب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ جن حضرات نے گنگوہی
 صاحب کی اتباع نہیں کی اور تقاضی صاحب کے پاؤں دھوکہ نہیں پیئے
 ان کی نجات کیسے ہوگی۔ ناظرین کرام! اب ان حضرات کا عقیدہ اور کردار ملاحظہ
 فرمائیے۔ دیوبندی علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور
 انصاف کیجیے۔

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمن
 صاحب رحمۃ اللہ علیہا نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہی کی مانتا نہیں مجمع تھا۔
 حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد جمع تھے۔ اور یہ دونوں
 حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی
 سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں درالیت جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شراب سے
 گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چپ لیٹ گئے حضرت
 بھی اس چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے
 سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔
 مولانا مزید فرماتے ہیں کہ میان کیا کرتے ہو؟ لوگ کیا کہیں گے؟ حضرت
 نے فرمایا۔ لوگ کہیں گے۔ کہنے والوں کو ثلاثہ حکایت ص ۳۵ ص ۳۶
 ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں شاید یہ منظر
 عام مجمع میں اس لئے کیا گیا جو کہ آپ کے مرید و شاگرد بھی اسی طرح آپ کے

نقش قدم پر چلی کر بابت و نجات حاصل کر سکیں اور عام لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ بابت و نجات واقعی کنگو ہی صاحب کی اتباع پر ہے اللہ انہی ہی جناب تمام ملائے دیوبند کے قطب الارشاد امام ربانی محترم کنگو ہی صاحب۔ اب ایک حوالہ اسی عاشق صادق کا اور ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں۔ ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عرفہ کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نواح ہوا ہے۔ سو حبل طرح زن دشوہر میں ایک کوہ دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۵۷)

دیکھا جناب آپ نے عاشق صادق کا غلبہ عشق یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ خواب میں بھی مولوی قاسم صاحب ہی دکھائی دیتے ہیں۔

ناظرین کرام۔ یہ ہیں مرثیہ خاں۔ چنانچہ محمد الحسن صاحب دیوبند ہی نے ص ۱۸ میں کنگو ہی صاحب کی شان میں لکھ چکے ہیں۔

خدا ان کا مرثیہ وہ مرثیہ تھے خلائق کے

میرے مولایمیرے ہادی تھے شیک شیخ ربانی

یہ جناب کسی معمولی آدمی کا فتویٰ نہیں۔ یہ تو جناب صدر دیوبند کا ارشاد ہے جو شرک و بدعت کی توار مر دقت انھیں ملے پھرتے رہے ہیں۔ اور بات ات پر بدعت و شرک کے فتوے لگانے میں مصروف رہتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی عالمین کا رب خدا

ہے۔ جو دیوبندیوں کا عقیدہ صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا تو صرف کنگو ہی صاحب کا رب ہے۔ اور باقی ساری مخلوق الہی کے رب مرثیہ مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ کیوں جناب دیکھا آپ نے یہ ہیں بچے میر پرست موحہ۔ اور اگر مجازی عشق و محبت کا جلوہ دیکھنا ہو تو کنگو ہی کا نشانہ اٹھارہ دیکھ لیجئے۔ اور اوپر کے معصوم کو دوبارہ پڑھ کر اپنے قلب کو تسکین دے اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو تو تذکرۃ الرشید اٹھا کر خواب والی عبارت کو دوبارہ۔ جس میں از قوی صاحب کو عربوں کی صورت میں دکھایا گیا ہے اور کنگو ہی صاحب سے نکاح بھی ہو چکا ہے اور آپس میں مرد و زن کی طرح ان دونوں کو ناز و محبت پہنچ چکا ہے اور آپ حضرات اس بات کو بھی نہ بھول جائیں۔ کہ یہ وہی کنگو ہی صاحب ہیں جو فرما رہے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بابت الہی جات موت ہے میرے اعتبار سبحان اللہ دعویٰ بھی ایسا کیا کہ جو انبیاء کے علیہم السلام کے سوا کسی مسلمان نے بھی اب تک نہ کیا ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی مسلمان ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت کرے۔

تقویتہ الایمان کتاب کی تشریف کنگو ہی صاحب کی ربانی ناظرین کرام۔ کنگو ہی صاحب نے تقویتہ الایمان کے بارے میں تشریف فرمایا

تقویتہ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور تو شرک و بدعت میں لاجواب۔ استدلال اس کے بالکل کتاب امتداد احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا پڑھنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸)

ناظرین کرام۔ خود فرمائیے تقویتہ الایمان کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل کی گئی

ب رحمت شہر کو تیار ہوا۔ اہل حرمین کو مخصوص اور اہل حجاز کو عموماً اس سے تکلیف
 دہنچی نہیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے
 دل کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو یوحنا کی تکلیف شدیدہ
 نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے ادار کی فوج
 ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم باغی خونخوار اور فاسق شخص
 صاحبِ شباب نائب مہضف مولوی حسین احمد صاحب تھانوی صدر دیوبند مستمک

ناظرینِ کرام! دیکھنا آپ نے مولوی رشید احمد صاحب کو فرما رہے ہیں۔
 رشید احمد کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔ اور اسی زبان سے محمد بن عبد الوہاب
 کی تعریف فرما رہے ہیں۔ اور اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب
 محمد بن عبد الوہاب کو ظالم و باغی خونخوار فاسق بتا رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ہی
 جانتا ہے۔ کہ ان دونوں حضرات میں سے کون سچا ہے۔ کس کی اتباع پر ہدایت
 و نجات موقوف ہے۔ اور جبریت کی بابت ایک یہ بھی ہے کہ یہی مولوی رشید احمد
 صاحب شباب نائب میں گنگوہی صاحب کی تعریف میں زمین آسمان کے قلیے
 دلا رہے ہیں۔ پھر بھی گنگوہی صاحب کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں اور دُشمن
 الی جوٹ سے بخود کو ظالم و باغی خونخوار فاسق فرما رہے ہیں۔ غیریہ تو ان کے
 گھر کا معاملہ ہے اس بار کو تو مہضف جبار تاتاباہر کے موافق کیا سمجھے؟ سوال
 تو صرف یہ ہے کہ کیا واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے؟
 خود سر فرما صاحب بھی المہند کا حوالہ دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
 مہند علیہ کے خلاف نوہر اٹھتے ہوئے عبارات اکابر کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں

ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک وہ سب ملین اسلام ہیں۔ حالانکہ یہ ساری کتاب
 ہی بے ادبیوں اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اور گنگوہی صاحب
 فرما رہے ہیں۔ کہ استدلال اس کے باطل کتاب اللہ اور حدیث سے ہیں۔
 کوئی دیوبندی علماء میں سے یہ بتا سکتے ہیں کہ جو اربعہ باتیں کفریہ۔ کفریہ
 سے نقل کی گئی ہیں۔ کس آیت شریف یا کس حدیث پاک کا ترجمہ ہیں۔ آپ شیخ
 دہلی حضرت کے متعلق گنگوہی صاحب کا کیا عقیدہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

”محمد عبدالوہاب کے مفتیوں کو دہلی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ
 اور مذہب ان کا جہلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ان کے عقائد
 اچھے ہیں۔ مگر ان جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ان میں فساد آگیا ہے۔ اور
 سب کے متفق ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ جہلی کا ہے۔ ان
 رشیدیہ۔ رشیدیہ احمد گنگوہی جلد اول ص ۱۱۱

اب اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک فتویٰ
 کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں اور انصاف سے فیصلہ کریں۔

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا فتویٰ

صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتدائی تیرھویں صدی ہجری عرب سے
 ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات اعلیٰ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے
 اہل سنت والجماعت سے قتل و قتل کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف
 دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور ملاحی سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو

یہ سب قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ دو رسالت کو کھلم کھلا مرعی تھا۔ اور یہ مجددیت کو چھپانے ہی سے ہے۔ خلافت کو کافر ٹھکانا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے دہائی پیلے اُمت کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔ خیر یہ تو اٹھ اٹھائے ہی خوب جانتا ہے کہ قیامت کے میدان میں رسوا کون ہو گا؟ اب یہ تو یہی ہے۔ کہ نشان رسالت میں بے ادب نشان کفر یہ عبارتیں لکھنے والے چھاپنے والے اور ان کفر یہ عبارتوں کی حمایت میں لکھتے ہیں لکھنے والے قیامت کے میدان میں اپنی ذلت اور رسوائی خود اپنی آنکھ ہی سے دیکھ لیں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کسی مسلمان اپنی کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ کافر ہی کو کافر کہا ہے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر کہے خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہی فتویٰ آپ کے اکابر مولوی مرتضیٰ احسن صاحب کا ہے۔ کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (دیکھو اشارۃ الغلاب ص ۱۸)

پھر اعلیٰ حضرت کا کیا قصور ہے؟ جب کہ آپ کے اکابر بھی یہی فتویٰ ہے۔ بلکہ ان اکابر علماء دیوبند کی ان کفر یہ عبارتوں پر علماء عرب و عجم کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ خود سرفراز صاحب بھی شان رسالت میں بے ادبی و گستاخی کرنے والے کہ کافر بتا رہے ہیں۔ دیکھو عبارات اکابر ص ۳۲ اور اسی زمانہ کے علماء کرام نے علماء دیوبند کی ان کفر یہ عبارت کا رد کر دیا تھا۔ اور سیکرڈ لٹا ہیں ان کفر یہ تو بہن آمیز عبارتوں کے رد میں کبھی جا چکی تھیں۔

جناب سرفراز تو ابھی اچھی تشریف لارہے ہیں۔ یہ اپنے اکابر کی تو بہن آمیز کفر یہ عبارتوں کو اسلامی کیسے بتا دیں گے؟ جبکہ وہ خود اپنی تو بہن آمیز

کفر یہ عبارتوں کو اسلامی نہ بتا سکے اور نہ ان کفر یہ عبارتوں سے توبہ کر سکے۔ اور اتنے دم تک بھی رجوع نہ کیا۔ بلکہ اپنی خدیث و حدیث پر قائم رہے۔ اور یہ سوچا کرتا تھا کہ میدان میں شفاعت کے لئے یادگار رسالت میں کون سا شہرے کے حاضر ہوں گے؟

اب شیخ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر دنیا بھارت آخری کا سلب ہے۔ جناب عاشق الہی نے توبہ فیصلہ فرمایا۔ کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات آخری ہو جائے گی۔ لیکن یہ بات نہیں بنائی کہ فقط تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے ہی نجات ہو جائے گی یا نماز روزہ حج زکوٰۃ احکام شریعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہو گا؟ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ جب تھانوی صاحب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو تھانوی صاحب کے کون سے مربوب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات آخری حاصل ہو سکے گی۔ اور عاشق الہی صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا۔ کہ کونسی قرآن شریف کی آیت سے یا کونسی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات ہو جاتی ہے اور تھانوی صاحب کا دہائی جہان کی اپنی زبان قیامت ہو چکا ہے جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور مولوی حسین صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھا جا چکا ہے جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کو کھلم کھرا ناسق لکھا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھ دیا گیا جس میں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کی تہلیل کی ہے۔ اب آپ ملانے دیوبند کی کتابوں کے حوالوں سے ہی نجات آخری کا حل تلاش کر لیجئے۔

اسی زمانہ کے علمائے کرام نے ان یغیرہ عیادتوں کا رد کیا

ناظرین کرام! اب میں اس زمانہ کے اکابر علمائے کرام کے چند حوالے
صیغہ الہیہ کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

جميع اهل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ فقیرانہ بار میں علماء دیوبند کے (معتقدین)
کا حال منکر، باطل مخالف تھا۔ مگر عرصہ تین سال کا مؤاسسہ جبکہ مولوی رفیع حسن
صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد
کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے
مطابق پایا۔ اور خود بھی دیوبند جا کر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی
طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوئی اس لئے میں قریب تین سال
سے ان کی تعریف و توصیف کرتا رہا۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا مؤاسسہ کہ کچھ علمائے
دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا۔ چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور ان کا
دیوبند کی تصدیقات بھی لینے آئے۔ مجھ کو شریعہ کے ساتھ بڑھ کر منایا جس کے سننے
اور دیکھنے سے شک پیدا ہو گیا کہ علمائے دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا خان
صاحب اعلیٰ حق پر ہیں۔ اور جو ان کے عقائد کی نسبت لگتا تھا ہے۔ میری عیادتوں
سے پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کی نہیں ہوا۔ کہ ان اتفاقاً ایک دن ہم اور
جناب منشی محمد لعل خان صاحب و جناب حاجی بوسنت زبیل علی رضا صاحب
جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن قاسم المحدث و جناب احمد حسین صاحب انور
والسے جناب حاجی اکمل علی صاحب چند والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی

اب صاحب دہلوی و صاحب خانہ موجود تھے ان کی حضرات کے سامنے مناظر
ت پیش ہوئی اور یہ قرار پایا کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ
ت فہم پر مبنی تجویز کرتا چاہیے۔ اس پر جناب حاجی بوسنت صاحب نے یہ فرمایا
کہ اگر بات احمد صاحب لٹوی کی ہے۔ تو جناب مولانا مولوی احمد دین صاحب
نے یہ فرمایا جہاں اللہ۔ وہ ہایت عالم اعلیٰ یقینی صوفی یعنی ہیں۔ آپ کے
داخل میں بدگمانی کو کام ہے۔ بلکہ ایک معتقد عارف دیوبند سے بھی دریافت کیا۔
ان نے بھی ان کی تصدیق کی اس کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے
میں سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا
کہ میں اردو زبان سے لوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلا
کہ اردو دیوبند کے عقائد کیسے ہیں جس کا جواب انہوں نے یہ ضابطہ فرمایا۔ جو
ذیل ہے۔ آپ ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کر لیں گے کہ کون حق
سے اور کون ناقد پر آمندہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ
لی صورت میں ظاہر کروں گا۔ (مولوی احمد موسیٰ امام جمدانہ اندر پٹی کلکتہ)

فصل مکتوب!

"تمام خوبوں کا مستحق اللہ ہے۔ جو دونوں جہاں کا پروردگار ہے اور
در سلام بہ تمام رسولوں کے سرور پروردگار کے آل و اصحاب اور ازواج پر۔
و انست کے بعد آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ ملا۔ دیوبند کے پرسش احوال کے
تعلق وارد ہوا۔ چونکہ آپ کو مجھ پر تو توفیق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ
کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ

امیجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں تو میں کتنا ہوں اور اللہ سے تو فریق ہے اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہل سنت و جماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ قدس سرہ کے ہیں انہی کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر رعایت ہیں عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسماعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اس اشارے متنبہ۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا اور اس تقصیر رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں۔ اس کے اقوال کے صحیح میں اور اس نے (اللہ اسے معاف کرے) لیکن ایسے عقائد گھڑے جو عقائد سنت و جماعت سے نہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا بھدیا ہونا تو اس سے جائز یا نہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اجبوتی بات بولے نہ برطریق نقل و حرکت کے اس لئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تعالیٰ قرآن شریف اس سے کھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے۔ بلکہ اس نے جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقعہ میں جھوٹی ہے اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو زندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئے گا اور یہ اس کی بابت غرض غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز ہو۔ اور ممکن ذاتی ہو۔ تو اس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے گا اور پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے۔ باطل ہونا اللہ کے اس قول میں اصدق من

اللہ قبلا۔ وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفاتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات ہے اور جو محال لذاتہ ہو۔ وہ کبھی ممکن بالذات نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا خبر لی ہے یا برائی۔ اگر اچھی صفت ہے۔ تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھڑا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بالفعل صفات کی لہر والا ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے ذات باری علت نامہ ہے۔ تو پناہ بخدا بالفعل جھڑا ہو گا۔ اور اگر بڑی باسنت ہے تو محال بالذات ہے ممکن ہونا نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ تریاوتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہر کی کو اگر زندہ کی قدرت تمامی مقدرات الہی پر ہو اور تریاوتی یہ کہ وہ کلاب برسی قادر ہے جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً تریاوتی لازمی آئے گی۔ اور جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں کیا نہیں جانتے کہ تریاوتی ہو نہیں سکتی جب تک کہ برابری نہ ہو۔ اور جب برابری نہیں تو تریاوتی کہاں؟ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بزرگ ہے اور جب کلاس فائل نے اس عقیدہ کو گرکھا اس سے پچھلے علمائے دیوبند و سایر پور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی فاکم ناوٹوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اقرار کیا۔ اور یہ سب لوگ اس کے قول کے صحیح کرنے پر متحکم پڑے اور اس بارے میں رسائل کتبھی جیسے محمود الحسن دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہد الفضل رکھا۔ اور لکھا کہ جو کچھ لکھا۔ اور ان کے لکھے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن ان کے پیچھے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت تشبہ کیا۔ اور تیسری دلیل میں کوئی کسر اٹھا نہ کھی اور حضور پرورد صلی اللہ علیہ وسلم

کی نشان ارفش والی میں اس قسم کی نظر لپی کی جس سے مسلمانوں کے روئے کھڑے
 ہوتے ہیں۔ اگر اس کی خبر چاہتے ہو۔ تو ان کی کتابیں دیکھو اور بعض ان میں سے
 وہ جو اس فاقی سکین دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا جس کا نام تقریباً ایمان رکھا
 اور اس میں قاضی انبیا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور
 ان کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 شان والا میں کہی جائے۔ اور اس کے ہم عصروں خصوصاً ہمارے اناؤ الا سناؤ و فاعلم
 الحکام والمسکین جناب مولانا محمد فضل حق صاحب خیر آبادی نے بہت پرین رو
 فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے۔ اور بعض ان میں سے وصف غایت محمدی
 کے اشتراک کا ممکن ہوتا ہے تو اس سے نشانی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف غایت
 میں جائز مانے ہیں اور اس کا بھی رد علامہ موصوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے
 اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے اور بعض ان میں سے یہ کہ اس نے مسئلہ
 شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور شفاعت میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت و جماعت
 سے کوسوں دور ہے اگر کچھ اطلاع منظور ہے تو اس کے لئے فریقین کی کتاب
 دیکھو اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ملاک ہو گئے۔ اس کی بیری میں
 اور یہ لوگ اس کے قابل ہوئے جو اس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی
 باتیں کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنا زبان سے نہیں نکال سکتا خلاصہ یہ کہ ادب
 کی رسی ان کی گردنوں میں نہیں۔ اور نہ یہ لوگ آداب شریعہ کے متمسک ہیں بڑی
 ہانت ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ جو موٹ ہی برستے ہیں حاصل کلام
 یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبد اللہؐ سے پیروی میں اور یہ وہی کہتے

ہیں جو اس نے کہا۔ ناظرین کریم اس خط کا مضمون آگے اور بھی ہے لیکن میرا ہی
 پر ختم کرنا ہوں غفلت کے لئے کافی ہے۔ راہب وار دعا برکت احمد الہیاری
 آبادی دھنا دھنوی ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۲۸ ہجری سیف البشار ۱۳۹۰ م
 ناظرین کریم! اب اس کتاب سیف البشار سے وضاحت لعل کرتا ہوں جو
 مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ صولیہ مکہ منظر نے حاجی محمد حسن خان
 صاحب کے خط کے جواب میں لکھ کر ارسال کیا تھا۔

حسب فقل مضمون خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب خیر آبادی

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اس کے بارے
 میں میرا اور حضرت والد صاحب مرحوم و مغیر کا عقیدہ ہے کہ جو شخص روحی ذرا
 سلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نطفان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو
 باجم و جرات کے علم سے تشبیہ دیوے یا میلاد شریف کے قیام کو کنیسیا کے
 منہ سے تشبیہ دیوے کہ فرجہ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل دیوبند کسی کی
 شخصیت نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں۔ بلکہ
 نبیل احمد امیٹھری کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے متا
 نہر ہو رہی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو باجم و جرات سے تشبیہ
 کی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے۔ ایسے ہی ایک فتویٰ میلاد کے بارے میں ہیں
 دیکھنا تھا۔ اس وقت مفتی کا نام محفوظ نہیں اس میں میلاد کے قیام کو کنیسیا کے جنم
 سے تشبیہ مفتی نے دی تھی۔ علاوہ ان جرات کفر کی جو اس کو اسلام کی بات

میں شہر کرنا اور اس پر سلاخوں کو ترغیب علی کی دلائل صریح کفر ہے۔ اب صفیہ اطمین
 شہید دہلوی نے اپنی کتاب مرآۃ المستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں خیالی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا ہر جہاں ہوتے ہوئے خود دھر کے خیال سے۔ نماز میں متفرق ہونے
 سے۔ پس جب حضرت کا خیال نماز میں لگائے اور گھر کے خیال سے بدتر ہے
 تو پھر نماز کیسے باری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے۔ اور قرآن پاک
 کی کوئی ایسی آیت ہے جو حضرت پر نازل نہ ہوئی ہو تاکہ اس کی تلاوت سے حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت
 نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر تار گیا تو قرآن
 پاک کے ہر ہر حکم و الفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہوجے۔ اور یہ خیال اکمل میں کے ذکر کیا
 گئے اور گائے کے خیال سے بدرجہا بڑا ہے اور اس کو ایمان کہنا اور اس پر سلاخوں
 کو ترغیب دلائل کفر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے اور جمیع علمائے دہلوی نے تقویت
 الایمان پر ترغیب علی کی دلائل اور اسکی عمدہ دلائل ملے ہوئے ہر ہر دستخط کی ہے
 غرض کہاں تک ان کی خلافات و تضادات کو کاغذوں - (ذکر منظر مشتاق احمد درس
 مدرسہ مولویت ۱۵ رجب ۱۳۲۲ ہجری بمولایہ تیار مستند مولانا فضل رسول قادری
 دہلوی ۲۵ ص ۲۱۶)

مقتدائے علمائے ہندوستان حضرت حاجی محمد صاحب کی فرمان

"کہ رشید احمد رشید نکلا"

حاجی محمد صاحب دہلوی مدرسہ ہند مولویت کے معتمد کو جب رشید احمد

نے لکھتے یہ عقائد کا حال کہ معتمد میں معلوم ہوا اور گھر گھر کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ
 امین فاطمہ سیدنا الشہداء وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں تو آپ
 نے سند رشیدیہ ذیل تحریر درست مولانا غلام دستگیر صاحب ہندوستان ارسال فرمائی۔
 کہ کتاب کفر کی دی جائے۔ اور لوگ فرقہ بندی کے نام پر رشید احمد کے عقائد سے
 غفلت رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد و ثناء کے لکھا ہے حاجی محمد رشید
 انان رحمت اللہ علیہ خلیل الرحمن غفر اللہ عنہ ان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی
 شہید احمد صاحب کی عنایت سے میرے نزدیک وہ ابھی نہ تھیں اعتبار نہ کرتا تھا کہ
 ہوں نے ایسا کیا ہو گا (والی قول) میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح معتد رہتا کہ حضرت علمائے
 دہلوی کی تحریر اور تقریر بطریق قیاس و حد تک سمجھی، کلام افسوس ہے کچھ کہنا پڑا
 اور جب رہنا خلاف دین تھا سمجھا گیا ہو سکتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید
 مسمتا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور سی نام رشید نکلا۔ جس طرف آئے۔
 اس طرف ایسا تعصب رہا۔ کہ اس میں ان کی تحریر اور تقریر دیکھنے سے روشنا کھڑا
 ہوتا ہے حضرت نے اول قلم اس پر لکھا کہ

جس مسجد میں ایک دفعہ جاعت ہو۔ اس میں دوسری جاعت کو بغیر اذان اور
 تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ (الی قول)

پھر ایک فاسق مرد کو جو اپنے آپ کو حضرت علی علیہ السلام کے برابر
 سمجھتا تھا اور ب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے آپ کو افضل گنتا تھا
 اور اپنے بیٹے کو درجہ نبوی تک پہنچاتا تھا (الی قول) حضرت مولوی رشید اس

مردود کو مصالح کہتے تھے (الی قولہ)

۳۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوہے کی طرف متوجہ ہوئے اور شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دونوں میں کبیا بھی روایت صحیحہ سے جو نسخ فرمایا (الی قولہ)

۴۔ پھر حضرت رشید نے جو لوہے کی طرف توجہ کی حتیٰ اس پر ہی اکتفا نہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنبیا کا جہم انجمن ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الی قولہ)

اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چہر خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا منقطع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وسعت کمال کی فرمائی، نعمونہ باللہ من ہذا لحقائق۔ میں تو ان امور نہ کہور کو خاطر دباؤ میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے معین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے ارکان کے چیلے چاٹوں کے ایسے اور شادانہ نہ منیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلاتا ہوگا لیکن جب جہور علمائے صالحین اور اویسے کا علین اور رسول رب العالمین اور نبی باری جہان آخر میں ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ (الم عبد محمد رحمت اللہ علیہ بن علی الرحمن بن محمد بن علی الحنفی ۱۵ ذیقعد ۱۲۸۷ھ از کہ منظرہ)

بحوالہ دیوبندی نمبر ۵ ص ۵۳۳

ناظرین کرام، غور فرمائیں یہ عاجی رحمت اللہ صاحب تمام دیوبندی علمائے دُرجہ ہیں۔ چنانچہ

مولوی غلیل احمد صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ (برائین قاعدہ ص ۱۹)

اور نیچے مولوی غلیل احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں

مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے کمہ پر ناطق ہیں۔

(برائین قاعدہ معتمد مولوی غلیل احمد برائین دیوبندی نمبر ۲۵۳)

المہند

ناظرین کرام! کیا آپ جانتے ہیں۔ المہند کیا چیز ہے؟ یہ ایک کتاب ہے جو اکابر علمائے دیوبند کے دجل، مکرا، فریب، اقرار، عیاری و چال بازی کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے علمائے دیوبند کے بطلان کا پتہ چلتا ہے۔ اگر المہند کتاب صحیح ہے۔ تو تھانوی صاحب کے مریدین حفظ الایمان کو کہیں دربارہ وہ کیوں نہیں کر دیتے؟ تاکہ مناظرہ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور تھانوی صاحب کے مریدین آرام کی بند سوئیں اور اگر المہند کتاب صحیح ہے اور جو اس میں لکھا گیا ہے وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں تو تقویر الایمان کتاب کو شبہ بالاکوٹ کی قبر کے پاس دفن کر دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ المہند اور تقویر الایمان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ بعد ہے۔ تقویر الایمان بے ادنیٰ اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے تقویر الایمان کا المہند کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر المہند کتاب کو دیوبندی علماء واقعی صحیح مانتے ہیں تو مستند ائمہ اس اور براہین قاطعہ بلکہ فتاویٰ رشیدیہ کا بھی جائزہ ایک ساتھ بحال دینا ضروری ہے ناظرین کرام! اب ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الحدیث صدر صاحب اس کتاب المہند کے متعلق کیا لکھتے ہیں۔ حبیب علمائے حرمین شریفین کو خان صاحب کی اس جمل سازی اور دھوکہ باری کا علم ہوا۔ تو انہوں نے چھبیس سوالات کا ایک مجموعہ لکھ کر علمائے دیوبند کو بھیجا کہ آپ حضرات کا ان امور کے بارے میں

فتوے اور رائے ہے؟

پنا پھر ان سوالات کے جوابات حضرت مولانا جلیل احمد صاحب مہارنپوری رحمہ اللہ نے علی علیہ السلام کے اور اس کا نام المہند علی المہند لکھا۔ اور مجموعہ ال ۳۲۵ لکھ کر شائع ہوا۔ اس وقت یہ رسالہ عربی عبارات کو حذف کر کے فارسی میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام عقائد علمائے دیوبند ہے۔ سالہ پندرہ تیس ارب علمائے دیوبند کی تصدیق اور دستخط ثبت ہیں۔

(عبارات ابرہہ اول ص ۱)

ناظرین کرام! حضرات۔ غور فرمائیے یہ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت محدث و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ کر صاحب جمل ساز دھوکہ باز لکھ رہے ہیں۔ شاہید گنگوڑی صاحب کو خان صاحب رحمہ اللہ علیہ کے کہنے میں اپنی شکل ہی نظر آ رہی ہو۔ کیونکہ المہند کتاب جو بھی وہیں چھپی ہے۔ جس کا نام عقائد علمائے دیوبند رکھا گیا ہے۔ فاضل دھوکا اور جمل سازی کا مجموعہ ہے۔ ہرگز ہرگز یہ عقائد علمائے دیوبند کے نہیں ہیں۔ یہ عقائد جو اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ اہل سنت بریلوی مسلک کے عقائد ملتے جلتے ہیں۔ یہ کتاب علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے مصلیٰ لکھی گئی ہے۔

ناظرین کرام! اب مجھ پر اس بات کی ذمہ داری علیہ موتی ہے۔ کہ علمائے دیوبند کے عقائد سے یہ ثابت کر دوں کہ یہ عقائد جو المہند میں لکھے گئے ہیں۔ ہرگز عقائد علمائے دیوبند کے نہیں۔ یہ نرا دھوکا ہے اور آپ کو اس بات کا بھی

روز روشن کی طرح علم ہو جائے۔ کہ جعل ساز و دھوکا باز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں؟ یا علمائے دیوبند؟

علمائے دیوبند کا عقیدہ

تافیریں کرام نور فرمائیں۔ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل
کی جا چکی ہیں۔ وہی عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے۔ جو ان کی کتابوں سے ہی
نقل کیا گیا ہے۔ اب میں دوبارہ بعض کفریہ عبارتوں کو نقل کروں گا۔ اور انہ
ساتھ المہند کتاب کی عبارتیں بھی نقل کرتا جاؤں گا۔ اور انصاف آپ پر چھوڑ دیا
گیا: تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

المہند کتاب کی عبارت

صفحہ ۷۸ سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھا ہے۔ اور جو اس کا فاقی ہو کر نبی
کریم علیہ السلام کو بھی پرستی ہی فیضیت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے
بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان کے
خارج ہے۔

اب دیکھئے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا
ہے۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔ فقوتیہ ایمان مسئلہ میں
لکھا ہے۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے
اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے صنف بظاہر یہی مولوی غلیل احمد ہیں

وں نے المہند میں مذکور بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین صحت میں لکھتے ہیں
کہ اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نفس کے
ہوگا۔ وہ تو خود نفس کے موافق ہی کہتا ہے۔ اب تافیریں حضرات غور فرمائیں۔
اس کا رے کیا کیا آتا ہے۔ جو عقیدہ بار بار اپنی کتابوں میں منسجپ کیجے۔

۱۔ کتاب میں اس کا کیسا صریح انکار کر دیا۔ اور یہ مضمون تفسیر کے ساتھ
یہ عبارت نہرا میں لکھا جا چکا ہے۔ المہند کتاب کے صفحہ ۱۶ میں سوال نمبر
۱۲ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارے
سچ کہہ نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اپنی حیات دنیا
ی ہے بلکہ ان میں سے ایک اور یہ حیات مخصوص ہے اس حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور
میں یہ حیات برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام سدانوں کے عجب آویز کو۔ میان تو ان
صاف صاف قرار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں اور اپنی زندگی
ی ہے اور اب علم ہے جو ہند کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے

۲۔ فقوتیہ ایمان کے صفحہ ۷ پر مولوی اسد علی دہلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کر کے لکھتے ہیں۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملے
دن۔ تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ یہ ہے جناب حضرات علمائے دیوبند
عقیدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دعا دیتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر المہند میں اس عقیدہ کے خلاف کلمہ دیا جو خالص
ہے اس مضمون کو مٹا دینا صحت کے ساتھ کفریہ عبارت غیرہ میں بیان
ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

المہند کتاب میں گیا رہیں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا رسولنا وحبیبنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر نہ ہوگا۔ یہی بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سرور ہیں۔ جملہ انبیاء و رسل کے اور قائم مارے ہوئے۔ گروہ کے حبیب اکمل ہیں سے ثابت ہے۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی بیان

ناظرین کرام دیکھا آپ نے کیسے کھڑے سنی بن رہے ہیں۔ یہاں تو اہل سنت کے روپ میں تشریف لارہے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ آپ ساری مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر پردہ اٹھا کر دیکھئے تو عقیدہ اس کے برعکس نظر آئے گا۔ تقوینہ الایمان ص ۲۷ پر مولوی سلیمان شہید بالاکوٹ لکھتے ہیں۔

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہوا ہوا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے حار سے بھی ذلیل ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے عقیدہ جناب۔ علامہ نے اہل کاجس کے خلاف المہند میں تحریر کر رہے ہیں۔ جو زور دھوکا ہے۔ اہل حق کے دانت۔ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اس مضمون کو بھی کفر یہ عبارت نمبر ۱۰ میں دلائل کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ رہا ملاحظہ فرمائیے۔

المہند ص ۲۸ میں لکھا ہے۔ اب رہا مشائخ کی روایت سے استفادہ

ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے جیسے یہاں تو اولیاء اللہ کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ ان کے سینوں قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا صحیح ہے۔ لیکن اصل عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے اصل عقیدہ علماء کے دیوبند کیا ہے۔

تقوینہ الایمان ص ۲۷ پر شہید بالاکوٹ مولوی اکمل لکھتے ہیں۔ کہ جس کا ام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی کتاب کے ص ۲۷ پر اولیاء کی نسبت لکھا ہے۔ کہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی ذات رکھتے ہیں۔

ناظرین کرام یہ مضمون بھی کفر یہ عبارت نمبر ۱۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔ بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق

المہند کتاب ص ۲۷ سوال نمبر ۹ کے جواب میں لکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرور و علا۔ کہ جو خدا کے نکل کر حسین تشریف نہیں پر مطلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ میں وہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف نہ ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شرکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص نہیں ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں

نہیں ہے۔ نہ تفسیر وفقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تعصبات میں یہ تو جناب نجدی کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے اصل حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۱ پر رشید احمد گنگوہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”محمد بن عبدالوہاب کے معتقدوں کو دہائی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد غلط تھے۔ اور مذہب ان کا جعلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ ان کے معتقدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے۔ ان میں فساد پانگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ یہ سب اصل عقیدہ علامائے دیوبند کا۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے المہند میں اس کے برخلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور اس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء اصل میں دہائی ہیں۔ چنانچہ المہند اردو ص ۱۱۱ پر لکھا ہے۔ سواگر کوئی ہندی شخص کسی کو دہائی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے اور اس کتاب پر تمام ائمہ علامائے دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کی کوشش بھی یہی تھی کہ تمام دنیا کے مسلمان دہائی کو قبول کریں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”میں تو کہتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو۔ سب کی تنخواہ کروں۔ پھر خود ہی صوبہ دہائی بن جاؤں۔“

(امانات المیوبہ فتاویٰ حصہ ۱ ص ۱۱۱ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۱۱)

ناظرین کو کم ! ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے جس سے مولوی اشرف علی

صاحب کا اقوالی و دہائی ہونا ثابت ہے۔ دیوبندی حضرات کے لئے م اشرف علی صاحب نے جب لکھنؤ میں ملازمت کی۔ وہاں تفسیر کر کے و شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتے رہے۔ کیونکہ لکھنؤ میں جب لوگ سنی تھے۔ وہاں دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر صوبہ رشیدیہ صاحب کو سلام ہوا۔ تو انہوں نے اشرف علی صاحب کو لکھا۔ کہ سنا ہے کہ آپ لکھنؤ میں قیام و سلام دینا وہاں کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہو اور صلواتیں دیتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ تو مولوی اشرف علی صاحب نے جواب لکھا۔ ”ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی۔ اور اب یہاں کی امت عرض کر کے حکم کا انتظار ہے۔ واللہ۔ کہ میں یہاں نہ کسی کا محکوم ہوں۔ کسی سے مجبور۔ مگر پوری مخالفت کر کے قیام و شورا ہے۔ جواب بھی یہاں کے بعض علماء پر لکھا کہ دہائی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو بھانگے۔ کہ یہ شخص دہائی ہے۔ اس کے دھوکا میں مت آنا۔۔۔۔۔ دینی خدمت پر کہ اب ہمک ہوان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی سب سے اثر دے وقت ہو جائیگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو دہائی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔“ مگر رشیدیہ معتمدہ حاشیہ پر مولوی رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۱ اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ دیوبندی۔ دہائی اور م معتقد دہائی نہ تھا و اعتقاد متحد ہیں۔ اور المہند کتاب تراخیص دھوکا دہتے اور فراموش ہے۔

نہم نبوت کے متعلق المہند میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ چنانچہ سوال نمبر ۱۲ کے

جواب میں المہند کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سرورِ آقا اور پیارے شفیعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی نہایت ہے بحیثیتِ حدیثوں سے جو معنی مذکور کو پوری طرح گھٹیں اور نہ اجماع امت سے۔ ہموما شا کہ ہم ہیں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے لغزِ قطعی کا۔

”ناظرین کرام۔ غور فرمائیں یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخرِ اَلْاَیْماء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور آقا متواتر لفظی اور اجماع سے ثابت ہے اور نصِ قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا۔ اور اپنے آپ کو نالِ صلی علیہ وسلم اور تنزیہِ الناس صلیہ پر مولوی محمد صاحب نالوتوی لکھتے ہیں۔

”سو عام کے خیالی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا نبی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ ابدی رسالت کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ درج ہیں وکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ قرآن اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس معنوں کی پوری بحث کفریہ عبارتِ فہر میں اوپر لکھی جا چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

المہند کے صفحہ ۲۹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”ہم زبان سے قائل اور قلب سے متفق اس امر کے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات، صفات اور تشریعات یعنی احکامِ علمیہ و حکمِ نظریہ اور تحقیقت ہائے حقہ و اسرارِ خفیہ وغیرہ سے تلقین ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس حکم نہیں پہنچ سکتا نہ مقربِ فرشتہ نہ نبی و رسول۔ اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حقِ تعالیٰ کا قبضہ تسلیم ہے“

”ناظرین حضرات اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ دیکھئے کیسے فاضل مسلمانوں کے روپ میں اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ شریعت کی وسعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق الہی سے اعلم ہونا یا ان کے رہے ہیں۔ مگر عقیدہ دیکھئے تو نہایت گندہ اور ناپاک چنانچہ تقویتِ ایمان صلیہ پر لکھا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے مالا کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ نبی یا عالم نہ دوسرے کا۔ یہ ہے جنابِ عقیدہ غلام کے دیوندا کا۔ المہند میں اس کے بخلا کر دیا۔ جو صاف صاف دھوکا ہے۔

المہند کے صفحہ ۲۹ پر سوال نمبر ۱۲ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان یعنی کے علم کی نسبت کے جواب میں لکھا ہے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ

کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جہوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو صاف طور پر یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان ملعون کا علم زیادہ بتا دے۔ اب دیکھئے یہ عقیدہ کس کا ہے۔ براہین قاطعہ صاف پر لکھا ہے۔
 "الحاصل خود کرنا چاہتے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف تصور قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس نامہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نفس قطعی ہے کہ جس سے تمام تصور کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ کتابتِ ظاہریہ ہے کہ خود ہی شیطان لعین کے لئے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ اب قارئین کرام غور فرمائیں عقیدہ تو علمائے دیوبند کا یہی ہے جو براہین قاطعہ میں لکھ چکے۔ اور سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ ائمہ کتاب اور براہین قاطعہ دونوں کتابوں کے مصنف ہی مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری ہیں۔ اس مضمون کو کفر یہ عبارتِ فقہاء میں ملاحظہ فرمائیں۔ حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

ارو الہند کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زیر و بحر و باہم جانیں گے ہم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب دیکھئے علمائے حرمین شریفین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب غور کریں۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا کون شخص ہے۔ علمائے دیوبند کس پر یہ فتویٰ کفر لکھ چکے ہیں۔ فیصل کس شخص کا ہے ملاحظہ کیجئے حفظ الایمان معتقد مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حضرات کے عظیم الامت صحت پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم حبیب کا حکم کیا جایا اگر بقول رب ربہ صبح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کی تفصیل ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر عیسیٰ و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

ناظرین حضرات دیکھئے وہ کفری قول جس کے قائل کو ائمہ ہند میں کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔

اس کے علاوہ دوسری فریب کاری یہ کہ ائمہ ہند میں مولوی اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قلع و برید کر لی۔ کہ حفظ الایمان میں تو علم غیب کا حکم کیا جانا لکھا۔ اور ائمہ ہند میں علم حبیب کا اطلاق لکھ دیا گیا۔ کہاں علم کر کہاں محض اطلاقی۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو ائمہ ہند میں اس کو کیوں بدلا۔ دوسرے نقلوں میں تحریف کیا۔ اصل نقلوں کو کیوں پچایا۔ قول کچھ تھا۔ اور علمائے حرمین شریفین کو کچھ دکھایا۔ یہ مضمون نہایت مفصل و قائل کے ساتھ کفر یہ عبارت نمبر ۱ میں بیان ہو چکا۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس میلاد شریف کی نسبت بتائیں ظاہر کیا ہے۔

ائمہ ہند ص ۳۹ پر لکھا ہے حافض ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا آپ کے جوتوں کے غبار اور آپ کی ساری کے گرہ کے پشیا کے تذکرہ بھی قریح و برکت سیدہ یحرام کے ہے۔ وہ جلاہد جلاست جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و پڑاؤ و نشست و برخاست اور بیوی و خواب کا تذکرہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہاں تو مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھا۔ اور اس کو برکت سیدہ کے ساتھ کہہ کر نکار کیا گیا۔ یہ بڑا فریب ہے کیونکہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ تمام دیوبندی اکار و علما کے عقیدہ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں۔

سوال :- مولود شریف اور عرس کو جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں۔ اور شاہ صاحب واسطی مولود اور عرس کیا کرتے تھے یا نہیں۔ الجواب :- عقد مجلس مولود اگر عرس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تملیٰ اس میں بھی مجوز ہے۔ لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ حقتہ اول صفحہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱)

ناظرین کرام۔ اب ایک حوالہ براہین قاطعہ سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائے اور انصاف کیجیے۔

پس یہ ہر ذرا عادی ولادت کا تو جشن ہنود کے سانگ کنبیا کی ولادت

کا ہر سال کرتے ہیں یا جشن روافض کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگہ آپ کی ولادت کا شہادۃ اور خود حرکت بھیہ قابل قوم و وطن ملحق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس سے بڑھ کر ہو گئے۔

سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ یہی مولوی علیل احمد صاحب المہند ہیں مولود شریف کو نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھ رہے ہیں اور یہاں اس سے براہین قاطعہ ہیں۔ مولود شریف کو کنبیا کی ولادت کی مثل لکھ چکے ہیں جیسے اور لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی علیل احمد صاحب یونہی ہیں۔ اور یہی مولوی علیل احمد صاحب براہین قاطعہ کے مصنف اور لکھتے ہیں۔

الحاصل قیام دست بستہ بخشش غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوتا۔ حالانکہ قیام دیوبندی علما کے پیروں میں شہابی اور اہل اللہ صاحب مہاجر کی ہر سال مجلس مولود و عرس میں شامل ہوتے تھے۔ اور قیام بھی کرتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ نقل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ برکات کا درعیہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (نیسلہ مفت مشلا مصنف حاجی اماد اللہ صاحب مہاجر کی صلا)

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ ان اہل ابرائے دیوبند نے اپنے پیروں میں کو بھی صاف نہیں کیا ان کو بھی شرک و برکت کے فتوے کی لپیٹ میں لے لیا جب اپنے پیروں صاحب پر بھی فتویٰ شرک دلائے سے باز نہیں رہ سکتے تو ایسی بات میں علما نے اہل سنت کو کیا افسوس ہو سکتا ہے۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جا سکتا۔ میں تو ہندوستان میں ابکونج کڑا ہوں حضرت نے فرمایا۔ جبراک اللہ۔ میں اتنا تمہارے جانے سے خوش ہوتا۔ جتنا زمانے سے خوش ہوا۔ (ارواحِ شامہ ص ۲۳)

دیکھا جناب عقیدہ تو حضرات علمائے دیوبند کا یہ ہے مگر المہند میں اس کے خلاف کھدیا بنامیت ہوا۔ کہ المہند کتاب تمام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھی گئی ہے عقیدہ کچھ ہے۔ لیکن علمائے حرمین شریفین کے سامنے کچھ اور ظاہر کیا۔ یہ محال ہے دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ملاحظہ فرمائیں۔

المہند تصدیقات کا حال

سب سے پہلے اس رسالہ میں دیوبندی علماء کی گفتار بطور درج ہیں اور اس پر محجب ہے کہ کسی تقریب میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے مائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ہے پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن معلوم نہیں ہوا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا یا مولوی حیدر احمد خود لے کر گئے۔ یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے۔ کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی۔ دیکھو المہند اردو میں ص ۱۱۷ یہ سب فرضی کاروائی ہے اور دھوکا ہے۔ اب سنیہ جامعہ لاہور بمصر کے ایک عالم کی تقریب کیا فرستے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

میں اس با عظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدہ پر مشتمل پایا۔ اور یہی عقائد ہیں۔ المسنت والجماعت کے۔ الفیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کفر و کفر کے جو س یا ردافض سے مشابہت دے کر تشبیح مناصب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بہت آگے قیام مذکور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و

جنت کی شان کے ارادے سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی ذات میں کوئی شرابی نہیں لکھا اسکو محرابِ ایم پکائی نے ازہر میں (مہر) لکھا اسکو سلیمان بعد نے ازہر میں (مہر) (المند اردو دیکھو) ناظرین کرام - دیکھا آپ نے جامع ازہر کے علماء نے مولوی فیصل احمد کی کتاب براہین قاطعہ کا کیا زیرِ دست کر دیا ہے۔ ایک ہی عبارت میں براہین قاطعہ کی دو عجیب سی باتیں اڑا دیں۔ کیونکہ یہ ساری کتاب ہی ذکرِ ولادت پاک اور قیام کے خلاف پر لکھی گئی تھی بلکہ اس میں میلاد شریف اور قیام کو حرام لکھا گیا ہے۔

علمائے مدینہ کی تحریر کا خلاصہ

علمائے مدینہ کے امام سے المند میں ایک چالاک کی سے کام لیا گیا۔ وہ یہ کہ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے ادنیٰ واسطہ و آخر کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر چوبیس تئیس حضرت کے دستخط صفحے سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط المند پر نہ تھے برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر مولام کو دھوکا دینے کے لئے کہ مدینہ شریف کے اس قدر علماء اس سے متفق ہیں برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل کر دیا۔ اپنے مطلب کی چند عبارتیں نقل کر دیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس پر بھی علمائے دیوبند کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ بلکہ مولوی فیصل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان کی تحریریں کا زبردست رد کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جانا

۱۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فوج کے تشریف لانے میں تو کچھ استعداد کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر غلطی بھی نہ ہو جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ ۲۔ ان علماء دیوبند کو ان (جہان) میں جو چاہتے ہیں نصرت فراتے ہیں۔ ۳۔ ان عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تشریف لانا قبر تک میں زندہ ہونا تمام جہان میں۔ ۴۔ بڑی تعالیٰ اپنے حسب مرضی و خواہش ہر زمانہ ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی اکابر علمائے اس کو منکر کے طور پر ان کتاب المند میں نقل کیا ہے۔ لیکن عقیدہ تمام علمائے دیوبند کا وہی ہے۔ ۵۔ تقوید الامیان۔ براہین قاطعہ۔ اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں لکھا جا چکا ہے۔ تو صرف علمائے حریص شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی کتاب لکھی گئی ہے۔ چنانچہ تقوید الامیان ص ۱ پر آیا ہے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایک چوبیسویں جہن میں تشریف نہیں کر سکتے۔ ۶۔ قیامہ تو احوال میں یہ ہے جو مولوی اسماعیل لکھ چکے ہیں۔

مدینہ منورہ کے عالم حضرت مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے رسالہ کا حوالہ دیا کہ کذب کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں جس شیخ فیصل احمد نے حضرت علماء کے دائرے سے باہر نہیں رہیں باوجود اس کے کہ میں ان سے تمام علماء دیوبند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو نماز سب سے کہ ان ایک مسئلہ اور ان کے ذہن احکام میں غرض نہ کیا کریں جن کو عوام تو کچھ سمجھیں گے بڑے علماء میں بجز ایک دو خاص انخاص عالم کے دوسرے عالم ہی نہیں

سمجھ سکتے اس لئے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف
 کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اور واقعی اس سے لازم آیا
 اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے۔ کذب کا امکان بالذات ۔
 بالوقوع اور اس کو پھیلانے کے تمام لوگوں میں عوام کے ذہن فوراً اس
 طرف آئیں گے۔ کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں
 پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں متروک ہوگی۔ یا تو جس طرح
 ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے ان میں گئے پس کفر والحاد میں گر
 پڑیں گے۔ اور یا یہ کہ اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور پوری طرح انکار کریں گے
 اور اس کے فائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف نسب
 کریں گے اور یہ دونوں باتیں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر راجح
 ہے کہ ان مسائل میں غور و خوض نہ کریں۔ (المہندار و صاحب)
 اب دیکھئے حضرت سید احمد ربیع نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں کس قدر
 سختی سے غور کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت نے اپنی سخت تامل و
 ظاہر فرمائی ہے اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا ہے اس میں مولوی خلیل احمد
 صاحب اور رشید احمد صاحب کی تحریروں کا زبردست رد فرمایا جو فساد
 تشدید اور براہین قاطعہ میں لکھی گئی ہیں۔ اب کیا فائدہ بیعتا علمائے دیوبند
 کو اس تقریر سے ہے۔ اس میں تمام علمائے دیوبند کا زبردست رد کیا گیا
 جو امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

مکہ معظمہ کے علماء کی تصدیقات کا حال

اس رسالہ المہند پر کہ مکہ معظمہ کے کسی حنفی عالم کی تصدیق ثبت نہیں۔
 اور دو کے منقرہ پر لکھا ہے۔ جناب مفتی مالک اور ان کے بھائی صاحب
 بہار اس کے تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی وجہ سے اپنی تقریر کو
 انصافیت کمال لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی
 سو بد یہ ناظرین ہے۔
 ناظرین کرام غور فرمائیں یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ جب ان لوگوں
 تصدیق کے بعد اپنی تحریریں تم سے واپس لے لیں اور تمہارے قریب پر
 طعن جو کر نفم کو واپس نہ کریں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان کے چھاپنے کا
 کو کیا اعتبار رہ جاتا ہے؟ پھر اپنے رسالہ المہند میں چھاپ کر مخلوق
 کو دھوکا کیوں دیا۔ اور شیخ اس رسالہ المہند پر حضرت مولانا پیر محمد
 عین مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اور
 حضرت شیخ المشائخ الرائل مولانا شاہ محمد عین الحق مہاجر اور نہ حضرت شاہ
 اللہ مہاجر کی جو نام (دیوبندیوں کے پیر و مشائخ ہیں) کے دستخط ہیں۔
 میں حضرت اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے جن کے دستخط ہونے نہایت
 دی تھے۔ کہ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی ہے اس کی
 جو یہ ہوئی کہ وہ حضرت ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور غفائے پورے
 سے واقف تھے اس لئے ان سے دستخط نہیں کروائے گئے۔ یا انہوں

نے دستخط خود نہیں کئے پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ المہند محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور ترا دھوکا ہے +

اور شیخے اور غور فرمائیے اس رسالہ المہند پر جن دیوبندی علماء کے دستے ہیں۔ ان میں دیوبندی علماء کے قطب عالم جناب رشید احمد صاحب کے دستے بھی نہیں ہیں۔ چونکہ اس رسالہ المہند میں تمام عقائد المہنت و جماعت کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جو مولوی رشید احمد کے عقائد کے خلاف ہیں اس لئے انہوں نے اس رسالہ کی تصدیق نہیں کی اور اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ ایسے رسالہ کی تصدیق کیسے کرتے جب کہ انہوں نے اپنے پیروں کے مرشد کے رسالہ مفت مسئلہ کو غیبی و غضب میں آکر جلاسنے کا حکم دیا تھا۔ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد

اس فیصلہ مفت مسئلہ رسالہ مصنف مرشد خود کو دیکھ کر مارے غم کے چراغ پا ہو جا۔ اور اس رسالہ مبارک کو آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا + نہایت متنبہ فرما لے سے معلوم ہوا کہ جس وقت فیصلہ جنت مسئلہ مصنف حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمہ طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا۔ اور اتفاق سے کہ نتیجہ گنگوہی تالیف پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے لکھو آگے ہوں سب جلاسنے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً انیس عین میں لائی گئی۔ اور چند نسخے بھی

ان کی قدر و منزلت یہ کی گئی کہ آگ میں جھونک کر سیاہ کر دیئے گئے۔ انا والہ المیہ راجعون۔ بلطف کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی لاہور میں نمبر ۲ صفحہ ۴۴ سطر ۱۰ (جو اوراق آفتاب صداقت ص ۱۷) حضرت فاضل احمد صاحب معنف (انوار آفتاب صداقت تبصرہ) سے ہوئے کہتے ہیں۔

اللہ ! اللہ ! یہ غیظ و غضب، اور گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دہرا تیشی کہ ہر چند وہ جس نے آگ میں جلا دیئے تو کیا ہوا۔ وہ تو نزاریوں کی تعداد میں چھپ کر طبع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نہ ضبط ہو سکا۔ اور یہ کہ کتاب کی یہ عزت کی آگ میں جلا ڈالا۔ فیامت کو ضرور حضرت مرشد کے دروہ رسوائی نہ ہوگی۔ بلکہ رو سیاہی ہوگی۔ اور یہی مولوی رشید احمد صاحب مکرۃ الرشید میں فرماتے ہیں۔ یہ سبین انخروش کے مورخ سے بچا لے رہا ہے مرشد کا اتنا مطیع ہو کر آتشال سے سرمو تجارت نہ کرے عام اس کے کہ آبرو دیوبندی باگے یار ہے۔ (تذکرۃ الرشید بلدیہ نمبر ۲۶ ص ۱۰) حالانکہ خود جناب نے مرشد صاحب کی کتابیں بیکار کرنا کہ کر دیں اور اب مرشد صاحب نے کلمہ فخر میں فرمایا کہ ایک جگہ مولود شریف ہے۔ چیتے ہو تو صاحب انکار کر دیا۔ کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جاسکتا۔ میں تو ہندوستان میں اس کو منگ کرتا ہوں۔ (ادوار ح شلفہ ص ۱۱۱)

ناظرین کرام۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ خود مولوی رشید احمد صاحب اپنے مرشد صاحب کے کتنے مطیع اور فرمانبردار تھے؟ بس اسی وجہ سے آپ نے رسالہ الہند کی تصدیق نہیں کی اور نہ دستخط کئے۔ کیونکہ الہند اور فیصلہ ہفت مسئلہ میں تمام عقائد آپ کے خلاف تھے۔ یہ تو صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے الہند کا نام عقائد علماء کے دیوبند رک گیا ہے جو خالص دھوکا ہے۔

کیا عمل میں امتیازیابی علیہم الصلوٰۃ والسلام بڑھ چکی سکتی ہیں؟

ناظرین کرام۔ اس مسئلہ کا جواب میں نے کسی عبارت میں لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب میں نے عبارات اکابر میں گنگوڑی صاحب کا یہ مضمون دیکھا کہ میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نماز۔ روزہ۔ حج۔ عمرہ کے مقابلے میں موجودہ دور کے دیوبندی لوگوں کا عمل نماز۔ روزہ۔ حج۔ عمرہ کو بڑھا کر لکھا ہے۔ لہذا مجھ پر لازم ہوا کہ میں اس کا جواب لکھوں جس کے پہلے مولوی محمد ناسم نافوڑی کی کتاب تحذیر الناس سے اصل عبارت نقل کرنا پڑا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امتیازیابی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتیازی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس صفحہ ۱)

جواب۔ تمام اہل سنت و جماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے جس طرح علم میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح عمل میں بھی پوری امتیازی شان رکھتے ہیں کوئی امتیازی خواہ کسی درجہ کا ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم و عمل میں ہرگز مساوی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ بڑھ جائے۔ ناظرین حضرات غور فرمائیے۔ نافوڑی صاحب اپنے اس دعوے میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے نقل کیا۔ اور دعویٰ نیز دلیل کے باطل ہوتا ہے۔ اب سینے گنگوڑی صاحب نافوڑی صاحب کی اس

عبارت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل پیش کرتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً تیرہ سال ہی فرض نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں حالانکہ اس دور انحطاط میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو یکایک پچاس سالہ ساتھ سال سے باقاعدگی سے نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس لحاظ سے بظاہر یہ امتیازی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ گئے مسلمانوں استغفر اللہ۔ آگے لکھتے ہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک نماز کے مقابلہ میں ساری امت کی ساری نمازیں اپنی پوری اور حقیقت کے لحاظ سے تقابل اور توازن میں پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جو بظاہر مشاہدہ اور اخلاص آپ کو حاصل تھا جس سے حقیقت میں اعمال کا وزن بڑھا ہے وہ اگر کسی کو حاصل ہو سکتا ہے اور اس مقام میں بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ سچہ نسبت خاک یا عالم پاک (عبادت الہیہ)۔ آگے لکھتے ہیں۔ ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے تقریباً دس سال جمعہ کی نماز پڑھی اور اس وقت بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے ضرور موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں اور جمعہ تو انشاء اللہ (انشاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ محض) ضرور بالا التزام پچاس سالہ ساتھ سال سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں اب بظاہر دس سال کی نماز سے یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اپنے باطنی اثر اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے۔

۳۔ آگے لکھتے ہیں کہ رمضان شریف کے روزے سلسلہ میں فرض ہوتے اور اسی سال عیدین کی نماز کا حکم ہوا۔ اس انوار سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے صرف نو سال رمضان المبارک کے روزے رکھے اور نو ہی سال عیدین کی نماز پڑھی مگر اس وقت بھی بے شمار مسلمان ایسے موجود ہیں جو چالیس یا پچاس سال سے باقاعدہ روزے رکھتے اور عیدین کی نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ان کے ان روزوں اور عیدین کی سالہ سال نمازوں کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے روزوں اور سالہ عیدین سے کیا تقابل و بظاہر توازن عمل میں بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھ توازن کیا معنی؟

۴۔ فریبند حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے صرف ایک حج ہی کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن اس وقت بھی اسلامی ممالک میں ایسے بیشتر مسلمان موجود ہیں جنہوں نے تین تین اور چالیس چالیس سے زیادہ حج کئے ہیں اب کیا ان کے ایک سے زائد حجوں کا محض اس لئے انکار کر دیا جائے کہ اس سے وہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے بڑھ رہے ہیں؟۔ کون احق اس کا انکار کر سکتا ہے بظاہر دیگر اعمال کی طرح اس عمل میں بھی امتیاز بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے باطنی اخلاص میں ان کے اس نیک اور صالح عمل کی کوئی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے مقبول اور زریں عمل سے کیا نسبت ہے۔ (عبارات اکابر رحمہم ۱۳ حصہ اول)

قاری کرام دیکھا آپ نے یہ ہیں شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب
مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی دورنگی چالی چلتے ہیں۔ خود آپ ہی
عبادت اکابر کے صلہ پر لکھتے ہیں۔ الفتنہ کمال علی کمال محمدی ایسا لافانی
ہے کہ بجز اہل نصیب اور سوائے جانان کم فہم اور کوئی اسکا منکر نہیں ہو
سکتا۔ جب کمال علی اور کمال علی دونوں میں آپ کیسا نکلے۔ تو پھر آپ خاتم
ہوں گے تو اور کون ہو گا۔

گنگوڑی صاحب جب آپ اس بات کو تسلیم کر چکے اور اپنے قلم سے لکھ
چکے کہ کمال علی اور کمال علی دونوں میں آپ کیسا ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا حق پہنچتا
ہے کہ آپ موجودہ دور کے دیوبندی امتی جکے علی کا مقابلہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے علی مبارک سے کر کے اپنے ناما علی کو سیاہ کریں۔ حافظہ
اسی زمانہ کے لوگوں کی علی زندگی کا حال آپ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرما
دیا تھا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکل آئیں گے جو دنیا کو لبادہ پہن کر دنیا والوں
کو فریب دیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہو جائیں اور دل ان کے
بیمبروں کے سے ہوں گے۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بنی اسرائیل کی بیانی ہوں گے
لیکن باطنی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ اب گنگوڑی صاحب
ایسے ہی لوگوں کے نماز روزہ حج وغیرہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے نماز روزہ حج وغیرہ سے بڑھا کر اپنے شیخ الحدیث ہونی کا ثبوت پیش کر
رہے ہیں۔ ظ پھر یہ خبر زخام محمد علی لست

سبب سے حیرت کی بات یہ ہے خود ہی گنگوڑی صاحب لکھتے ہیں کہ نماز
روزہ حج وغیرہ ان سبب اعمال میں امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ
گئے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس وقت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے
موجود ہیں جنہوں نے اگر روزانہ نماز پڑھی ہوں جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور
بالنظام پچاس پچاس سالہ سال سے پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اب
انہی دس سال کی نماز جمعہ سے پچاس سالہ سال کی نماز جمعہ بقید تباہ اور
حدا میں بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ! استغفر اللہ! قاری کرام دیکھا آپ نے
سے لاکھوں لوگوں نے ساری ساری عمر کوئی فرضی نماز نہ پڑھی ہو صرف اور
صرف جمعہ کی نماز ہی ادا کرتے رہے ہوں۔ ان کو بھی مسلمانوں میں شمار کر کے شکر
ان کی ایک ہی نماز جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے بڑھا کر دکھا دیا
معاذ اللہ! استغفر اللہ! حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قید نماز چھوڑ
دی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا جس نے نماز چھوڑی۔ اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون
ہے اور فرمایا ہے نماز قیامت کے دن فاران و فرعون و امان و ابی بن کثیف
کے ساتھ ہو گا۔ لیکن گنگوڑی صاحب لکھتے ہیں کہ لاکھوں آدمی خواہ ساری عمر فرضی
نماز نہ پڑھیں۔ مگر صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیں۔ پھر بھی وہ مسلمان ہی سمجھے
میں اور ان کا عمل صرف جمعہ کی نماز ہی بڑھ لیا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نماز جمعہ سے زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ استغفر اللہ! معاذ اللہ۔
گنگوڑی صاحب کے دو سرائیل لکھتے ہیں۔ مگر اپنے باطن اثر

اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ وسلم کی ایک ہی نماز مجید
تمام امت کی عبادت کا غاڑول پر جاری ہے اور کھانا کہ مگر آپ کے ساتھ
توازن کا کیا معنی؟ اور کھانا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ وسلم کے
مقبول اور زیریں عمل سے کیا نسبت؟ اور کھانا کہ چہ نسبت خاک را با عالم پا
وغیرہ وغیرہ۔

اس دوزخ کی پال سے کیا فائدہ؟ جب آپ پہلے قول میں یہ مجنونانہ بڑ
مار چکے کہ امتی بر عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے تو اب دوسرا
قول آپ نے کیوں کھانا صرف ایک ہی قول آپ کا صحیح ہو سکتا ہے۔ دونوں
قول کیسے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کہ بڑا قول صحیح ہے تو دوسرا غلط ہے۔ اگر
دوسرا صحیح ہے تو یقیناً بڑا غلط ہے۔ اور میں تو دوسرا قول آپ کا صحیح سمجھتا ہوں
اور پہلے قول کو غلط تصور کرتا ہوں۔ کیونکہ بڑا قول آپ کا جھوٹ ہے اور دوسرا
قول آپ کا سچ ہے اور حق ہے اور بڑا قول باطل ہے اس لئے کہ آپ نہیں
جانتے کہ جن لاکھوں لوگوں کی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے
بڑھا کر رکھ رہے ہو۔ ان کی عبادت قبول بھی ہے یا نہیں؟ دیکھئے بیڈا ماسٹر کا
حال۔ چھ لاکھ سال کی عبادت کہ کھر گئی؟ ایسی لعین تو بڑا توحید پرست تھا۔ مگر
یہ ادب ہونے کی وجہ سے لاکھوں سال کی عبادت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور
عابد علی بن باعور کی تین سو سال کی عبادت کہ کھر گئی؟ ٹھیکڑی صاحب اور
سینے ایک عابد کی ہزار سال کی عبادت ہر باد ہو گئی۔ ٹھیکڑی صاحب آپ کے
اکابر کی کتاب "ذکرہ الرشید" سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے آپ کے

دابر کیا فرماتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں ایک شخص عابد تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ
کی عبادت میں گزاری اور عبادت بھی اخلاص سے کرتا تھا۔ ہزار توحیداتیں
ہی کیا ہیں۔ مگر باہر پڑا ہے اس شخص کی عمر ہزار سال کی تھی۔ اتنا کثیر زمانہ ہم
آں اللہ کی یاد میں صرف ہوا۔ آخر وقت میں مرنے سے قبل اس کے دل میں
یہ خطرہ آیا کہ میں نے حق تعالیٰ کی عبادت بہت کی ہے۔ ساری عمر اسکی یاد
میں مشغول رہا ہوں۔ مجھے خدا کے بیان ہزار توحید ملے گا۔ جب وہ شخص مر گیا۔ اور
حق تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا۔ تو ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے جہنم میں بھرنے
دو۔ نرشتے حکم کے بندے اسے کٹ کٹاں لے پے۔ اس نے عرض کیا کہ
یار ابا۔ میں نے تیری عبادت ہزار برس کی ہے۔ میں توحید کا مستحق نہ تھا۔
اس وقت حکم ہوا کہ اچھا اس اعلیٰ جہنم پر رکھو۔ چنانچہ وہ دوزخ کے کنارے کھڑا
کر دیا گیا۔ اس وقت اعلیٰ بڑی شدت کی پیاں لگی۔ بے تاب ہو کر اس نے عرض
کیا۔ کہ اے میرے پروردگار۔ مسود بھیجے پانی پلا جائے کی اجازت دیجئے کہ میں
پیاں کھنے سے مر جاؤں۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس شخص سے
کہو کہ یہاں پانی مفت کا نہیں ہے۔ ہزار سال عبادت کے سادہ میں ایک
لٹرا پانی خریدنا چاہے تو خرید لے۔ درجہ خاموش ہے۔ یہ سن کر اس پیاں
عابد نے بڑی خوشی سے عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ پانی تو مل جائے کہ جان
پنہ جائے اگر کوئی ہزار سال کی عبادت بھی قیمت قرار دی جاتی۔ تو میں قیمت سمجھتا
اور منظور کرتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ اس شخص سے

یوہیچو۔ دنیا میں ہزار سال تک ہزار ہا کھڑے ٹھہرے اور بیٹھے پانی کے پی چکے ہیں۔ پہلے اسکی قیمت کا حساب کر دے اس کے بعد اس ایک کوڑے کے بدلے ہزار سال کی عبادت لے لی جائے گی۔ (مشکوۃ الرشید عبد دوم ص ۱۱۰) کیوں جناب سر فرناز صاحب اس عابد کی ہزار سال کی عبادت کو چھوڑ کر اپنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا دل سنبھالے۔ آپ ماری ماری رات نفلوں میں گزار دیتے اور پاتھ مبارک ورم کر جاتے۔ دیکھئے آپ کے کچھ کلمات لکھتے ہیں کہ آپ تقدیر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے برائے ترحم فرمایا طلع الف یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوخ (مسحور) ہوتا تھا۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں استغفر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پنڈلیاں ورم کر جاتی تھیں۔ اگر آپ سے کہا جاتا کہ آپ استغفر عبادت نہ کیجئے تو آپ فرماتے کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی عبادت دائمی ہوتی تھی اور تم میں سے کون شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو رزق قیام ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ انور میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ حبیب اکابر حدیث ہیں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن میں یہاں دیوبند اور علماء اہل کتابوں کے لشکر کرتا ہوں۔ لاعظم فرمائیے۔ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

جیتنی وغیرہ حدیث ائمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (نشر الطیب مصنف مولوی اشرف علی تھانی ص ۲۵۲)

۲ اور ثواب محمد صدیق حسن خان بھول اپنی کتاب الشیامۃ النبیہ ص ۵۲ میں لکھتے ہیں اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں انفرادی کے اذان اور اقامت کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثابت ہوا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کا یہ عمل مبارک اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنا وصال کے بعد تاقیامت جاری رہتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو وہ سو سال سے اپنے روضہ انور میں نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں اور تاقیامت ان طرح نماز ادا فرماتے رہیں گے۔ پھر حضرت کی بات ہے کہ انور صاحب اور سر فرناز صاحب اس قسم و شاد کے دور کے پچاس ساٹھ سالہ انسی کے نماز روزہ کا وغیرہ اعمال کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مبارک سے بڑھا کر

ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ امتی کو عمل کرنے کے بند ختم ہو جاتا ہے۔
 اور نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے عمل ہمیشہ
 ہمیشہ تا قیامت جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیوبندی علماء کو سمجھ
 عطا فرمائے۔ امتی کے عمل کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل
 سے کیا نسبت؟ طرہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ۛ

دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ جشن

۲۰۲۰-۲۰۲۱ء مدرسہ مشرق کو دارالعلوم دیوبند کا لحاظ ایک علمی و مذہبی
 صد سالہ جشن منایا گیا۔ اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریس حکومت نے
 دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا اور خود اندرا گاندھی
 جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اور دیوبند کے ایجنٹ پرتاپیوں کی گورنر
 اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا۔ بانی دیوبند کے فسطے اور
 دیوبند کے بزرگ ہتھم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا دیوبند کو عزت و تاب
 اعظم سندھوستان کہہ کر خیر مقدم کیا۔ اندرا دیوبند نے اپنے خطاب میں بالخصوص
 کی رہائی آزادی اور قومی تحریکات سے دارالعلوم دیوبند کی وابستگی کو تسلیم ہی
 (رفضائے معطفہ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۱۰)

اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی ۵۰ ہزار افراد کو تین روز

تک بلا شک و شبہ لافوں میں کھانا مہیا کیا

چچا جس ۵۰ ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا جو بلا شک کے لافوں میں بند
 تھا۔ بھارتی مسلمانوں اور بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں
 دونوں اور حکومتوں نے بھی دارالعلوم کے ساتھ تعاون کیا (۹ بروز ۹ اپریل ۱۹۸۰ء)
 قارئین کرام غور فرمائیں۔ نو اگست ۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء اپنے دادا سے

میں گفتا ہے۔

" دیوبند کے صدر سالہ جشن کا افتتاح نہ صرف بھارت کے ایک حکمران سے کرایا گیا بلکہ ایک اسی عورت سے کرایا گیا جس کو دیوبند کے علمی اور دینی مشاغل سے دور رکھی تھیں اور جو عورت ہونے کی حیثیت سے بھی اس اعزاز کی مستحق نہیں تھی۔" کراچی ۲۲ مارچ۔ مولوی افتخار الحق نقوی نے کہا ہے۔

" کہ دارالعلوم دیوبند کا صدر سالہ اجلاس جو مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا مذہبی اور عالمی اجتماع ہے۔ اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرنا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے شاق بھی ہے۔ جو اپنے اپنے مظلے اور علاقوں میں اسلام کی اعتدالی اور ترقی یافتہ روایت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ رضائے

اختراجاتِ حشیش

تقریباتِ حشیش کے انتظامات وغیرہ پر ۵۷ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی پنڈال پر چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ سبکی کے انتظام پر ۳۰ لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہوا، کیمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ (روزنامہ روز لاہور) یہ جنگ پنڈی یکم جولائی ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۱ء تک حشیش دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے، ساڑھے لاکھ دارالعلوم

اس مقصد کیلئے اکٹھے کئے، روزنامہ امر روز لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء)

خیر یہ مثال تو علماء دیوبند کا داخلی معاملہ ہے۔ ہمیں اس سے کیا غرض، جتنا اس معمول خرچ کریں، ہم تو صرف یہ سوائل علمائے دیوبند سے پوچھنے کا حق سمجھتے ہیں کہ حشیش عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمائے دیوبند کے نزدیک مناسبت و حرام ہے۔ تو پھر صدر سالہ جشن دیوبند منانا کیونکر جائز ہے؟ اور ایک قوم مشرک عورت کو دیکھنا اور اس سے ایک دینی مدرسے کا افتتاح کرنا اس لاکھوں کے ہجوم میں تالیوں کی گونج میں لاؤڈ سپیکر پر خطاب کی نگرانت و ناجائز نہ ہوگا؟ اور ایک کافر مشرک کے گھر کا کھانا کھانا ہوا علمائے دیوبند کے لئے کھانا کیسے جائز ہوگا؟ جب کہ ان کے مذہب میں جھٹکا بھی ہے۔ تو اس کا کھانا کیسے حرام نہ ہوگا؟

مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات

افادات - علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
(ایم اے عربی، پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی)

مترجم: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی - بی ایڈ)

تأشر:

مکتبہ فیضان اولیاء - جامع مسجد عمر روڈ کامونیک

ضیاء القامی کاسیہ بیان

.... ”علماء دیوبند نے بنایا تھا پاکستان“

کارڈاوردندان شکر، جواب

پاکستان کا حقیقی پس منظر

﴿تاریخی حوالوں اور دیوبندی کتب سے﴾

از قلم: مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

مضامین

نمبر شمار

۱	مقدمہ
۲	جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے وہ کذاب ہے مولوی خضر علی کافوری
۳	ایک اہم سوال کیا پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا؟
۴	مخالفت پاکستان دیوبندی علماء کے قلم سے۔
۵	کانگریسی دولہا اور احراری ڈولہن۔
۶	علمائے دیوبند نے ۷۰ فیصد پاکستان کی مخالفت کی تھی۔
۷	پاکستان ایک بازاری عورت ہے۔ پاکستان پلیسٹن ہے۔
۸	بدنی صاحب پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے۔
۹	تغییر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکار کی رخصت اندازی۔
۱۰	مولوی خضر علی کی شہادت۔
۱۱	مس بیٹو کا بیسان۔
۱۲	اکابر دیوبندی علماء سب انگریزوں کے تنخواہ دار اچھیٹ تھے۔
۱۳	مولوی رشید احمد گنگوہی کا حوالہ۔
۱۴	بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس۔
۱۵	سنی کیسا پاکستان بنائیں گے؟ (خطبہ صدارت)
۱۶	پاکستان سنی بریلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور دعاؤں سے بنا تھا۔

۷۸۶
۹۲

مقدمہ

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ضیاء القاسمی نے اخبارات میں بیان دیا تھا کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا کہ مولوی رضا خان بریلوی کے امتیوں نے۔

مولوی صاحب کا یہ بیان سراسر غلط اور سفید جھوٹ ہے۔ اس بیان میں رتی بھر بھی صداقت نہیں بلکہ اس بیان کے برعکس مولوی دیوبند نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جسے آگے چل کر بیان کروں گا۔ اور اکابر علمائے دیوبند کے نام سے ثابت کروں گا کہ پاکستان کی مخالفت میں اکابر علمائے دیوبند نے سر دھڑ کی بازی لگادی تھی۔ پھر بھی ذیل اور ناکام دئے۔ پاکستان تھا نووی صاحب کے مردہ فتوے سے نہیں بلکہ زندہ دلائل مشائخ و علمائے اہل سنت اور جانشینوں کی ایڑیوں سے بنا ہے۔ قاسمی صاحب نوجوان طبقہ کو یہ باور دلوانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے خالق دیوبندی علماء ہیں۔

ابھی تو بے شمار ایسے حضرات موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی انکساری سے پاکستان کی تعمیر کو دیکھا ہے۔ خود راقم الحروف ابھی زندہ ہے جس نے اپنی چالیس سال کی عمر میں پاکستان کو تعمیر ہو کر دیکھا ہے۔ پھر قاسمی صاحب کس طرح نوجوان طبقہ کو گمراہ کر سکتے ہیں؟ ابھی تو کل کی بات ہے کہ مس بھٹو نے اخبارات میں یہ بیان دیا تھا کہ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بنا سکتا۔ بلکہ ہندوؤں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے بنانا تھا۔ اگر پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ تو پھر جماعت اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے پاکستان کی مخالفت کیوں کی؟ ناظرین کرام غور فرمائیے۔ کہ مس بھٹو بھی کہہ رہی ہیں کہ پاکستان کی مخالفت جماعت اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے کی تھی۔ یعنی وہابی اور دیوبندی علماء نے کی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ضیاء القاسمی کا یہ بیان صحیح ہے۔ کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا۔ تو پھر قاسمی صاحب نے مس بھٹو کے بیان کی تردید کیوں نہ کی؟ چاہیے تھا کہ مس بھٹو کو جواب دیتے کہ پاکستان تو علمائے دیوبند نے بنایا تھا۔

مگر جھوٹ بولنے والے آدمی کے پاس جواب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قاسمی کا یہ بیان (جولاکھوں اخباروں میں شائع ہو چکا) سراسر غلط اور سفید جھوٹ ہے کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا۔ اگر اس بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت ہوتی تو مس بھٹو کے بیان کی ضرورت درپد کرتے۔ لہذا ثابت ہوا کہ قاسمی صاحب کا یہ بیان سپید جھوٹ اور افتراء ہے۔ اب یہاں تمام دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کا جھوٹے آدمی کے متعلق ایک فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے وہ پورا کتاب ہے) جس کی ایک روایت بھی غلط پاتا ہوں، میں اس کو عملاً کذاہین کی فہرست میں شمار کر لیتا ہوں۔

(اشرف الممولات ص ۱۸۱ سطر ۱۰۔ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۵۴)
ناظرین کرام مولوی اشرف علی صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے مولوی ضیاء القاسمی صاحب عملاً کذاہین کی فہرست میں شمار ہو گئے کیونکہ انہوں نے سفید جھوٹ اخباروں میں شائع کر دیا۔
(محمد اسماعیل نقشبندی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک اہم سوال

کیا پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا؟

اس کا جواب تو حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے فرودادے دیا تھا۔ جو نوائے وقت ۱۹۵۶ء میں چھپ چکا ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب کا ضیاء القاسمی کے بیان پر تبصرہ

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ضیاء القاسمی کے اس بیان پر کہ "پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا کہ احمد رضا خان بریلوی کے امتیوں نے" تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ضیاء القاسمی نے یہ بیان دیگر تاریخ نویس گزنی کے علاوہ انتہائی بیجا بی غیر اخلاقی کردار کا منظر ہوا

کیا ہے اس لیے کئی بریلوی مسلمان امام احمد رضا خان بریلوی کے امتی بن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جنہیں امام احمد رضا نے بنائے اس بنا پر عقیدت ہے کہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموس رسالت کے تحفظ کے علمبردار تھے جہاں تک پاکستان بنانے کا تعلق ہے کہ تاریخ پاکستان کا ایک عام طالب علم بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ پاکستان کئی بریلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد کا نتیجہ ہے جنہوں نے قائد اعظم کی دولہ انگیز قیادت میں ان کے دوش خیز ملک مصطفیٰ کی مردانہ وار جنگ لڑی جب کہ مولوی ضیاء القاسمی کی جماعت کے اکابر مولوی حسین احمد مدنی اور مولوی ابوالکلام آزاد کانگریس کی حمایت کر رہے تھے۔

نوائے وقت ۱۹۵۶ء
قارئین کرام: یہ تو تھا۔ حضرت مفتی علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا ضیاء القاسمی دیوبندی مولوی کے بیان کا دندان شکن جواب۔
در اصل حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اکابر علماء نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔

دیوبندی و بابی علماء کے قلم سے

حوالہ نمبر ۱
سب سے پہلے دیوبندی علماء کے امیر شریعت کا بیان نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ احوال شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے امرہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا

کہ جو لوگ مسلم لیگ کو دوٹ دیں گے وہ سوہمیں اور سوڑ کھانے والے ہیں

پہنستان ظفر علی خان ص ۱۶۵

حوالہ نمبر ۲

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس حرار
اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے عین
میں اگر ہونٹ چبانے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار حبیب
(فاٹا عظم) اور شوکت اور ظفر علی جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان
کئے جاسکتے ہیں۔
(پہنستان ظفر علی خان ص ۱۶۵)

سے بتوں سے جاٹے کٹ کر تھام مولوی ہم سے

نہ رکھی شرم انہوں نے اپنی پیشانی کے ٹھکے کی

(پہنستان ظفر علی خان ص ۱۵۸)

مولوی ابوالکلام آزاد

حوالہ نمبر ۳

مولوی ابوالکلام آزاد نے حلقہ بھونور کے مسلمانوں کے نام
ایک پیغام حافظ محمد ابراہیم کی حمایت میں شائع کیا جس
کا مضمون یہ تھا کہ مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رنجوت
پسند ہیں لہذا ووٹ مولوی عبدالسمیع کی بجائے جنھیں کونسل کی رکنیت کیلئے
مسلم لیگ نے نامزد کیا ہے۔ گانگرسسی امیدوار حافظ ابراہیم کو ملنے چاہئیں۔
اس مضمون کا ایک اشتہار قصہ کرپور کی دیواروں پر چسپاں دیکھ کر۔

ابوالکلام آزاد سے یہ پوچھتے ہیں بول جئے

آجکل تم پیشوائے امت مرحوم ہو !!

کی خطا کوئی سزاؤ تم سے ہو سکتی نہیں

تم بھی کیا پاپائے رونا کی طرح معصوم ہو

نہرو دیکھا تھی کے دل کا حال تم جانا اگر

پھر ذرا تم کو بھی قدر عافیت معلوم ہو

کٹ کے اپنوں سے ملے ہو جا کے تم اغیار سے

پھر یہ کہتے ہو کہ ہم ظالم ہیں تم منطک و دم ہو

اے خدا راہ ہدایت اس مسلمان کو دکھا

عزیز اسلام کی دولت سے جو محروم ہو

(پہنستان ظفر علی خان ص ۱۵۲)

کانگریسی دولہا اور اصراری دلہن

حوالہ نمبر ۵

ماکے متحدہ اگرہ دادھ کی انتخابی آدریشنوں میں مجلس
اصرار پوری سرگرمی سے کانگریس کا پراسیکٹوہ کرتی رہی
بعض موقعوں پر اس مجلس کی سرگرمیوں کی نوعیت بہت ہی صبر زما ہو
جاتی تھی۔

سے نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس اصرار

ہو سپر بخاری کو مبارک پیسہ روسی

(پہنستان ظفر علی خان ص ۱۵۹)

حوالہ نمبر ۶

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن سابق ایم پی اے شیخ
محمد سعد (جنگ) مجلس اصرار کے بارے میں اپنی
باداشتوں میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مجلس اصرار اور نیشنلسٹ مسلمان ،

شاید قاسمی صاحب کو یہ غلط فہمی ہو کہ اب بانی پاکستان قائد اعظم اور انھیں بزرگان دین جن کی جدوجہد اور دعاؤں سے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا وہ سب کے سب انتقال فرما چکے ہیں کرباب کون پوچھنے والا ہے جو چاہو کرو جھوٹے بیان دے دے کہ مخلوق اپنی کو گمراہ کر داور پاکستان بنانے کا سہرا پاکستان کے مخالفین غداروں کے سر پر ہی باندھ دو لیکن میں کہتا ہوں کہ قاسمی صاحب کا یہ دہم بھی باطل ہے کیونکہ اس وقت بھی کئی حضرات زندہ موجود ہیں جنھوں نے اپنی ہتھکھوں کے سامنے پاکستان کو تعمیر ہوتے دیکھا خود میں نے اپنی چالیس سال کی عمر میں مخالفین پاکستان کا ننگر سی اکابر علی دہلوی کی زبانوں سے اپنے کانوں سے سنا کہ پاکستان کیا ہے گھگھ پلیدستان ہے گھاغھا پاکستان ہے گھا۔ قریستان ہے گھا پاکستان جاری لاشوں پر ہے گھا پاکستان کی پ نہیں بن سکتی یہاں مجھے وہ حوالہ یاد آگیا جو عطاء اللہ بخاری نے فرمایا تھا۔ نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

پاکستان کی پ نہیں بن سکتی

حوالہ نمبر ۱۰ مولوی عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے یسر و صلح سیالکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کرباب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷)

ناظرین کرام غور کیا آپ نے بخاری صاحب نے کیا فرمایا تھا؟ شاید یہ غیب کی خبر دے رہے تھے۔ حالانکہ وہ جو آپ کے فرمانے سے ساٹھ سال قبل پیدا ہو چکا تھا۔ (یعنی بانی پاکستان قائد اعظم) اور بخاری صاحب

زندہ موجود تھا۔

ناظرین کرام، پاکستان کا معرض وجود میں آنا تو میرا چشم دید مشاہدہ ہے میں پر بھی نہیں تائی تھی حوالے پیش کر رہا ہوں تاکہ کسی دیوبندی عالم کو انکار کی گت نہ ہو سکے۔

اصرار پاکستان کے مخالف تھے

حوالہ نمبر ۱۱ دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ اصرار پاکستان کے مخالف تھے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷ بحوالہ مخالفین پاکستان ص ۳۵)

پاکستان ایک بازاری عورت ہے

حوالہ نمبر ۱۲ دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری نے لاہور میں اپنی تقریر میں کہا کہ پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو اصرار نے (تحقیقاتی رپورٹ عدالت ص ۲۷ بحوالہ مخالفین پاکستان ص ۳۵)

پاکستان پلیدستان ہے

حوالہ نمبر ۱۳ دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ہی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لیے پلیدستان کا غلط استعمال کیا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷)

مسلم لیگ کے لیڈر بے علموں کی ٹولی ہیں اور پاکستان خاکستان ہے

حوالہ نمبر ۱۴ | احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری نے ۲۷ ستمبر ۱۹۶۵ء میں علی پور کی احرار کانفرنس میں اپنی تقریر میں ڈنکے کی جڑ یہ اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ کے لیڈر بے علموں کی ٹولی ہیں جنہیں اپنی عاقبت کی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے۔
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

نعرہ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے

حوالہ نمبر ۱۵ | احراری لیڈر مولوی مظہر علی انصاری نے ۱۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کو امرتسر میں ایک بیان کیا کہ مسلم لیگ کا نعرہ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے اور میں نہ مسٹر جناح کو قائل تھا کہ علم بانٹنا ہوں نہ مسلم لیگ کو مسلم لیگ کی فائدہ تسلیم کرتا ہوں۔
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۷)

مدنی حب پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے

حوالہ نمبر ۱۶ | حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی صاحب ۱۹۶۷ء میں پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے۔
(سوانح حیات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ص ۴۷)

ناظرین کرام! غور فرمائیں

زبجاں پاکستان کی مخالفت میں ۷۹ فیصد دیوبندی علماء اور سی عوام ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہوں۔ وہ ان کوئی دیوبندی مولوی اخباروں میں شائع کروائے کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا ہے سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کیا یہ مولوی کذاب نہیں تو اور کیا ہے؟

تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکار کی

خستہ اندازی

حوالہ نمبر ۱۷ | تعمیر پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشارہ پر ان بڑے بڑے جبر و دستار والے و بابی دیوبندی فکیر کے علمائے ایک انوکھا اور اچھوتانہ نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم دو نہیں ہیں سب ایک بھارت کے پوت ہیں ملت و وطنیت سے شنی دونوں کا وطن بھارت ہے لہذا مسلم ملت کے وجود کو علیحدہ ثابت نہ ملک کی تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ ڈاکٹر اقبالؒ نے بستر مرگ پر ایک قطعہ لکھا خوب ان کی قلبی کھولی ہے۔ فرماتے ہیں۔

مجم ہوزندانہ روز دین درند
مرد بر سر مرگت از وطن است
بہشتیہ امیرساں خویش کو دین است
اگر روز سدی تمام بولوبی است

(حیات صدرافاضل ص ۱۹۱)

ناظرین کرام: یہ سب تاریخی حوالوں سے بیان کیا جا چکا ہے لیکن شاید کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ ہمارے ایک عالم شہید احمد عثمانی صاحب ضرور پاکستان کی حمایت میں رہے۔ بے شک ٹھیک ہے لیکن جو کچھ مولانا شہید احمد صاحب عثمانی کے ساتھ دیوبندی علماء اور طلباء نے سلوک کیا تھا وہ بھی یاد ہے کہ نہیں اگر نہیں یاد رہا تو علامہ شہید احمد عثمانی کی زبانی ہی سنئے عثمانی صاحب نے دیوبندی اکابرین علماء کے ایک وفد کو مخاطب کر کے فرمایا اس وقت میرے لیے ایک بات کہنی پڑتی ہے وہ یہ کہ جن انگریزی طلباء کے رویے کی آپ شکایت فرما رہے ہیں وہ تو آپ کے مرید ہیں نہ شاگرد نہ انہوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت پائی ہے اور سمجھے ہیں کہ آپ مسلم قوم کو ہندوؤں کی دائمی غلامی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اس کے بالمقابل جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی بلکہ دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں۔ ذرا دھر بھی تو دیکھیے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے گندی گالیاں فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہنم تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اسکا بھی کالی تدارک کیا تھا؟

آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو) بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے جلالت اچھا اور وہ وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازے میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں ہوں گی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھجکاویں

کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر مسلامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ چوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر غور نہیں کرتے تھے۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۲۱۲ علامہ شہید احمد عثمانی)

ناظرین کرام: دیکھ لیا آپ نے پاکستان کی مخالفت میں دیوبندی علماء نے اپنے ہی استاد علامہ شہید احمد عثمانی کی کیسی درگت بنائی تھی اس پر بھی حار ہائے پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔

قائد اعظم نے سچ فرمایا تھا

چند لوگ جو جمعیت العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ ملت اور ملک دونوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچا رہے ہیں۔ (ادارہ روزنامہ انقلاب ۵ مارچ ۱۹۳۹ء بحوالہ اظہار حق)

ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی ملازج ہیں ان سب کے پیشرو مولانا حسین احمد مدنی ہیں جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مفاد پر تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار غالباً کسی نے نہیں کیا۔ (پاکستان اڈیشنلسٹ علماء ص ۸۸۲ بحوالہ مذکور)

مولوی اشرف علی صاحب کی شہادت

جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا تو ایک لٹاکر کا نعرہ بلند ہوا اس کے بعد گاندھی جی کی جے مولوی محمود الحسن جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی جلد ۱ ص ۲۵۵)

حوالہ نمبر ۲

زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناقابل اعتدال اندیش مسلمانوں کی گمشدگی کے ناخوشی سے ہوئے تھے ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے انھوں نے ہزاروں مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا۔ کچھ لیجے مشاہدات و واقعات اس کے شاہد ہیں جیسے ہندو کے غریب لگائے قسطنطنیہ (مملکت) پیشانی پر لگائے ہندوؤں کی آڑھنی کو کندھا دیا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والدین سرور نے کیا۔ الخ۔ الخ۔ الخ۔ جب علماء ہی پھسل گئے۔ دوسروں کی کیا شکایت۔ (واقعات الیومہ اشرف علی تھانوی) پر مبنی ناظرین کرام: دیکھا آپ نے یہ ہیں اکابر علماء دیوبند جنھوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر پاکستان کی زبردست مخالفت کی تھی جن کو پاکستان بنانے کا تہذیبیاء القاسمی صاحب دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔ جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے اور قرآن شریف کا اعلان بھی بھول گئے۔ (جھوٹوں پر خدا کی لعنت) ناظرین کرام: اب میں آفریں ایک حوالہ سابق وزیراعظم پاکستان مسٹر بھٹو کی قضا جواوی کا نقل کرتا ہوں جس کی سرخی یہ ہے۔

پاکستان اسلام پر نہیں ہندوؤں کی معاشی غلامی سے

نجات کے لئے بناتھا۔

پشاور ہائیکورٹ کے وکلاء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے میں بھٹو نے کہا کہ اگر قیام پاکستان کی جدوجہد کی بنیاد اسلام ہی تھی تو

پاکستان اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے اس کی مخالفت کیوں کی؟ میں بھٹو کے اس بیان سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ تان کی مخالفت کرنے والے دیوبندی اور جماعت اسلامی کے دہلی خواہی تھے اور جرت کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر ضیاء القاسمی صاحب بیان سچ ہے کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔ تو پھر قاسمی صاحب نے مس بھٹو کے اس بیان کا جواب کیوں نہیں دیا؟ مس بھٹو بیان تو ابھی کل کی بات ہے اگر قاسمی صاحب کے بیان میں کچھ بھی وقت ہوئی کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا تو فوراً میں بھٹو کے بیان دیکھا اور میں شاخ کر دیتے مگر بھٹو بولنے والے آدمی کے پاس کئی بات کیسے ہو سکتا ہے؟ جب قاسمی صاحب ایک ۵ سالہ لڑکی کے ان کا جواب نہیں دے سکے تو ۸۲ سالہ رافقہ المحروف کو کیا جواب دے سکتے ہیں جس نے چالیس سال کی عمر میں اپنی آنکھوں کے سامنے پاکستان بن کر دیکھا ہو۔ اس وقت تہذیبیاء القاسمی صاحب فضل مکتبہ بنی گئے پھر ان کو کیا علم کہ پاکستان کس نے بنایا تھا؟ اسی طرح مس بھٹو علم و جاسوقت پیدا بھی نہیں ہوئیں تھیں جب پاکستان بناتھا جو کہ ان کو اگر قیام پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہی تھی تو مذہبی جماعتوں نے اس مخالفت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان کی بنیاد تو اسلام پر ہی تھی مگر مس بھٹو کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی بنیاد میں نہیں تھا بلکہ ہندوؤں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا تھا مس بھٹو کا ان اسوجہ سے بھی غلط ہے کہ اس وقت مس بھٹو کا وجود بھی اس دنیا میں نہیں تھا۔ جب پاکستان بناتھا۔

پاکستان کی مخالفت کرنے والے اکابر دیوبندی علماء سب
انگریزوں کے تنخواہ خوار ایجنٹ تھے، دیوبندی علماء کے

تسلیم

حوالہ نمبر ۱ جب مولوی حسین احمد روضی کفایت اللہ صاحب وغیرہ جن
حضرات علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے پاس گئے تو آپ نے
دوران گفتگو فرمایا: دیکھیے! حضرت مولانا اسحق علی صاحب بھٹائی ہمارے
اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے
سمجھا گیا کہ ان کو پچھ سو روپے ماہوار حکومت کی طرف سے دیئے جاتے تھے
(مکالمۃ الصمدین شبیر احمد عثمانی ص ۹)

حوالہ نمبر ۲ اسی ضمن میں مولانا حفیظ الرحمن نے فرمایا کہ مولانا الیاس
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً محکمہ
کی جانب سے بیویہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا یہ ہم
بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصمدین ص ۸)

حوالہ نمبر ۳ مولانا حفیظ الرحمن کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ
جمیعتہ العلماء نے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے
ایمان سے قائم ہوئی ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۸)

حوالہ نمبر ۴ عثمانی صاحب نے فرمایا تھا: تو میں آپ سے پوچھتا ہوں
کہ کانگریس کی ابتداء کس نے کی تھی؟ اور کس طرح ہوئی
آپ کو معلوم ہے کہ ابتداً اس کا قیام ایک دانشور کے اشارہ پر ہوا تھا اور پھر

وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی ہے۔

(مکالمۃ الصمدین ص ۹)

حوالہ نمبر ۵ مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جمیعتہ العلماء ہند
کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمیعت قائم کرنا
چاہتے ہیں گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد
کے لئے دے گی چنانچہ ایک پیش قدمی اس کے لئے منظور کر لی گئی اور
اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی اس
روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ
یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرما چاہیں تو ہم اطمینان
کرا سکتے ہیں۔ (مکالمۃ الصمدین ص ۸)

حوالہ نمبر ۶ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا: آپ حضرات کے متعلق بھی عام
طور مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر
کھا رہے ہیں۔ (مکالمۃ الصمدین ص ۸)

ناظرین کرام یہ سب حوالے میں دیوبندی علماء کی کتابوں سے
نقل کر رہا ہوں۔ اب دیوبندی علماء کے قلم سے
ثابت ہو گیا ہے کہ یہ سب اکابر علماء کانگریسی دیوبندی بھی انگریز
اور ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جو پاکستان کی مخالفت میں
ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور شیئیں اور الضاف کیجئے۔

علامہ اقبالؒ نے پاکستان کا تصور پیش کیا اور ملت اسلامیہ کے
لئے سیاسی استقلال اور آزاد سلطنت کے طالب ہوئے۔ ہونا تو
یہ چاہیے تھا کہ اہل دین سب سے آگے بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرتے لیکن

علماء میں بڑے بڑے اکابر نے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ امام ہند بننے کے خواب دیکھنے والے ہندوؤں کے وظیفہ خواہ اور دین سے ہٹی ہوئی وطن پرستی میں ان کے ہم کلام ہی نہیں بلکہ الٹا یعنی کلام کے باپ ہو گئے جن کے علم و تقویٰ پر مہربانی کی مہر ثبت تھی ان کی بابت ہوا پر لال نہرو کا ایک خط شائع ہو گیا کہ حسین احمد کو اتنے روپے دے چکا ہوں، اب وہ اور مانگتے ہیں۔ نہرو نے ان کے نام کے ساتھ نہ مولانا لکھا نہ جناب اور صاحب اس سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ ایسے علماء کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

(اقبال اور ملاح، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲) اور سنی

حوالہ نمبر ۷۔ جب مولانا غلام غوث دھتکار کر جانے لگے تو شاہی نے روک لیا۔ مولوی جی آپ کہاں جا رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے خلاف شور و شکر کچھ چارج لگا رہا ہے۔ مولوی صاحب روک گئے میں نے ترتیب وار چارج لگائے شروع کئے۔ کانگریس کا روپیہ ساٹھ ہزار، دس ہزار کی ایک قسط اور پچاس ہزار کی دوسری قسط اور یونیورسٹی پارٹی.....

ابھی فقرہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ مولانا غلام غوث نے ایک ایک شق پر زور دیا۔ کچھ دیر تو سناٹا چھا یا رہا پھر سکوت طوٹا۔ مولانا نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے..... مجھے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ، مولانا مظہر علی انصاری کے مکان پر لے گئے۔ رات وہیں کاٹی۔ مولانا اس افشا کو برا خیال کرتے تھے اور مضطرب بھی تھے..... مولانا مظہر علی انصاری نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے لیکن اس کے سزاوارہ تنہا نہیں بلکہ

ما عادہ مشورے سے رقم قبول کی گئی۔ پہلا دس ہزار روپیہ واؤڈ وغیرہ نے دیا تھا اور شیخ حسام الدین اس وقت موجود تھے اور دوسری قسط بھی انہیں حضرات کے مشورے سے حاصل کی گئی یعنی شیخ حسام الدین نے مولانا حبیب الرحمن کو دلھیا نے خط لکھا کہ کلکتہ میں کانگریس ہائی کمانڈ تک پہنچیں۔ مولانا حبیب الرحمن کلکتہ گئے مولانا ابوالکلام ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ رقم دینے کو تیار ہو گئے مگر سردار پٹیل یہ مانگتے تھے کہ خازن تھے اس سے اختلاف کیا اور پچاس ہزار کا چیک دے دیا۔ حسین سید سچہ کی تحویل میں دیا گیا جو ان کی معرفت دفتر احرار میں پہنچا۔ پھر اس رقم کی بندر بانٹ کی گئی۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص ۱۶۷)

اکابر علماء دیوبند کا انگریزوں سے گہر التعلق تھا۔

حوالہ نمبر ۸۔ کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد پر وعظ فرمایا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت میں کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا دعویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا، ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک زمانہ کی رعیت ہیں۔ دوسرے جہاد سے مذہبی ارکان کے انکار نے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر احتجاج نہ کرتے ہیں۔ (حیات طیبہ، وزارت حیرت دہلوی دہلی دیوبندی، ص ۲۲۳-۲۲۴)

حوالہ نمبر ۲ مولوی اسماعیل نے یہ اعلان دے دیا تھا سرکار انگریزی پر نہ جہاد مندرجہ طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخالفت ہے۔ (حیاتِ طیبہ ص ۲۳۲)

اب قاسمی صاحب اپنے قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی

کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں :

حوالہ نمبر ۳ کہیں جب حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا نام بھی بریک نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (تذکرۃ الرشید عاشق الہی برہنہ دیوبندی جلد اول ص ۱۷۱) جن کے سردوں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۷۱)

حوالہ نمبر ۵ لارڈ ہیننگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں شکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اور اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان لارڈ ہیننگ اور سید احمد صاحب، سید صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا آپ نے اسے یقین دلایا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ اور لڑنا بھڑانا اگر تمہارا ہے تو تمہاری اولاد کے

نے قسم قاتل کا اٹھ رکھتا ہے۔

(حیاتِ طیبہ مرزا حیرت دہلوی دیوبندی ص ۲۲)

حوالہ نمبر ۶ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طیب روحانی اعلیٰ حضرت

صاحب و نیز حافظ ضامن کے ہمراہ تھے کہ بندوچینوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ منہج آزما دیر تھا اپنی سرکار (برطانیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگتے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اہل ہٹ کی طرح پیر بنا کر ڈٹ گیا اور سرکار (برطانیہ) پر جانکاری کے لئے تیار ہو گیا۔

حافظ ضامن صاحب زیر ناف گولی کھا کر شہید ہوئے۔

(تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۷۱)

نظر میں کرام ! یہ سب حوالہ جات دیوبندی کتب سے نقل کر رہا ہوں اور دیوبندی علماء کے قلم کے نامت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کاہن علماء انگریز کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی تو بشیر احمد عثمانی کو کوئی خواب نہ دے سکے اور عثمانی صاحب کی زبان پر بھی ثابت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کا ٹکڑی علماء بھی ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور ناکام رہے اور ذلیل ہوئے۔



پاکستان سنی بربیلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور

دعائوں سے بنا سکتا :

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۳۷ء ۲۹، ۲۸، ۲۷
۳۰ اپریل کو بنارس میں

آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں
عزیز مقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔
اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہوتا تھا ملک
کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے علماء و مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آ گئے
ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد غایت
سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالہ جو کہ حضرت محدث اعظم
ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے۔ پڑھا گیا۔ پانچ
ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں
کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق
ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند میں کبھی پیشہم فلک
نہ دیکھا تھا۔

(حیات صدر الافاضل ۱۸۹۷ء)

کیا کوئی دیوبندی مولوی بتا سکتا ہے کہ پاکستان کی حمایت کیلئے
کوئی ایک دیوبندی مولوی بھی اتنے بڑے اجتماع میں شرکت نہ کیا ہو۔
مگر گزشتہ بیسویں صدی کے ساتھ مل کر پاکستان کی مخالفت ہی کرتے رہے

ناظرین کہ اس اب اس خطبہ صدارت کے چند اقتباسات پیش کئے
جاتے ہیں جسے رئیس المحدثین الحاج الشاہ سید محمد صاحب رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدارت قبلہ جمہوریت اسلامیہ نے
آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے نظیر اور عید المآل اجلاس میں پیش
کیا تھا۔

گزشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا۔
۵۰ سب تعلیمی خامی کی نامی یادگار ہیں عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی
ہے ورنہ عقل ایسی مادی جاتی ہے کہ آپ اس جزوی طبقہ سے آگاہ ہیں۔
یونین اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے اس جزو
کی کوئی حد ہے کہ شرار کی عظمت کو اس کی شرح سے گھٹانے کی کوشش
کی جائے یہ سب کچھ ہو چکا ہے کہ ادارہ تعلیم کا ہول کے طلباء نے
ذبحہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات تعبد کو راسخا پوکی
لاب پھیر لیا۔ مدرسین نے مکہ چھوڑا اور اہل کان لگا کر سننے والے سن
لیں کہ صدر المذہب نے مذہب چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنان
حریم سے رشتہ جوڑا۔ اب قرآن شریف اس لیے پڑھا یا جاتا ہے کہ
مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو بھی نظر
آتا ہے کہ غیروں کے ساتھ کتنا ہی اسلام ہے۔ اِنَّا لَمُتَوُا وَاِنَّا لَآلِیُّہُ
سَاجِدُونَ ظاہری غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے۔

کیسی ناپاک تعلیم ہے۔ جو پاکستان کے تصور سے لڑائی لڑے اور پاکستان میں جی کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آواز دی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا شیعوں کی شہیت اور شہداء کی اسلامی غیرت اس قدر دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درس گاہ کو مدد دیکر اس کو زندہ رکھا جائے۔ ہرگز نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ سنی کیسا پاکستان بنائے گی؟

سنی کیسا پاکستان بنائے گی؟ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے، دور فاروقی کی سیکرٹی جانیے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے۔ اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا، اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آباد کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو بچانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے تو پھر ہر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔

(خطبہ صدارت ص ۲۷)

لیگ ان کے لئے کوئی نیا دین لے کر نہیں آئی جس کو سوتج سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے۔ ... ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے یہ سوتج لیا جائے کہ خاور حشر کے سامنے کیا منہ

ہائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا۔ جو کلمہ پڑھ لے آپ کو شتی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

(خطبہ صدارت ص ۲۵)

حضرات وقت اگلی ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹا لیا جائے سارے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے۔

(خطبہ صدارت ص ۲۷)

دین فروشوں نے دین کے نام کو سیٹ کا دھندہ بنایا۔ کھلے بازار ملت فروش کی جارہی ہے۔ غیر فریضی قوم فریضی کا بلیک ٹیکٹ ان کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم (دیوبند) رکھا اور کام دیا، کام کیا۔ نام پوچھو تو احرار بنائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر ہیں۔ یا رسول اللہ سنگ گھبراہٹیں اور سیکماترم کا ترانہ گائیں بھرہ میر سے الجھیں اور اپنے بابو کی جے منائیں۔ مسلمانوں سے بڑا اور شرک سے بڑا داراب تو تہمت کا رنگ ایسا پڑھا ہے کہ بیچا نانا دشوار ہے مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔

(خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس اجیر تریف ص ۳۵)

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں شہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف شیعوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ منجائے نہ نشاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے پاکستان کا ہم بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑھے۔ اسی قدر ناپاکوں کا وظیفہ بہ اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا

نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا رشتہ کیا ہے، یہ ملک کی کسی سیاسی
سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار
بلا خوف و لوم تلامی کر دیتا ہے۔ اقل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی
نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ الکفر صلا
واحدہ کا۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھے
پاکستان کے خلاف صف آرائی کرتی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان
پیغام کس سے پہنچا اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟
تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صوفی ہیں۔ پاکستان کے معنی
قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے صوفی کانفرنس کی مجلس
کے رکن سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مائیں شریف
(مرحومہ) نے لکھوایا ہے کہ اگر ایک دم سارے صوفی مسلم لیگ سے نکال
تو کوئی مجھے بتا دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا؟ اس کا دفتر کہا
رہے گا؟ اور اس کا بھندرا سارے ملک میں کون اٹھائے گا۔

(خطبہ صدارت ۳۱ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ)

اس کے بعد حضرت محدث صاحب قید صدر آل انڈیا سنی کانفرنس
نے حسب فرمائش اراکین و حاضرین اس معرکہ الاداء خطبہ صدارت
کے چند اقباسات سنائے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بناس
میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ میں اپنے سنی بھائیوں کو
آخر میں پر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سنی
بھندے کے نیچے آجائیں جس کا سبز رنگ قید خضر اعلیٰ سر سبزی سے
ماخوذ ہے اور جس کا ہلالی بدر کا مل ہونے کی تڑپ دکھتا ہے اور

س کی چمک اپنے آغوش میں اس سبز گند کو لیے ہے جس کے سایہ میں
ہیں اور دنیا کی جھلکی قدرت نے رکھی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
فیروز الہی مد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی
صدر آل انڈیا سنی کانفرنس

(خطبہ صدارت اجیر شریف ص ۹)



قارئین کو امر: غور فرمائیں۔ پاکستان صرف اور صرف سنی
ہوئے علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے
فضل و کرم سے عطا فرمایا تھا اس میں کسی ایسا وغیرہ نقویہ کا حصہ
ہیں ہے۔

لہذا مذکورہ بالا احوال و جہات کی روشنی میں یہ بات روز روشن
پر حجاب ثابت ہو گئی کہ ضیاء القاسمی صاحب کا یہ بیان کہ پاکستان علماء
یہ بد نے بنایا تھا سپید اور سفید جھوٹا ہے۔ اس میں ذرا بھر بھی صداقت
نہیں اور قرآن شریف نے جھوٹوں کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى الْكَافِرِينَ -

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
(مولانا) محمد اسماعیل نقشبندی



یزید کی حمایت میں غیر مقلد بشر الرحمن مدنی کی
کتاب "حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر" کا مدلل اور تحقیقی جواب

(رضی اللہ عنہ)

عظمتِ امام حسین

اور

حادثہ کربلا کا اصلی پس منظر

مع

ضمیمہ "حدیث قیصر" کا مفہوم

از قلم محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی نئی پیشکش

"دیوبند کا نیا دین"

مؤلفہ: علامہ متاق احمد نظامی

باہتمام: نعیم اللہ خاں بی ایس سی ایم اے بی ایڈ

آج ہی طلب فرمائیں۔ (۶۰/-)

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونیکس۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	یزیدی عقائد کے قلم سے یزید کی تعریف	۹۹
۲	یزید قاسق و ناجر اور شرابی مختار	۹۷
۳	فضائل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حدیث شریف سے	۹۸
۴	تمام یزیدی مولوی یزید کی تعریف میں کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے	۹۹
۵	آپ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں جھوٹے جارہا ہوں	۱۰۰
۶	اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جو میرے دوست سے دشمنی کرے میں اس سے	۱۰۱
	اعلان جنگ کرتا ہوں۔	
۷	رشتہ داری سے ایمان اور اسلام ثابت کرنا جہالت ہے	۱۰۲
۸	کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں خلافت کی تمنا تھی؟	۱۰۳
۹	امام عالی مقام حق پرست تھے اور یزید باطل پر تھا۔	۱۰۶
۱۰	حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو بیس	۱۰۹
	کوڑوں کی سزا دی	
۱۱	مختار کے دربار میں ابن زیاد کے قہر میں سانپ کا گھٹنا اور تختے سے نکلنا	۱۱۳

عنوان

صفحہ	عنوان
۳۲۱	یہ ظلم و ستم کس کی حکومت میں ہوا؟
۳۲۲	عقائد یزیدی کا قول کہ سر مبارک کاٹا ہی نہیں گیا
۳۲۹	یزید کے خلاف بغاوت کے شعلے مہرگ آٹھے
۳۳۲	یزید کے ظلم و تشدد پر محدث اعظم کی مہر
۳۳۳	صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کیوں کی؟
۳۳۸	واقعہ حجرہ ظلم و ستم قتل و غارت کی داستان
۳۴۵	مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی بے حرمتی
۳۴۷	مختار نے ابن سعد وغیرہ اور سب قاتلوں کی گردنیں مارنے کا حکم دیا
۳۴۹	ابن زیاد بد نہاد کی ہلاکت کا تذکرہ
۳۵۳	یزید کا ابن زیاد کو لعنت وغیرہ کرنا
۳۵۴	امام عالی مقام اور اہل بیت پر پانی بند کیا گیا
۳۵۷	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مکھی مارنے کا مسئلہ دریافت کرنا
۳۶۰	شہادت کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ
	صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہونا
۳۶۲	جنتی جوانوں کے سردار خلیفہ برحق کے باغی نہیں ہو سکتے
۳۶۳	نوکروں کی صاحب کی مزاج پرسی

نمبر شمار	عنوان
۲۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شانِ حدیث شریف ہے
۲۸	نو کھروی صاحب کی جہالت کو یزید صحابی تھا
۲۹	یزید نے ابن زیاد کو لعنت تو کی مگر اس کو کوئی شہزادی نہ دی
۳۰	یزید کے ظلم پر فتادی عمر بزی کی شہادت
۳۱	حدیث قیصر (قسط نظیر) کا صحیح معنی ہے
۳۲	یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ (فتویٰ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خُذْ لَنَا نَصِيحَتِي عَلَيَّ رَسُولِ الْكَرِيمِ

کچھ عرصہ سے پاکستان میں ایسی کتابیں لکھی جا رہی ہیں جن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کے مقام کو بلند کر دیکھانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے اور آج کی پڑھی لکھی دنیا کو مرعوب کرنے کے لئے تاریخی حوالوں کے خود ساختہ اقتباسات لکھ کر باور کرا دیا جا رہا ہے کہ یہ سارا کام تیرہ سو سال کے بعد تحقیق و تفتیش کی عمارت استوار کرنے کیلئے کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ایک یزیدی مولوی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر“ رکھا لیکن اس کتاب کا کمال یہ ہے کہ تیرہ سو سال سے جس قدر امام عالی مقام کی شہادتیں پہنچائیں لکھی جا چکی ہیں اس کتاب سے سب راویوں کو کتاب کا خطاب دیکر رد کر دیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”انسوس یہ ہے کہ بے سرو پا کہانیاں جھوٹے افسانے اور عقل اور

بصیرت سے دور کا واسطہ نہ رکھتے والے واقعات صرف اس لئے تراشے گئے کہ ان سے ثابت کیا جائے کہ اس وقت کی حکومت میں دین و ایمان تقویٰ اور اسلام تو بڑی بات ہے ان میں تو انسانیت اور بصیرت بھی نہیں تھی کہ بہتر آدمیوں کے مقابلے میں پانچ پانچ ہزار کا لشکر ترتیب دیجر سفاکی اور درندگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ مگر واقعہ شہادت امام کے سلسلہ میں جو تفصیلات کتابوں میں ملتی ہیں وہ نہایت من گھڑت افسانے گریہ آور کہانیاں متضاد اور ناممکن الوقوع واقعات کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں سرسبک چونکہ کاٹھی نہیں گیا تھا۔ لہذا نیرید کے رد و پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے ردیوں کی افترا ہے۔ اور میں ناظرین کرام دیکھا آپ نے بڑے بڑے بزرگ اور جلیل القدر صحابہ بھی اس ظالم کے فتویٰ کی زد میں آگئے سب کو ہی کذاب لکھ دیا۔ نہ خدا سے ڈرے۔ نہ نبی پاک سے شرمائے اور حیرت کی بات ایک یہ بھی ہے کہ غیر مقلد ابوالکلام آزاد کو بھی کذاب بتا رہے ہیں اور ساتھ ہی اس کو امام الہند کا خطاب بھی عطا فرما رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اپنوں کو بھی جھوڑتے۔ اگر کوئی روایت نیرید کی تشریف میں مل جائے تو اس کو قبول بھی فرما لینے میں خواہ اس راوی

کو پہلے کذاب ہی کا خطاب دے چکے ہوں۔ اور اس کتاب میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ ناظرین کرام شاید آپ اس کتاب کے مصنف کا نام شریف معلوم کرنے کیلئے بے چین ہوں۔ تو مجھے میں سب سے پہلے آپ کی اس بقیاری کو دور کر دیتا ہوں۔ ان کا اسم تشریف ہے۔ بشیر الرحمن صاحب صدیقی گوجرانوالہ۔ اگر آپ مجھ پر اعتراض کریں۔ کہ پھر تم نے ان کو نیریدی کا خطاب کیوں دیا۔ ۹۰ جب وہ اپنے آپ کو صدیقی لکھ رہے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف نیرید سے سچر محبت رکھتا ہے اور ساری کتاب ہی نیرید کی تعریف میں لکھ دی ہے حدیث میں ہے کہ جو کسی کے ساتھ محبت رکھے گا قیامت میں بھی اسی کے ساتھ ہوگا قیامت کے روز ہر آدمی اپنے اپنے امام کے ساتھ ہوگا تو مولوی صاحب کا امام بھی نیرید ہے اور نیرید کی محبت میں دیوانے ہو کر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ نیرید جد و جہد موانع و حیلیم سنجیدہ و شین و اخرو میں و ہجر سے مبرا اپنی زبردست رعایا کا محبوب ترک واقعات شامی سے متفق معمولی شہریوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے والا اور مہذب تھا۔ اور جناب عالی حوالہ بھی ایک انگریز عیسائی کی کتاب کا دے رہے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ پس میں نے اسی لئے جناب کو نیریدی کا خطاب دے رکھا ہے۔ اور یہ ان کے مناسب بھی ہے اب ذرا نیرید کے بارے میں

محقق ارباب تاریخ کی رائے بھی ملاحظہ فرمایا لیجئے حضرت مولانا سید
 نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ
 ابو خالد اموی وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام
 کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔ اور جس پر ہر قرن میں دنیا کے
 اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تختہ
 کے ساتھ لیا جائے گا۔ یزید بد خلق، تند خو، فاسق، فاجر، شرابی،
 برکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بے
 ہودگیاں ایسی تھیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے عبد اللہ
 بن حنظلہ اخیل نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت
 خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب
 آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ (دواقدی) محرمات کے ساتھ نکاح اور
 سود وغیرہ منہات کو اس نے دین نے اعلانیہ رواج دیا۔ مدینہ
 طیبہ اور مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ
 کی چربائی سے زیادہ خطرناک تھی۔ ارباب فراست اور اصحاب اسرار
 اس وقت سے ڈرتے تھے کہ جب عنان سلطنت اس شقی کے
 ہاتھ میں آدے سے وہ ہر وہی البوہرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ
 یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مسئلہ کے آغاز اور ملکوں کی حکومتیں
 دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ الوہرہ جو حامل امر تھے انہیں معلوم تھا کہ مسئلہ کا آغاز ملکوں

مادیت اور فتنوں کا وقت ہے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہوں
 نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔
 ادیبانی نے اپنی مسند میں حضرت ابو درود اصحابی (رضی اللہ عنہ)
 سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے
 حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور نے فرمایا۔
 کہ میری سنت کا پہلا بدلنے والا نبی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کا
 نام یزید ہوگا۔ سو اٹھ کر بلاصفحہ ۷۹

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ

- ① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسین مجھ سے ہیں۔
 اور میں امام حسین سے ہوں جس نے امام حسین کو محبوب رکھا
 اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھے گا کیونکہ حسین میری اولاد ہیں
 سے ہے۔
- ② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین دونوں
 میری دنیا کے دو پھول ہیں۔
- ③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسن اور امام حسین
 جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں کون زیادہ عزیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام۔
 ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم ان دونوں کو مضبوط سے پکڑے رہے۔ تو تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ پہلی چیز کتنا اور دوسری چیز اہل بیت یعنی میری اولاد۔

یہ پانچوں حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں ناظرین کرام غور فرمائیے جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا اسی حدیث بیان فرمائی ہے کہ جس سے یزید پلیدی کی تعریف ثابت ہو سکے؟ امام حسینؑ کے لئے تو بکثرت حدیثیں موجود ہیں جن میں آپ کے فضائل موجود ہیں اگر تمام دنیا کے یزیدی مولوی جن ہو کر مدیثوں کی تلاش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کی صبح تک ایک بھی حدیث ایسی پیش نہیں کر سکیں گے کہ جس میں یزید پلیدی کی تعریف ثابت ہو سکے۔ تمام یزیدی علماء سے ایک سوال کرتا ہوں جواب دیجئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جہاد پر لکھا جا چکا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو

۶۔ کہ۔ پہلی چیز قرآن شریف ہے اور دوسری اہل بیت کی میری اولاد۔ پس بتاؤ ایمان سے دوسری چیز کونسی ہے؟
 ۷۔ حسین رضی اللہ عنہ یا یزید؟ یہ تاریخ تو نہیں یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے جس کا انکار بے دینی ہے اگر تم یہ کہو کہ دوسری چیز یزید ہے تو یہ ظلم عظیم ہے اور حدیث افتراء ہے اور حدیث پر افتراء کرنے والا جہنمی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ لگاۓ تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔ اسی حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ دوسری چیز امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں جو اہل بیت میں سے ہیں اور حق پر تھے۔ اور حق بھی یہی ہے کیونکہ وہ جنتی لو جو انوں کے سردار ہیں۔ اور جنتی جو انوں کے سردار خلیفہ برحق کے باغی نہیں ہو سکتے۔ اور اسی حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ یزید پلیدی فاسق فاجر تھا کیونکہ جنتی لو جو انوں کے سردار نے اس کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ وہ فاسق و فاجر تھا۔

اب اگر کسی یزیدی مولوی نے دوسری چیز یزید کو سمجھ کر جہنم کا راستہ خرید لیا ہے تو یہ اس کی بد نصیبی ہے۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو حضرت علی و فاطمہ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم سے لڑائی کرے تو میں اس سے لڑوں گا۔ اب فیصلہ تم کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کس نے کی۔ اور بخاری شریف میں یہ بھی حدیث موجود ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ میرے دوست سے دشمنی کرے میں اُس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور یہ یاد رکھو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جنہوں نے سارا کتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا۔ تو تم سب یزیدی مولوی مل کر فیصلہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کس نے مولیٰ ہے؟ (کیا رشتہ داری سے ایمان و اسلام ثابت ہو سکتا ہے؟)

ناظرین کرام غور فرمائیے اس کتاب میں رشتہ داری پر بڑے بڑے زور سے قلم چلایا گیا ہے اور امام عالی مقام کے قاتلوں کی رشتہ داریاں بتا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اصل قاتل کوئی اور ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مقام افسوس۔

صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ناقابل تردید ہے۔ اس واقعہ فاجعہ میں جو کردار ظلم میں سب سے نمایاں اور پیش پیش

آتا ہے وہ رشتہ میں امام حسین علیہ السلام سے بہت ہی سب ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا وجہ ہے۔ ان قرابت اڑوں اپنے مراپے ہی نیروں پر کیوں اچھالے۔ اپنی گردنیں اپنی قاتلوں سے کیوں کاٹیں۔ کیا عقل باور کرتی ہے۔ یا شعور؟ کبھی اس بات کے قائل ہو سکتے ہیں کہ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا؟ یقیناً وہ نقشہ ملاحظہ فرمائیے جو قرابت و مصاہرت کے سلسلے میں کتب انساب میں مذکور ہے۔ آگے ایک طویل فہرست رشتہ داریوں کو ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔

لیکن یہ بھی مصنف کتاب کی جہالت کی ایک مین دلیل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن شریف سے ناواقف ہیں۔ رشتہ داری سے ایمان اور خلافت حق کا ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ رشتہ داری ایمان اور خلافت حق کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیل کو قتل کر دیا۔ اور قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور مینار خزانوں کا مالک تھا۔ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی تھا لہذا اس کو بھی زمین میں دھنسا دیا گیا۔

اگر رشتہ داری پر ہی ایمان اور اسلام کا دار مدار ہوتا تو حضرت

نوح علیہ السلام کے بیٹے کو غرق نہ کر دیا جاتا۔ اور حضرت علیہ السلام اس لڑکے کو قتل نہ کرتے۔ اور اگر ایمان اور اسلام کا دار و مدار رشتہ داری پر ہی ہوتا تو ابوجہل و ابولہب غیر جہنم میں نہ جاتے۔ اسی لئے میں نے مصنف کتاب کو قرآن ناواقف لکھا ہے بلکہ حدیث شریف سے بھی ناواقف ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چاچا ابوطالب کو آپ کی خدمت کی وجہ سے کیا فائدہ پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا میری وجہ سے وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے نیچے طبقہ میں ہوتا۔ ثابت ہوا کہ رشتہ داری ایمان اور اسلام کے لئے کچھ فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔

کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں خلافت کی تمنا تھی؟

اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے۔ امام حسین اور خواہش اقتدار لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے شروع کئے کہ وہ حضرت امام کے دل میں خلافت کی تمنا اور اس کے حصول کی آرزو سے آگاہ تھے۔

ناظرین کرام توجہ فرمائیے۔ کیسے کیسے جھوٹ اور بہتان آپ ذات پاک پر لگا رہے ہیں۔ اس الزام میں ذرا بھر صداقت نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ حضرت ابو الحسنات سیدہ محمد احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ ق غم کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ معظہ میں پہنچے تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے عرض کیا کہ اے ابن امام آپ اس وقت یہاں کے خلیفہ ہیں اور ہم سب منور کے غلام ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ منصب خلافت آپ کو اور آپ کے آباؤ اجداد کو بھی شایان ہے۔ آپ نے فرمایا ابن زبیر قسم ہے مجھ کو میرے جدِ امجد کی قبر مبارک گام میں نہ خلیفہ رہا گا۔ نہ میرا ارادہ خلافت کا ہے اور نہ میں اس ارادہ سے مکہ میں آیا، بلکہ محض چند روز یہاں گزارنے آیا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ حالانکہ مکہ معظہ کی خلافت آپ کے لئے بیحد عتبت برکت تھی۔ پھر بھی آپ نے انکار فرمادیا تھا۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۷۴ پر بھی لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین سے مکہ معظہ کی خلافت کی پیشکش فرمائی مگر آپ نے انکار فرمادیا تھا۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

بت کر لی تھی۔

ناری محمد طیب شہید کر بلا صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا حسین
لہذا بات ثابت ہو گئی کہ آپ ہرگز خلافت کے حصول کے
نہیں بلکہ آپ قرآن و حدیث کی پیروی اور خلفائے راشدین کی
سنت میں قیام خلافت کے خواست گار تھے۔ اصل میں امام علی
کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے۔ خواہ
خلیفہ کوئی بھی ہو۔ اگر یزید نیک ہو تا تو امام علی مقام بھی بڑے
کی بیعت کر لیتے۔ جس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور خلافت ان کے
حوالے کر دی تھی۔ اسی بات سے ثابت ہو گیا کہ یزید فاسق فاجر تھا
لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ اگر امام حسین یزید
کی بیعت کر لیتے تو ہمیشہ کے لئے مثال قائم ہو جاتی۔ کہ مسلمانوں
کا خلیفہ فاسق فاجر شرابی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فاسق

ناری محمد طیب شہید کر بلا صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا حسین
لہذا بات ثابت ہو گئی کہ آپ ہرگز خلافت کے حصول کے
نہیں بلکہ آپ قرآن و حدیث کی پیروی اور خلفائے راشدین کی
سنت میں قیام خلافت کے خواست گار تھے۔ اصل میں امام علی
کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے۔ خواہ
خلیفہ کوئی بھی ہو۔ اگر یزید نیک ہو تا تو امام علی مقام بھی بڑے
کی بیعت کر لیتے۔ جس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور خلافت ان کے
حوالے کر دی تھی۔ اسی بات سے ثابت ہو گیا کہ یزید فاسق فاجر تھا
لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ اگر امام حسین یزید
کی بیعت کر لیتے تو ہمیشہ کے لئے مثال قائم ہو جاتی۔ کہ مسلمانوں
کا خلیفہ فاسق فاجر شرابی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فاسق

ہو گیا۔ خاص کر اس شخص کے لئے جو اس امر پر قدرت رکھتا
اور اپنے متعلق امام حسین کا گمان یہ تھا کہ وہ اس کام کے اہل
اور انہیں اس کی قدرت حاصل ہے۔ کر ملا میں امام حسین کے
ساتھ جو معرکہ پیش آیا اس کی بابت علامہ لکھتے ہیں۔
بعض حسین اپنے واقعہ قتل میں شہید اور مستحق اجر و ثواب
ہیں۔ اپنے اقدام میں وہ حق پر تھے اور یہ ان کا اجتہاد تھا۔
ناظرین کرام غور فرمائیے۔ کیا اس صراحت کے بعد کہ امام حسین
رضی اللہ عنہ یزید کے خلاف اپنے اقدام میں حق پر تھے کسی بحث
کی گنجائش رہ جاتی ہے؟ اب ایک بہت بڑے عالم فاضل کا
حوالہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

امیر معاویہ کی وفات کے بعد یزید تخت سلطنت پر بیٹھا اور
اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے اطراف و ممالک سلطنت میں
مکتوب روانہ کئے۔ مدینہ طیبہ کا عامل جب یزید کی بیعت لینے
کیلئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
تو آپ نے اس کے فتن و ظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا۔
اور بیعت سے انکار فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر نے بھی حضرت
امام جنت تھے کہ بیعت کا انکار یزید کے اشتغال کا باعث ہو گا

بہار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ لیکن امام کے
بانت و تقویٰ نے اجازت نہ دی کہ اپنی جان کی خاطر نااہل کے
پر بیعت کر لیں اور مسلمانوں کی تباہی اور شرع و احکام کے
خرم و خرابی اور دین مضرت کی پرواہ نہ کریں۔ اور یہ امام جیسے
علی الشان فرزند رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس طرح
ممنوع تھا۔ اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ
کی بہت قدر و منزلت کرتا اور آپ کی عافیت و راحت میں
کئی فرق نہ آتا بلکہ بہت سی دولت دنیا آپ کے پاس جمع ہو
تی۔ لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا
سادہ رپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہو جاتا۔ یزید
کی ہر بدکاری کے لئے امام کی بیعت سبب ہوتی اور شریعت اسلامیہ
ملت حنفیہ کا نقشہ مٹ جاتا۔

دسواں کربلا مصنفہ حضرت علامہ مولانا سعید الدین (مدظلہ العالی)
اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے جو تحفۃ الہند کے صفحہ ۳۵
لکھا ہوا ہے۔

حاجی محمد حسین صاحب جو غیر مقتد ہیں اور ہندو سے مسلمان
ہوتے تھے لکھتے ہیں کہ تواریخ کی کتابوں میں ظاہر ہے کہ یزید

بلید حب خلیفہ نافع بن گیا۔ اس نے چاہا کہ امام حسین رضی اللہ
 مجھ سے بیعت کریں اور میری مطابعت اختیار کریں۔ فرزند رسول
 علیہ السلام نے جانا کہ اس فاسق نالائق سے بیعت کرنے پر خطاب
 طریقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پس اس کی بیعت
 سے انکار کیا۔ اور اسی سبب سے اپنی جان عزیز اللہ کی راہ
 میں قربان کی اور شدت پیاس کے اور طرح طرح کی سختیاں اٹھا
 کر مصاکرہ صابروں کے شہید ہوئے لیکن اس نابکار کی متابعت
 اختیار نہ کی۔ بحان اللہ حوصلہ ہو تو ایسا ہی ہو۔
 قاری محمد طیبؒ شہید کربلا کے صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے
 یزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تھا تو انہوں نے اسے بیس کوڑوں
 کی تازیانی۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۱۱۔ حالانکہ
 عمر بن عبدالعزیز خود بھی بنی امیہ میں سے ہیں۔ مگر حق پرست
 بنی امیہ میں سے ہیں۔ عطا بنی امیہ میں سے نہیں اور حق پرست
 کی کھلی علامت یہی ہے کہ خود نیک ہو کر نیک کو نیک کہے
 اور بد کو بد خواہ اپنا ہو یا برایا۔

اب تمام فقہاء محدثین، متکلمین اور محقق ارباب تاریخ کی

فریروں سے ثابت ہو گیا کہ یزید بلید فاسق فاجر تھا اور امام
 حسین عالی مقام حق پرست تھے اور یزید باطل پر تھا۔ یہ جنگ حق و
 باطل کی تھی۔

ایک اہم ترین سوال جو معرکہ کربلا کی پوری داستان کا محور
 ہے۔ اور اسی اساس پر موجودہ تاریخ کا ایوان کھڑا ہے۔ اور وہ
 یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ، اور اہل بیت کا قاتل کون ہے؟
 اس کتاب کے جالیس ورق سیاہ کرنے کے باوجود بھی اس
 یزیدی مولوی کا قلم اس حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی
 نہیں کر سکا۔ کہ امام حسین و اہل بیت کے قتل میں کس کا ہاتھ
 ہے۔ اور اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یزید نے
 قتل حسین کا حکم دیا اور نہ اس سے راضی تھا اور نہ ابن زیاد
 کے دامن پر کوئی وارغ ہے اور نہ ہی ابن سعد کی تلوار پر۔
 کوئی دھبہ۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شروع سے لے کر
 آخر تک سب کے سب بے گناہ دے تعلق ہیں۔ تو پھر آخر
 حسینی قافلے کے بہتر مسافروں کی لاشیں کربلا کی خاک پر تڑپ
 تڑپ کر کیسے مرد ہو گئیں؟

اور یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ تمام واقعہ آنا فانا

وقوع پذیر ہوا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ بھر میں اختتام تک جا پہنچا۔ قیلولہ میں جتنی دیر کے لئے آنکھ جھپکی جاتی ہے۔ بس اتنی دیر میں ہی سب سے آخری شخص ان میں سے قتل ہو چکا۔ یہ مضمون شاید آپ نے عباسی کی کتاب خلافت معاویہ و یزید سے لیا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

علامہ مشتاق احمد نظامی اپنی کتاب ”کربلا کا مصافحہ“ میں لکھتے ہیں کہ اس سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ یزیدی فوج کے نو غوار درندے آل پیغمبر کی گھات میں بیٹھے تھے اور حبشی قلعہ کو دیکھتے ہی چیل، کوڑوں، گدھ اور کتوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ نہ رسم مہر سے واقف نہ آئین وفا جانے۔ وہ نہ تو رسم سلام و کلام سے آشنا تھے اور نہ ہی ازلے میزبانی کے طرز سے، اس کے سوا اور کیا کہا جائے۔ غدر گناہ بدتر از گناہ۔

اتنا لکھ دینے سے نہ تو یزید کی پیشانی سے کلینک کا ٹیکہ صاف ہو گیا اور نہ ہی عبید اللہ بن زیاد اور عمرو بن سعد کے دامن سے خون کے چھینٹے دھل گئے۔ ظالم ظالم رہا اور مظلوم مظلوم۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھا۔ لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا۔ لیکن ایک کے پیچھے ایک چھپتا تھا کہ وہ اس کام کو کرے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہنگامہ میں آپ کو بھی تیر یا تلوار کا زخم آگیا ہو اور آپ شہید ہو گئے ہوں۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ انہی کو فیوں نے جو آپ کے ساتھ مکہ معظمہ سے آئے تھے یا جو بعد میں شامل ہو گئے تھے آپ کو شہید کر دیا ہو اور یہی ان کی خواہش تھی۔

ناظرین کرام غور فرمائیے یہ حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر“ بیان ہو رہا ہے۔ ساری کتاب تلاش کر جائیے کہیں بھی آپ کو حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قاتل کا تاریخ نہیں مل سکے گا۔ یزید اور یزیدیوں کو اس ظلم سے بچانے کے لئے کیسے کیسے مکر و فریب سے کام لیا ہے۔ دیدہ دانستہ اصل قاتلوں کو گلے سے لگا کر چھپا رکھا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ شہید کربلا کے مجرم کوئی اور لوگ ہیں۔ یہیں کہیں کہیں گاہوں میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ ہم انشاء اللہ کو کشش کریں گے کہ ان کو وہاں سے نکال کر مجرموں کے کٹہرے میں

عوامی عدالت کے سامنے پیش کر دیں گے۔ لیکن باوجود اس دعوے کے مصنف کتاب بہت بڑی طرح ناکام ہوا۔ کسی ایک قاتل کا نشان بھی نہ دے سکا۔ خدا جانے امام صاحب کے قانون سے اس قدر محبت کیوں ہے؟ کیوں ان کو چھپا رکھا ہے؟ عوام کے سامنے کیوں پیش نہیں کرتے؟ میرے خیال میں اگر آپ امام عالی مقام کے قاتلوں کی تلاش میں کوفے میں مختار کے دربار میں تشریف لے جاتے تو امام رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی ضرورت آپ سے ملاقات ہو جاتی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مختار کے حکم سے سب قاتلوں کے سر کاٹ کر مختار کے سامنے رکھے گئے تھے۔ ان میں ابن زیاد اور ابن سعد وغیرہ کے سر بھی موجود تھے۔ اگر وہاں جلنے کی تکلیف آپ گوارا فرماتے تو سروں کی زیارت کے علاوہ ایک عجب نظارہ بھی دیکھتے کہ ابن زیاد کے سر کے منہ میں ایک سانپ گھس کر ناک سے نکلتا اور پھر ناک میں گھس کر منہ سے نکلتا بھی دیکھتے۔ اور پھر آپ کو یقین بھی ہو جاتا۔ کہ جن لوگوں کو اس ظلم عظیم سے بچانے کے لئے دامن میں چھپا رکھا تھا اصل میں قاتل یہی تھے۔

اسی کتاب میں لکھا ہے اتحاد ملت کیلئے حضرت امام حسینؑ کی شہادت جو نہ کہ انتہائی پر غلو و اور معقول تھی لہذا شکر یہ کہ ساتھ قبول کی گئی اور فیصلہ ہوا کہ گورنر کا ایک دستہ آپ کی معیت میں عازم دمشق ہوگا۔ جو حضرت امام کو یزید تک پہنچانے کی خدمت انجام دے گا۔ نیز حضرت امام کو بھی اس فیصلہ سے اگاہ کیا گیا تو آپ نے اعتراض نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دستہ آپ کے ساتھ بغیر کسی تلخی کے وادیزش اور جھگڑا و فساد کے نہایت حسن و سلوک، خوش اخلاقی اور عزت و احترام کا مظاہر کرنا ہوا کہ بلا تک پہنچا۔

جناب صدیقی صاحب میں آپ سے اسی مقام پر سوال کرتا ہوں کہ جب یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ گورنر کا دستہ حضرت امام عالی مقام کو یزید تک پہنچانے کی خدمت سر انجام دے گا تو پھر وہ فوجی دستہ آپ کو کربلا میں کیوں لے گیا؟ یزید کے پاس کیوں نہ لے گیا؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے قافلہ میں زیارت کے بہانے کوفیوں کی آمد متوقع ہو گئی اور ان کی تعداد میں دم بدم اضافہ ہو رہا تھا اور ۲۴۰ افراد جمع ہو گئے۔

اب آپ سے دوسرا سوال یہ ہے جب کہ حرب بن یزید، حکم گورنر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور اصرار کر رہا تھا کہ آپ سیدھے امیر کوفہ عبداللہ بن زیاد کے پاس چلیں گے اور کوئی صورت قابل قبول نہیں ہو سکتی اور حضرت عمرؓ کے پاس ایک ہزار فوجی جوان بھی تھے۔ جیسا کہ آپ نے اسی کتاب کے صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے۔ اور علاوہ اس کے گورنر کا فوجی دستہ بھی موجود تھا اور مقام بھی کوفہ سے کئی میل دور تھا اور جنگل بھی ریگستان تھا۔ ایسی صورت میں زیارت کے بہانے کو فیوں کا آنا اور ۲۲۰ تک آدمیوں کا جمع ہو جانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ جبکہ امام عالی مقام ایک ہزار فوجی جوانوں کی حراست میں تھے ایسی خطرناک صورت میں کیوں کو فیوں کو امام کے قافلے میں جانے کی اجازت دی گئی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت کسی تاریخ کی کتاب میں ملتا ہے۔ یہ صرف یزید، ابن زیاد، ابن سعد کو اس ظلم عظیم سے بچانے کے لئے من گھڑت داستان لکھی گئی ہے۔ جس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اور عقل سلیم بھی اس جھوٹی داستان کو قبول نہیں کرتی۔ جب آپ نے یکسر سب راویوں کو کذاب لکھ کر

فی جہالت کا ثبوت دیا ہے تو آپ کے پاس کوئی آسمانی الیٰ آدھی ہے؟ آپ کی من گھڑت روایتوں کو کیسے مان لیا جائے؟ جبکہ آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ آپ نے کسی مستند کتاب کا حوالہ بھی پیش نہیں کیا۔ یہ صرف یزید کی فبت اور اہل بیت اطہار کا بغض آپ کو بے سرو پا کہانیاں اور جھوٹی روایتیں لکھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کچھ بھی خدا کا خوف ہوتا تو آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا ثبوت پیش کرتے اور ان پر نکتہ چینی کرنے سے باز رہتے اور آپ کے نانا پاک کی شفاعت کے بھی مستحق ہو جاتے۔

اس کتاب کے صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے۔ چنانچہ بوقت صبح جب حفاظی دستہ نے اپنا مطالبہ دہرایا۔ بقت کے بدخواہ کو فیوں نے طے شدہ پروگرام کے تحت پہلے قتل ہوئے اور پھر اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ حملہ اس شدت سے کیا گیا تھا کہ حفاظی دستہ کو جو اس بدترین منصوبے سے قطعاً بے خبر تھا اور اسلحہ سے بھی خالی، کو اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۱۱۶۲ میں اس بات کا تذکرہ ذکر حضرت حسینؓ میں موجود

ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ گورنر کوٹہ عبید اللہ بن زیاد کو یزید نے حکم دیا کہ حسینی قافلے کے ہتھیار لینے کی تدابیر کرے اور ان کو جھگڑا و فساد پھیلانے سے باز رکھے۔ مگر حضرت حسین اور ان کے متبعی بھر متبعین نے اپنے سے طاقتور فوجی دستہ پر جو ان سے ہتھیار رکھوائے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ اسٹیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۱۱۶۲۔ یہ ہے حادثہ کر بلا کا حقیقی پس منظر۔

ناظرین کرام۔ اس مضمون کو ذرا دوبارہ پڑھنے کی کوشش کیجئے اور غور فرمائیے یزید کی محبت نے اس یزیدی مولوی صاحب کو بدھو اس کر دیا ہے۔ یزید بھی شرابی تھا اور اس یزیدی مولوی کا قلم بھی بدست شرابی کی طرح چل رہا ہے۔ کچھ کا کچھ لکھ رہا ہے۔ پہلے جملہ میں لکھا کہ ملت کے بدخواہ کو فیوں نے فوجی دستہ پر ایسا شدید حملہ کر دیا کہ فوجی دستہ کو اپنی جان بچانا مشکل ہو گئی دوسرے جملہ میں لکھا کہ حضرت حسین اور ان کے متبعی بھر متبعین نے اپنے سے طاقتور فوجی دستہ پر غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ اور جناب حوالہ بھی ایک انگریز عیسائی کی کتاب سے پیش کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ نے سب مسلمان مؤرخین کو کتاب

کرد کر دیا ہے۔ اس لئے اب عیسائی مذہب کا سہارا کر یزید کی محبت کا حق ادا کر رہے ہیں اور یہ نہیں سوچا عیسائی اسلام کے دشمن ہیں پلید اور مشرک ہیں۔ شاید آپ س بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حاکم کا آغاز امام عالی مقام کی طرف سے ہوا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے بہتان ہے۔ حضرت امام حسین نے اپنے قافلہ کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ خبردار ہماری طرف سے کوئی بھی جنگ کی ابتداء نہ کرے۔ تاکہ اس خون ریزی کا وبال اعداء ہی کی گردن پر رہے اور ہمارا دامن اس اقدام سے آلود نہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیے اس حوالہ میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے کس قدر بے ادبی کے الفاظ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے گئے ہیں۔ مثلاً ان کو جھگڑا و فساد پھیلانے سے باز رکھے اور غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ یہ سب الفاظ امام عالی مقام کی شان میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اسی لئے تو انگریز عیسائی کی کتاب کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ اہل بیت کی محبت رکھنے والا کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ :

ان واقعات کو افسانہ کہنے سے میرا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ کی شہادت واقعی نہیں ہے۔ یا آپ مظلوم نہ تھے اور آپ کے قاتل ظالم اور مجرم نہیں ہیں۔ حادثہ کلا ہرگز نہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یقیناً مظلوم اور شہید ہیں آپ کے قاتل یقیناً جہنمی اور ملعون ہیں۔ اگر آپ کی نظر میں آپ کا یہ بیان صحیح ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ظلم کس کی حکومت میں ہوا ؟ اور کیوں ہوا ؟ اور کو ذ کے گورنر حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ کو کس نے معزول کیا اور کیوں کیا اور ان کی بجائے ابن زیاد کو بصرہ سے بلا کر کس نے کو ذ کا گورنر مقرر کیا اور کیوں کیا ؟ اور عمر دین سعد کو فے سے بلا کر امام حسین کے لئے پانچ ہزار فوج دے کر کس نے بھیجا ؟ اور کیوں بھیجا ؟ اور پھر حمر بن یزید کو ایک ہزار فوج دے کر امام حسین کو روکنے کے لئے کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟ اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہے تو بتاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو کس نے چھت سے گرا کر شہید کیا۔ اور آپ کے دو کمسن بچوں کو کس نے بے دردی سے ذبح کر کے شہید کیا

کیوں کیا ؟ اس وقت تو ابن زیاد کو ذ کا گورنر مقرر ہو چکا اور واقعہ بھی کو فے شہر کا ہے کہ بلا کا نہیں۔ کیوں اس قدر ظلم ؟ اور کس کی حکومت میں ہوا اور کیوں ہوا ؟ اب سب بڑی مولوی اکٹھے ہو جائو اور ایک سوال کا جواب دو کہ مسلم بن امیہ ہزار کاشگر گراں دیکر مدینہ طیبہ کی پٹھانی کیلئے کس نے بھیجا ؟ اور مدینہ شریف میں سات سو صحابہ کو شہید کیا۔ دوسرے مہم باشندے ملا کر دس ہزار سے زیادہ شہید کئے اور کیوں کئے ؟ اور دغارت اور طرح طرح کے مظالم ہمسائیگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے اور مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں گھوڑے باندھے گئے اور تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے شرف ہو سکے۔ غرضیکہ ایسے ایسے ظلم کئے گئے کہ قلم لکھنے سے

نہ رہے۔
بتائیے یہ ظلم کس کی حکومت میں ہوئے اور کیوں ہوئے ؟ آپ جو لکھ رہے ہیں کہ واقعہ حرہ کے اسباب کچھ اور تھے۔ وہ اسباب تو ظاہر فرمائیے۔ پھر یہ بھی بتائیے کہ یہی لشکر کہ معظمہ بھیج کر حرم شریف کی بے حرمتی کس نے کرائی۔ مگر معظمہ حرم شریف پر پتھر پھینکے گئے۔ اس سنگ باری سے حرم شریف

کا صحن بھر گیا۔ مسجد حرم شریف کے ستون ٹوٹ پڑے۔ کمرہ
مقدس کے غلاف شریف اور چھت کو آگ لگا کر جلا دیا گیا
فریاضیہ میں مظالم کس کی حکومت میں ہوئے اور کیوں کیئے گئے
یقیناً یزید کی حکومت میں ہوئے اور یزید نے کر لئے۔ جس کا
کعبہ معظمہ کی یزید کے حکم سے بے حرمتی ہوئی۔ اسی روز یزید پہل
کی ہلاکت کی خبر پہنچی اور وہ دمشق واصل جہنم ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
واقعہ ترہ تفصیل سے بیان ہوگا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۷۶ پر طالع یزیدی صاحب تحریر
کرتے ہیں :

سرمبارک چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا تھا لہذا یزید کے روبرو
پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے راولوں کی افتراء
ہے اور بس۔ حالانکہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس
جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک طشتری میں رکھا
ہوا لایا گیا تو اس نے ان کے سرمبارک کو کھڑی سے ہلاکت
ہوئے کہا کہ اس کے حسن میں کیا چیز ہے۔ تو میں نے کہا خدا
کی قسم امام حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

وہ من بہت رکھتے تھے۔ اس وقت آپ کے سرمبارک میں
مر کا خضاب لگا ہوا تھا (بخاری شریف)

ترمذی شریف میں بھی اسی روایت موجود ہے کہ انس رضی اللہ
نے فرمایا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسین
رضی اللہ عنہ کا سرمبارک لایا گیا۔ چنانچہ وہ ان کی ناک مبارک
بڑی سے مارنے لگا اور کہتا رہا کہ میں نے کسی کو اس جیسا آن
البسورت نہیں دیکھا ہے۔ اور میں نے کہا کہ خدا کی قسم
میں رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہتھے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس جگہ کو سونگھتے
تھے تو اس نے چھڑی ہٹالی۔

ناظرین کرام غور فرمائیے یزیدی مولوی صاحب تو لکھتے ہیں
سرمبارک چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا تھا لہذا یزید کے روبرو
پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے راولوں کی افتراء ہے،
ورس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حبیب اللہ صحابی ہیں۔ بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف اور ترمذی

تشریف میں یہ حوالے موجود ہیں۔ لہذا جلیل القدر صحابی کو کدے
لکھنے والے دین اور گمراہ ہے۔ یہ ہے حادثہ مکر بلا کا حقیقی
پس منظر۔

اب ایک اور روایت نقل کرتا ہوں۔ علامہ مشاق احمد نظامی
اپنی کتاب "کر بلا کا مسافر" میں لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کے سامنے
ایک طشت میں امام عالی مقام کا سر مبارک رکھا ہوا تھا۔ ابن
زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ وہ بار بار حضرت امام کے
لب لائے مبارک کے ساتھ گستاخی کرتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اسی
مٹے سے خلافت کا دعویدار تھا۔ دیکھ لیا قدرت کا فیصلہ حق پرند
ہوا باطل کو ذلت نصیب ہوئی۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت دربار میں موجود
تھے۔ ان سے یہ گستاخی دیکھی نہ گئی خوش عقیدت میں چیخ پڑے
ظالم یہ کیا کرتا ہے؟ چھڑی ہٹائے۔ نسبت رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کا احترام کر میں نے بار بار سرکار کو اس چہرے کا بوسہ لیتے
ہوئے دیکھا ہے۔ ابن زیاد نے غضب سے تیج و تاب کھانے
ہوئے کہا۔ اگر تو صحابی رسول نہ ہوتا تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔
حضرت ابن ارقم نے حالت غیض میں جواب دیا "اتنا ہی تجھے

نول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا لحاظ ہوتا تو ان کے
کوششوں کو تو کبھی قتل نہ کرتا۔ تجھے ذرا بھی عزت نہ آئی کہ جس
دل پاک کا تو کلمہ پڑھتا ہے انہی کی اولاد کو تہ تیغ کر آیا ہے
و اب ان کی عفت مآب بیٹیوں کو قیدی بنا کر لگی گلی پھرا رہا
ہے۔ ابن زیاد یہ دزلہ فیض جواب سن کر تھلا گیا۔ لیکن مصلحتاً خون
نکسوت پی کے رہ گیا۔ (کر بلا کا مسافر ص ۵۳)

ایک اور روایت بیان کرتا ہوں حضرت
علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ صاحب سابق خطیب مسجد
دریہ خاں لاہور اور اوراقِ عم کتاب میں لکھتے ہیں۔ جب یزید نے
طشت میں سر مبارک اپنے تحت کے آگے رکھوایا تو اس
وقت اس خبیث کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو بار بار
ب دندن سے مس کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس شخص کے
ب دندن کس قدر خوبصورت ہیں کہ اب بھی حسن چھلک رہا
ہے۔ اس مجلس میں ثمرہ بن جندب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بھی موجود تھے۔ ان سے ضبط نہ ہو سکا آگے بڑھے اور فرمانے لگے
یہ یزید تجھ پر خدا کی مار یہ کیا کر رہا ہے چھڑی ہٹالے۔ خدا
لے تم یہ وہ لب اور دندان مبارک ہیں جن کو میں نے اپنی آنکھوں

سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے دیکھا ہے۔ خدا تیرے
 ہاتھوں کو توڑے اور تجھے فنا کرے۔ مزید اس نصیحت سے
 بھجھلایا اور کہنے لگا۔ اگر مجھے تنہاری صحابیت کا پاس نہ ہو
 تو تنہاری اس گستاخی پر تمہیں قتل کرا ڈالتا۔ حضرت مثنیٰ نے فرمایا
 کہ یہ اور بھی تعجب خیز بات ہے تو شرفِ محبت کا تو لحاظ کرتا ہے
 اور شرفِ عینیت کو بالائے طاق رکھ کر راکبِ دوشِ رسول پر
 تیغ جفا چلانا کو ادا کر لیتا ہے۔ بے دین تیرے حکم سے تو یہ مجھ کو
 خدا کے جگر پارہ کے پاس سے ہوتے تو نہ ہی دنیا کو دین پر مقدم
 رکھا اور حضرت امیر معاویہ کی وصیتوں کو مٹایا۔ صبر کر آج کل
 گھبرائے اڑالے کی قیامت میں ان کا کفنِ غوثی ہوگا اور تو۔
 اس تقریر سے اہلِ دربار کے دل بھر گئے۔ سب زار زار
 رونے لگے۔ مزید غمِ خوفِ فتنہ سے آپ کو قتل تو نہ کرایا مگر
 قصرِ شاہی سے باہر کرا دیا۔ (ادراق غم ص ۲۹)

ایک روایت اور لکھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی صاحب
 دیوبندی حضرات کے حکیم الامت جمال الاولیاء ص ۳۵ پر لکھتے
 ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسین کے مرمیبارک کو اپنے گھوڑے
 کے سینے پر لٹکا دیا تو چند روز کے بعد دیکھا گیا کہ اس کا چہرہ

رکول سے زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم تو سالے
 اب سے زیادہ خوشرو تھے؟ جواب دیا کہ جب سے میں نے
 اس سر کو اٹھایا ہے۔ ہر رات دُشخص میرے بازو پکڑتے ہیں
 درمچھڑکتی ہوئی آگ پر لے جاتے اور دھکائے دیتے ہیں۔
 درمیں اس میں منہ کے بل گر جاتا ہوں تو وہ مجھے جھلس دیتی ہے
 اس سے ایسا ہو گیا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ بہت بُری
 حالت میں مرا۔

کیوں جناب صدیقی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں؟
 مرمیبارک کا ٹانگیا یا نہیں؟ آپ تو کچھ چکے ہیں۔ کہ مرمیبارک
 چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا۔ لہذا مزید کے رُوبرو پیش کرنے کا دافعہ
 فقط کذاب اور جھوٹے راویوں کی افتراء ہے اور اس۔

میں نے تو آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے
 میں کئے ہیں۔ اب بھی مانو گے یا نہیں؟ اور فیصلہ بھی آپ ہی
 کر لو کہ صحابہ کرام کو کذاب لکھنے والا کون شخص ہے؟ اور اس
 کی شرعی سزا کیا ہے؟

اب آپ کا دافعہ حقہ کا بیان کرنا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ
 کے بعد مزیدی کی حکومت میں واقعہ حرہ دوسرا بڑا حادثہ ہے۔

جس میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف بغاوت کی تھی۔ نیز
مہاجر و انصار نے اپنے اپنے الگ الگ حکمران مقرر کر لئے تھے
بنی امیہ کو مدینہ سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور
دہان کے گورنر عثمان بن محمد اور کچھ بنی امیہ کے لوگ مروان بن
حکم کے گھر خوفزدہ ہو کر جمع تھے تو عام لوگوں نے ان کا گھیراؤ
کر لیا تھا۔ اس صورت میں بنی امیہ کے بچ نکلنے کی کوئی صورت
باقی نہیں رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس معاملہ کو یہیں اسی حالت میں
چھوڑ کر آگے لکھتے ہیں۔ بایں ہمہ امام زین العابدین اس
بغاوت میں قطعاً شریک نہیں ہوئے اور نہ بیعت یزید کو توڑا
اور نہ مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ
اس کے ایک ہی صفحہ کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ یہ وقت ہے جبکہ
یزید کے خلاف ایک طاعن خیز ہجیان موجود ہے۔ مخالفت کی
آگ ہے جو ہر چار طرف ارض حجاز میں پھیل چکی ہے۔
یزید کی بیعت توڑ کر نئے خلفاء مقرر اور ان سے ناطے قائم
کئے جا رہے ہیں اور بغاوت کے شعلے ہیں کہ ہر طرف بھڑک
رہے۔ وغیرہ وغیرہ

ناظرین کرام غور فرمائیے اور اوپر کے مضمون کو دوبارہ پڑھیے

اور صدیقی صاحب کی عقل کا ماتم کیجئے۔ خود ہی لکھ رہے ہیں کہ
یزید کے خلاف ایک طاعن خیز ہجیان موجود ہے۔ مخالفت کی
آگ ہے جو ہر چار طرف ارض حجاز میں پھیل چکی ہے۔ بغاوت
کے شعلے ہیں کہ ہر طرف بھڑک رہے ہیں۔ لوگ یزید کی بیعت
توڑ کر نئے نئے خلفاء مقرر اور ان سے ناطے قائم کئے جا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ
یہ ہے حق اور حق کی کرامت بھی یہی ہے کہ مخالف کے قلم سے
بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر زبردست یزید کی
مخالفت کیوں ہوئی؟ جبکہ آپ یزید کی تعریف میں اس کتاب
میں ابڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ یزید
حد درجہ متواضع و حلیم، سنجیدہ و متین، خود بینی و تکبر سے مبرا۔
اپنی زبردست رعایا کا محبوب، ترک و احتشام شاہی سے متنفر
معمولی شہرلوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے والا اور مہذب تھا
عقل تو اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ حاکم اس قدر نیک ہو۔ اور
ایسی ایسی صفات اس میں موجود ہوں۔ تو پھر اس خلیفہ کی اس
قدر مخالفت ہو کہ سارے عرب میں بغاوت کی آگ بھڑک جائے
اور سب لوگ اس نیک شریف خلیفہ کی بیعت توڑنے پر مجبور

ہو گئے ہوں۔ یقیناً کوئی ظلم کی داستان اس واقعہ میں موجود ہے جس کو اس کتاب کا مصنف چھپا رہا ہے۔ اور اس واقعہ سے تھوڑا سا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ امام زین العابدین اس بغاوت میں شریک نہ ہوئے اور نہ بیعت یزید کو توڑا اور نہ مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو سرے سے ہی یہ بات غلط ہے کہ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کو نہ توڑا۔ جب کہ بیعت کی ہی نہیں اور نہ کوئی ثبوت موجود ہے۔ تو پھر بیعت توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی تو واقعہ کربلا سامنے موجود ہے کہ فاسق کی بیعت نہ کرنے کیلئے تو سالے خاندان کی امام عالی مقام نے قربانی پیش کر دی اور خود بھی شہید ہو گئے۔ مگر فاسق و فاجر کی بیعت قبول نہ فرمائی۔ تو شہزادہ زین العابدین یزید کی بیعت کیسے کر سکتے تھے؟ دوسری بات یہ ہے کہ امام زین العابدین مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک نہ ہوئے؟ یہ بات بھی غلط ہے مدینہ والوں نے کوئی ہنگامہ وغیرہ سرگرم نہیں کیا۔ بلکہ یزید یلید نے بہت بڑا لشکر بھیج کر مدینہ طیبہ میں خون ریزی کرائی۔ قتل و غارت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ دس ہزار سے زیادہ کو شہید کیا۔ جن

میں سات سو صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ مدینہ طیبہ میں بے حیائی و بیزاری کی کوئی حد نہ رہی۔ مصنف کتاب اسی واقعہ حرہ کو چھپا رہا ہے۔ خود ہی تو لکھ رہا ہے۔ مدینہ شریف کے گورنر ادربی امیہ کے لوگ مروان بن حکم کے گھر خوفزدہ ہو کر جمع تھے۔ حضرت زین العابدین کے ساتھ چند صحابہ کرام کا اسم شریف بھی لکھ کر بتا رہے ہیں یہ بھی بیعت یزید پر قائم رہے۔ مثلاً عبداللہ بن عمر اور محمد بن حنفیہ بھی بیعت یزید پر قائم رہے۔ یہ بات تو پہلے بھی آپ لکھ چکے ہیں کہ پورے عالم اسلام میں یزید بن معاویہ کی خلافت تسلیم کر لی گئی ہے۔ بجز چند آدمیوں کے کسی قابل ذکر شخص نے بیعت خلافت سے پہلو تہی نہیں کی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس قدر یزید کی مخالفت کیوں ہوئی؟ لوگوں نے بیعت یزید کو توڑ کرنے خلیفہ مقرر کیوں کر لئے؟ بغاوت کے شعلے ہر طرف کیوں بھڑک اٹھے۔ مخالفت کی آگ ارجح حجاز میں کیوں پھیل گئی۔ بغاوت کیلئے اہل مدینہ کیوں اٹھ کھڑے ہوئے؟ ہاجر و انصاریں اپنے اپنے الگ الگ حکمران کیوں مقرر کر دیئے؟ کیوں لوگوں نے بنی امیہ کو مدینہ سے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیوں گورنر مدینہ اور بنی امیہ کے لوگ مروان بن حکم کے گھر خوف زدہ ہو کر جمع تھے؟

کیوں لوگوں نے ان کا گھیرا ذکر کیا تھا (جیسا کہ آپ پیچھے لکھ چکے ہیں) ایسے صدیقی صاحب ذرا میدان میں تشریف لائیے اور ان سوالوں کا جواب دیجئے۔ اگر آپ نے دیانتداری سے خدا کا خوف دل میں لا کر ان سوالوں کا جواب صحیح طریقہ پر دے دیا تو یزید کی تعریف میں آپ جس قدر اوراق سیاہ کر چکے ہیں ان سب کو جلا دینا پڑے گا۔ کیونکہ تیرہ سو سال سے یزید پر لعنت ملامت کی جو بوجھاڑ ہو رہی ہے۔ وہ آپ کے یزید کی تعریف میں چند اوراق سیاہ کرنے سے کیسے دودھ ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک جنازے پر سے آپ گزرتے صحابہ نے اس کی تعریف کی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گذرا صحابہ نے اس کی بُرائی بیان کی تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا واجب ہو گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بُرائی بیان کی اس کیسے دوزخ واجب ہو گئی تم دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ کیوں جناب یہ تو بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ آج تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی یزید پلید کو ظالم ہی کہا جا رہا ہے جیسا کہ آپ کو بھی صفحہ ۷۸ پر

لکھا پڑا۔ مگر لطف یہ ہے کہ آج اس کی ذات کے لئے کسی کے پاس ایک کلمہ خیر بھی نہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ آپ کا قلم بھی یزید کے ظلم کی داستان لکھتا چلا آ رہا ہے۔ پھر بھی آپ انفس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کسی کے پاس اس کے لئے ایک کلمہ خیر بھی نہیں ہے؟ جب یزید پلید کے پاس خیر ہے ہی نہیں تو لوگوں کی زبان پر کلمہ خیر کیسے ہو؟ ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ عشرہ غریم میں وعظ فرما رہے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا معاملہ تھا تو حق تعالیٰ نے کس طرف تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ میزان عدل پر تھا۔ آخر کار یزید کے ظلم و تشدد پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر غالب آ گیا۔

(دان المحدثین مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۳۵۱)
کیوں جناب اب تو یزید کے ظلم پر محدث اعظم کی ہر لگ چکی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ یزید ظالم تھا اور باطل پر تھا۔ اور امام عالی مقام حق پر تھے اور حق آپ کے ساتھ تھا۔

صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

اب آپ کے اس سوال کا جواب کہ صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کر لی تھی۔ اس کے لئے قاری محمد طیب صاحب نے جو عباسی کی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے رد میں جواب لکھا ہے وہی جواب آپ کے لئے کافی ہوگا۔ لہذا میں اسی کو نقل کر رہا ہوں۔

لیکن اس مسئلے میں جہاں تک الزام بغاوت یا نفی شہادت کا تعلق ہے اس کے بارہ میں صلت اور متقدمین کا جو کچھ نقطہ نظر ہے۔ اس کے لئے ملا علی قاری شامی مشکوٰۃ شریف کی یہ ایک ہی عبارت کافی ہو سکتی ہے جو علاوہ موثق نقل ہونے کے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ شارح مدرج عقیدہ ہی کی ترجمانی کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور یہ جو بعض جاہلوں نے اغواء اٹھا رکھی ہے کہ حسین باغی تھے تو اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے۔ شاید یہ خوارج کے ہذیانات ہیں جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۵۷)

عباسی صاحب نے حضرت حسین پر بغاوت کا جرم عائد کرنے

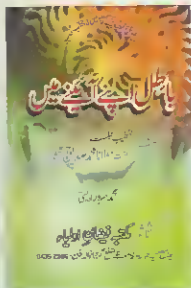
لئے تاریخی نقل اور وہ بھی ڈوڑی کی پیش کی تھی۔ حالانکہ یہ اس اگر مسلم مورخین کی بھی ہوتی تب بھی عقیدہ اور مسئلہ نقل کا حامل نہیں کر سکتی تھی جس پر عقائد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ملا علی قاری حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بغاوت کا الزام لگانے والوں کو جاہل کہہ کر اس خیال کو جاہلانہ خیال کہا ہے۔ یہ کوئی جذباتی طعن نہیں بلکہ حقیقتاً ان مدعیوں کی ناواقفیت اور مذہب سے جہالت اور لاعلمی روشنی ڈالی ہے کیونکہ حضرت حسین کو باغی کہنے کا منصوبہ اس خیال پر مبنی ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور اس حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ظاہر کی گئی ہے کہ صحابہ کی اکثریت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو خلیفہ کے حسن کردار کی دلیل ہے۔ درحالیکہ یہ مقدمات بھی جہالت پر مبنی ہیں۔ جن میں سے اکثر قیاسی ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی اکثریت کی بیعت کو یزید کے خلیفہ برحق ہونے پر محمول کرنے کا شاخسانہ ایک قیاسی نظریہ ہے اور عقیدہ کے مقابلہ میں نظریہ یا خیالی منصوبہ اول تو وقعت ہی کیا رکھتا ہے کہ عقیدہ کے بعد اس کی طرف التفات بھی کیا جائے جبکہ تاریخی نظریہ تاریخ بھی نہیں۔ تاریخ کا حصہ ایک قیاسی نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی مورخ یا تاریخ کے مطالعہ کنندہ کے قیاس ہتنباط

کو حب تائید نہیں کہا جاسکتا۔ تو عقیدہ کی حیثیت تو کیا دی
سکتی ہے۔ ورنہ نتائج دوسرے بھی نکال سکتے ہیں۔ پھر جہاں
ملک ارباب تحقیق مورخین کی تحقیق و روایت کا تعلق ہے انہوں
نے اکثریت صحابہ کی بیعت اور بیعت کے بعد یزید کے خلاف
خروج نہ کرنے کو قطعاً یزید کے سختی خلاف ہونے کی دلیل نہیں
سمجھا۔ اور نہ ہی اس سے یزید کے فسق و فجور کو ہلکایا۔ غیر واضحی باوجود
کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ ان کے نزدیک صحابہ کرام کی اکثریت
کی یہ بیعت اور یزید کے خلاف نہ اٹھنا خوفِ فتنہ مابینی نزاع
جدال اور آپس کے خون سے بچنے کے لئے تھا جو اس صورت میں
یقینی تھا کہ یزید کی اہلیت یا اس کی صلاح و صلاحیت تسلیم کر
لینے کی بنیاد پر تھا۔ ابنِ خلدون لکھتے ہیں۔ اور یزید میں وہ چیز
پیدا ہو گئی جو پیدا ہونی تھی یعنی فسق و فجور تو صحابہ اس کے بارہ
میں مختلف الرائے ہو گئے بعضوں نے اس کے خلاف کھڑے ہو جانے
اور اس کی بیعت توڑ دینے کو ضروری سمجھا۔ اس فسق کی وجہ سے
جیسا کہ حضرت حسین اور عبداللہ بن زبیر اور ان کے پیروؤں نے کیا
اور بعض نے فتنہ اور کثرتِ قتل کے خطرات اور اس کی روک تھام
سے عجز محسوس کرنے کی وجہ سے اس سے انکار کیا۔ کیونکہ اس دور

یزید کی شوکت و قوت بنی امیہ کی عصبيت تھی اور اکثر اہلِ حل
و حل تھے اور اسی کی مانعہ مفر کی ساری ساری عصبيت اور جماعتی
بھی لگی ہوئی تھی اور وہ سب قوتوں سے بڑی قوت تھی جس کی
مقاومت کوئی نہیں لاسکتا تھا۔ اس کے لئے جو لوگ یزید کے
خلاف بھی تھے وہ اس وجہ سے اس کے مقابلہ سے رک گئے اور
کے لئے دُعا (ہدایت) مانگتے اور اپنے کو اس راحت دینے پہنے
لاگ گئے۔ عام طور سے (اس وقت) مسلمانوں کی اکثریت کا بھی
طریقہ رہا اور سب کے سب مجتہد تھے (کوئی دینیو غرض دُرمان
نہ تھی، فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے پر انکار (ملامت)
نہ کرتا تھا (مقدمہ ابنِ خلدون ص ۱۸۱)

پس مقاصد ان کے نیک تھے اور حق کی جستجو ان کی معروف
نہ تھی ان کی اقتدا ہمیں بھی نصیب فرمائیے۔
مہارت بالاسے صاف واضح ہے کہ یزید کے فسق کے بارہ میں
کی دورانیس نہ تھیں۔ بلکہ اس کے خلاف کھڑے ہونے میں
ایں تھیں اور وہ بھی اس کی اہلیت و نا اہلیت کے معیار سے
میں بلکہ فسق مسئلہ کل تھا بلکہ ہی اناۃ فتنہ کے خطرو سے جس کی بنیادی
بنی امیہ کی عصبيت و قوت اور اس وقت کی چھائی ہوئی شوکت

فیضانِ مدینہ کی کشتی کی لہجہ کتاب



آج ہی طلب فرمائیں